

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى

وَمِنْ لَدُنْكَ كِتَابٌ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ

اور جو لوگ خدا کی نازل کی ہوئی کتاب (قرآن مجید) کے موافق نہیں کرتے تو وہ حقیقت میں لوگ کفر کرنے والے ہیں
المنہ شدہ کہ این رسالہ نافعیہ و دلائل ساطعہ بحجاب رسالہ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) رضا صاحب بریلوی المستفی بہ

Checked
1987

الْقَوْلُ الْعَجِيبُ
فِي رَدِّ

CHECKED 1996

حَامِلُ الْمَجِيبِ



مطبعہ شمسہ حسین آباد دکن ص ۱۰۰

س ۲۳

فہرست غلط نام رسالہ نول مجید

صفحہ	غلط	صحیح	صفحہ	غلط	صحیح	صفحہ	غلط	صحیح	صفحہ	غلط	صحیح
۸	کدے	کدے	۲۸	کدے	۲	تخلی	تخلی	۵۰	۲۴	سلامہ	سلامہ
۱۱	المدنیۃ	المدنیۃ	۳۰	کندن	۱۷	جان کندن	۱۶	۷۱	۱۶	فان	قرا
۱۲	الذجال	الذجال	۳۶	خوقیل	۳	خوقیل	۳۹	۷۵	۳۹	لوجا	آحاد
۱۳	حاضر	حاضر	۴۱	رہدے	۱۷	رہدے	۷۵	۱۸	۱۸	نقازیر	نقاد
۱۵	قرانی	قرانی	۴۶	اچیاے	۷	اچیاے	۷۶	۲	۲	مین	کین
۱۶	اڑے	اڑے	۴۹	لی فی	۷	لی فی	۷۶	۳	۳	احاث	حیات
۱۷	العاس	العاس	۴۹	انہین	۱۶	انہین	۷۶	۷	۷	العبدو	العبد
۱۸	انی	انی	۵۱	سبق	۲	سبق	۷۸	۲۵	۲۵	باروہ	باروہ
۱۹	قرش	قرش	۵۱	الذین	۳	الذین	۸۹	۱۳	۱۳	مخوفین	مخوفین
۲۰	کھم	کھم	۵۶	تدبیر	۱۵	تدبیر	۸۹	۱۸	۱۸	میر گرجان	میر گرجان
۲۱	مکھٹ	مکھٹ	۵۸	صر	۶	صر	۷۹	۲۳	۲۳	اححق	اححق
۲۲	ساہ	ساہ	۵۹	لو ملدت	۲۱	لو ملدت	۷۳	۳	۳	ثبوت	ثبوت
۲۳	رے	رے	۶۰	الاعمال	۲۱	الاعمال	۸۹	۱۱	۱۱	مجب	مجیت
۲۴	البدرا	البدرا	۶۱	متوالے	۹	متوالے	۸۹	۲۱	۲۱	نزا	نزا
۲۵	بجد	بجد	۶۳	درستی	۱۰	درستی	۹۰	۱	۱	تدبیر	تدبیر
۲۶	اشارت	اشارت	۶۳	بالے گیا	۱۷	بالے گیا	۹۰	۲۱	۲۱	تمہ	تمہ
۲۷	آب	آب	۶۶	رکھنے	۱۷	رکھنے	۹۰	۲۳	۲۳	الصام	الصام
۲۸	ایمانی	ایمانی	۶۷	کانا	۱۰	کانا	۹۰	۲۳	۲۳	منشار	منشار
۲۹	اکھنا	اکھنا	۶۸	الغیب	۳	الغیب	۹۲	۱۹	۱۹	کوکھا	کو
۳۰	یقینی	یقینی	۷۰	قانونی	۲۰	قانونی					

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا بِمَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ
رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ

شہرِ ٹنڈی سے تحفہ حنفیہ نامی ایک ماہواری رسالہ شائع ہوا کرتا ہے جس میں
بکثرت اہل حدیث اور مذہبہ انھما کی نکتہ پیمانیں ہو کر قی ہیں۔ اور انہیں ماہواری
رسالہ کہے جاتے ہیں۔ اس رسالہ میں اصلاح خلق کا حیرا اٹھایا ہے مگر انہیں یاد رکھ
کہ نرس لفاظیوں سے بھرپور ہے۔ نہایت چمکتا جب تک روح القدس سے تائید
نہ ملے اور الہام و کشف سے توفیق نہ ہوں۔ تو یہ خیال ہمارے نزدیک ایک
سطحی خیال سے بڑھ کر نہیں۔ بجز اس کے کہ دے ہوئے خانگی جھگڑے پہرنے
سے کمزور پکڑیں کرنی اور عمدہ نتیجہ نظر میں نہیں آتا۔ یہ کام ایک عظیم الشان
امام کا ہے جو خدا کی طرف سے اس کام کے لئے مامور ہو کر آوے۔ اور وہ اس
قلمی جہاد کے زمانہ میں سلطان القلم کا لقب پا کر قرانی حربہ سے مخالفین اسلام
پر حملہ کرنے کے لئے ہر طرح تیار ہو۔ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ اس رسالہ باز کے
دانشمندی سمجھئے اس کے کہ دوسرے دن کے اقوال کا پورا اقبال ہو کوئی ذاتی
جوہر نہیں ہے سب پر حملہ کرتے کرتے اندون امام ربانی سیدنا مسیح موعود
حضرت امام مہرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے منہ آیا ہے اور آئین شائین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُبْحَانَكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَعْلَمَتْنَا أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ
 رَبَّنَا أَنْفِخْ بِنَفْثَتِكَ وَبَيْنَ قَوْمِيَا الْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ النَّاسِخِينَ

شہرِ ٹنہ سے تحفہ حنفیہ نامی ایک مامواری رسالہ شائع ہوا کرتا ہے جس میں
 اکثر اہل حدیث اور نددۃ العلماء کی نکتہ چینیان ہوا کرتی ہیں۔ اور اس مامواری
 رسالہ کے بانیوں نے اپنے ہر مضمون میں اصلاح خلق کا پیرا اٹھایا ہے مگر انہیں یاد رہا
 کہ نرسے لفاظیوں سے بچنا چاہئے۔ جب تک روح القدس سے تائید
 نہ ملے اور الہام و کشف اسے موبد نہ ہوں۔ تو یہ خیال ہمارے نزدیک ایک
 سطحی خیال سے بڑا بکر نہیں۔ بجز اس کے کہ دے ہوئے خانگی جھگڑے پہرنے
 سگرزور پکڑین کوئی اور عمدہ نتیجہ نظر میں نہیں آتا۔ یہ کام ایک عظیم الشان
 امام کا ہے جو خدا کی طرف سے اس کام کے لئے مامور ہو کر آوے۔ اور وہ اس
 قلمی جہاد کے زمانہ میں سلطان القلم کا لقب پاکر قرانی حربہ سے مخالفین اسلام
 پر حملہ کرنے کے لئے ہر طرح تیار ہو۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس رسالہ باز کے
 بانیوں نے اس کے کہ دوسروں کے اقوال کا پورا اقبال ہو کوئی ذاتی
 جوہر نہیں ہے سب پر حملہ کرتے کرتے اندون امام ربانی سیدنا مسیح موعود
 حضرت امام مہرِ انعام احمد صاحب قادری بانی کے منہ آیا ہے اور آئین شائین

بکوا کر کے چاہا ہے کہ اپنے منہ کی ہو اسے اس نذر اللہ کو بچھا دے مگر واللہ
 مُمْ تُوْرِدُوْا لَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ کے وعدہ کی رو سے اس کی سادی کو ششپن
 ہو کر رہینگے۔ بہن سخت رنج ہوا ہے کہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس ناخدا ترس
 حامد رضا بریلوی اور اس کے ہاں مین ہاں ملاسنے والے قرآنی محاورے
 بے خبر چار پانچ کٹے ملا افتانون نے ملکر ایک طالب کے سوال کے جواب میں صفحے کے
 صفحے کا لے کر کے اصل غرض کو دہرہ دہرہ کرنے میں کوشش کی ہے۔ اور ناخن کی
 زحمت اٹھا کر بھی سائل کو منزل مقصود تک نہیں پہنچا یا بے چارے کی طلب کی
 پیاس جیسی تھی اب بھی بحال خود باقی ہے۔ اگر خدا نے چاہا تو ہم اس رسالہ کے
 آخر میں طالب حق سائل کا جواب چند سطروں میں دیکر حیات جاودانی کے آب
 شیرنی کے پیالہ کو اس منہ سے لگا دینگے جس سے کبھی وہ بار دیگر پیاسا نہوگا۔
 ناخدا ترس مجیب کو چند لفظوں کے سمجھنے میں سخت دبوکا لگا ہے اس لئے ہم چاہتے
 ہیں کہ چند مقدمات میں اس کی تفہیم کر دیں تاکہ آئینک مقاصد کے سمجھنے اور ناظرین
 منصفین کے فیصلہ کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آوے۔

مُقَدِّمَةُ اُولٰی

ابن مریم کے بیان میں۔

ہمارے مخالفین بھائی اس بات پر بڑا ہی زور دیتے ہیں کہ جہاں کہیں لفظ
 ابن مریم آجاوے اس سے مراد عیسیٰ نبی اللہ خاتم انبیائے نبی اسرائیل ہیں لہذا
 انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ دعویٰ محض بے دلیل اور سراسر حکم ہے۔ کیا کبھی رت
 کا نام مریم نہیں ہوتا۔ اگر اس کے بیٹے کو ابن مریم کہیں تو کوئی امر ناگوار نہ ہے عیسیٰ

اور اس ضرب المثل مقولہ سے وہ دعویٰ غلط نکلا کہ اسم علم میں تاویل کرنا جائز نہیں اور اکثر اولیائے امت پر الہام و کشف سے یہ امر ظاہر ہو گیا ہے کہ وہ فلاں نبی کے قدم پر آئے ہیں تو انہوں نے علانیہ اسکا اظہار بھی کر دیا ہے۔ حضرت بایزید بسطامی پکار کر کہتے ہیں کہ میں ہی نوح اور میں ہی ابراہیم میں ہی موسیٰ میں ہی عیسیٰ میں ہی محمد ہوں دیکھو تذکرۃ الاولیاء۔ شاہ نیاز احمد بریلوی اپنے دیوان میں لکھتے ہیں۔ ۵ احمد ہاشمی منہم عیسیٰ مریم من ام۔ من نہ من نہ من من ام۔ حدیث کی کتاب پڑھنے والے خوب جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر و عمر و عثمان و علی و غیر ہم صحابی کو ابراہیم و نوح جبریل و میکائیل و غیر ہم ملائکہ سے مثال دی ہے دیکھو عمل مصفیٰ کہ اس کے مصنف نے اس مماثلت کو بسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ نظامی گنجوی بھی اپنے ضمیر کو مریم صفت قرار دیتے ہیں ۵ ضمیر من زن بلکہ آتش زن است۔ کہ مریم صفت بکر آبتن است۔ اگر کوئی بلید الذہن اتنے روشن دلائل پر بھی لفظ ابن مریم یا لفظ عیسیٰ میں تمکیر و تمیز کو جائز نہ رکھے اور اسم میں تاویل کو ممتنع سمجھے تو ہم ایک روایت بخاری کو پیش کر کے سوال کرتے ہیں کہ آیا یہاں تمیز ہے یا نہیں اور اگر نہیں ہے تو ہم آپ کے ایمان پر فاتحہ خیر پڑھ دیتے ہیں وہ حدیث یہ ہے کہ کوئی مولود شیطانی اس سے محفوظ نہیں رہا مگر مریم اور اس کا بیٹا۔ اگر لفظ مریم اور ابن مریم میں تمیز نہ ہو اور یہ تاویل کی جائے کہ جو مسلمان متقی ان دو نام پہیٹے کی صفت میں متصف ہو وہ وسوسہ شیطانی سے محفوظ رہتا ہے۔ تو ان عبادی لیس لاک علیہم سلطان وغیرہ متعدد آیات کے صحیح مخالف کے باوجود ایک سخت مشکل درپیش ہوتی ہے کہ انبیائے کرام جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں انہیں سے ایک بھی شیطانی مسلمان اس کے وسوسہ کی زد سے

محفوظ نہیں رہا اعادنا اللہ منہ ہمارا بدن کانپ اڑتا ہے کہ جب ہم کسی سے یہہ سنتے ہیں
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مقدس قلب میں شیطان کا تسلط ہو جایا کرتا تھا
 پس ہمارا ایمان بالقرآن وبالرسول یہہ فتویٰ دیتا ہے کہ اگر اس حدیث میں تاویل
 کی جائے اور مریم و ابن مریم ایک مرتبیٰ مراد لی جائے تو ضرور بقول علامہ محشری یہہ
 حدیث موضوع ہونے سے زیادہ زیادہ نہیں رکھی گئی مگر ہم نہ اصح الکتاب بخاری کی روایت
 کو موضوعیت کی طرف منسوب کر سکتے ہیں اور نہ ہمارے پاس اور نہ کسی ذی علم کے
 پاس ہمال جائز ہے اس لئے تعارض قرآنی وحدیثی کے ارتفاع کے لئے بجز اس کے
 چارہ نہیں کہ مریم و ابن مریم کے لفظ سے عام معنی لے لیں یعنی جس مرتبیٰ میں مریم و ابن
 مریم کے اوصاف حمیدہ پاکے جائیں وہ شیطانی و سادس سے محفوظ و مامون رہا کرتا
 ہے۔ ہماری اس تاویل کی صحت بخاری کی دوسری روایت سے بخوبی ہوتی ہے
 جہین لکھا ہے کہ جو مرد اپنی بی بی سے جماع کرتے وقت اس دعا کو پڑھے ۱۰۰۰
 اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا دَرْتَقْتَا۔ اور خدا تعالیٰ
 اس کو لڑکا لڑکی عنایت کرے تو وہ لڑکا لڑکی شیطان کی ضرر دہی اور وسوسہ
 اندازی سے بچ جاتی ہیں قابل غور ہے کہ یکبار بجماعت جماع جناب اطہیٰ میں دعا
 کرے یا لا اور شیطان رجیم سے بہانہ مانگنے والا جب وہ اور اس کی اولاد صبر
 شیطانی سے محفوظ رہیں تو جو لوگ اول درجہ کے متقی ہیں اور شب دروزر استغفار
 پڑھا کرتے ہیں کیونکہ ان پرست یا نبی تسلط ہو سکتا ہے اور اصول فقہ کا مسلک
 قاعدہ ہے کہ جہاں معنی حقیقی معذور ہو تو وہاں معنی مجازی لینا چاہئے۔ جب متعدد
 آیات قرآنی (جنگا ذکر ہم خاتمہ بن کر بیٹھے) اور متعدد احادیث بنو ابی مریم
 علیہ السلام کے وفات کے بصراحت متفق ہیں تو پھر نزول ابن مریم سے معنی حقیقی یقین
 کرنا اور وفات یافتہ انسان کو آسمان سے اتارنا اور نزول ہونی جسکی صحت صدقاً

آیات کتاب مجید سے پائی جاتی ہے اس کا انکار کرنا خلاف اصول و مسرت
 چہالت و فضول ہے۔ کیا مردہ دوبارہ دنیا میں آسکتا ہے۔ ہمارے مخالفین بہائیوں کو
 عقل اس کے جواب میں جو پیش کرتی ہے وہ یہ کہ کیا خدا اے تعالیٰ میں قدرت نہیں
 کہ مردہ کو دوبارہ زندہ کر سکے۔ اسکا مفصل جواب مجیب کے رد میں آئندہ لکھینگے مگر
 سر دست ان چند جملوں پر بس کرتے ہیں کہ جب قدرت کے سامنے سارے محالات عقلیہ
 و نقلیہ ممکن الوقوع ہیں تو علمائے اصول سے سخت غلطی ہوئی کہ معنی حقیقی کے تصور کے
 وقت مجازی معنی کے اعتبار کو ضروری سمجھا۔ مگر جب ہم قرآن پر ایک نظر ڈالتے ہیں
 تو آیات قرآنی اسی اصولی قاعدہ کو مستحکم کرتی اور علمائے اصول کے اس
 رائے کو بڑی زور سے تائید دیتی ہیں سارا قرآن استعارہ و مجاز سے بہرہ لڑا ہے
 اور حق تو یہ ہے کہ فصاحت و بلاغت کے اسباب سے ایک سبب یہ بھی ہے۔ عجیب
 حیرت انگیز واقعہ ہے کہ جب حیات ابن مریم کے قائلین دلائل قاطعہ قویہ سے عاجز
 ہو جاتے ہیں تو انکا آخری عذر یہ ہوتا ہے کہ کیا خدا اے برترین مردہ کے زندہ
 کرنے کی قدرت نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ صحیح ہے مگر اسکا کیا معنی کہ زبیر زین پر
 مرے اور زین میں دفن کیا جائے اور زندہ ہو کر اٹھے تو آسمان سے آوے
 ہدایتی عجیب و امر غریب۔ ہمارے مخالف بہائیوں نے اگر ابو تراب کی کنیت
 پر غور کیا ہوتا تو انہیں ابن مریم کی کنیت میں ایسی وقتیں درپیش نہوتیں
 کیا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے کسی لڑکے کا نام تراب تھا ہرگز نہیں۔ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ادنیٰ مناسبت کی وجہ سے کہ ان کے بدن پر سجدہ نبوی
 میں بیٹھنے کے سبب سے دھول لگ گئی تھی تو ارشاد فرمایا تم یا ابابتراب
 پس اگر وہی نصیح بلین رسول عربی فداہ ابی و امی اپنی پیشگوئی میں مناسبت
 و مشابہت نامہ پائے جانے کی وجہ سے کسی اپنے غلام کا نام ابن مریم رکھ دینے

تو اس سے کونسا استبعاد عقلی و نقلی لازم آتا ہے جس پر شور برپا کیا گیا ہے۔ ابوہریرہؓ کے لفظ پر بھی غور کرو۔ اس آسمانی مرد و غلام اللہ کی مشابہت ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر دیکھنی منظور ہو تو ایام الصلیح اور ازالہ اوہام اور آمینہ کمالات اسلام و غسل مصی کا سطر فرمائے۔

مقدمہ ثانیہ

نزول کے بیان میں۔

ہمارے مخالفوں کو اس لفظ کے استعمال میں سخت دھوکا ہوا ہے مسیح موعود کی احادیث میں جہاں جہاں لفظ نزول نازل نہیں آتا ہے تو یہ بہ لوگ بلاتامل اس سے نزول من السما سراد لیتے ہیں اور اسی سبب سے جہاں کہیں قرآن وحدیث میں اس کے خلاف معنی مفہوم ہوتا ہے تو وہاں تاویل کیا کرتے ہیں اور بلا سبب نفی کو ظاہر منے سے پھیرتے ہیں۔ سو جاننا چاہئے کہ اس لفظ نزول کا استعمال متعدد مختلف معنی میں ہوا کرتا ہے کہیں بمعنی پیدائش اور کہیں بمعنی بعثت و خروج اور کہیں بمعنی اترنا اور ٹھہرنا اور قیام کرنے کے آتا ہے مثلاً وحی اور پانی اور ملائکہ اور کتاب سماوی میں اگر نزول و انزال کا لفظ آیا ہے تو وہاں البتہ اترنے کا معنی ہی کرنا چاہئے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ وَانْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۚ وَانْزَلْنَا الْقُرْآنَ ۚ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِيْ كَهْلَةِ الْفَجْرِ۔ تَنْزِيلُ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالْرُوحُ ط اور اگر زمینی اشیا کو سہا تہ اس لفظ کو لاوین خواہ وہ انسان ہو یا حیوان یا جمادات تو لامحالہ وہاں معنی پیدائش و بعثت و خروج و قیام کا معنی ہی مراد ہوا کرتا ہے جیسا فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَانْزَلْنَا الْحَدِيْدَ الْاٰیۃ پاره ۲۷ رکوع ۱۹۔ یعنی ہنچے

لوہا پیدا کیا اگر چنانچہ نزول من السماء مراد لین تو مشاہدہ کے صریح خلاف ہے
 کیا کسی نے دیکھا ہے کہ لوہا آسمان سے اتر کر تباہی کا لون سے نہیں نکلتا
 قَالَ اللَّهُ تَعَالٰی يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُم لِبَاسًا لِّوَادِي سَوَآئِكُمْ
 وَرِيْشًا لِّطَّوَارِهِ رُكُوع ۱۰۔ کیا کپڑوں کے تھان یا کرت یا پاجامہ سینہ بنائے
 آسمان سے اترتے ہیں یا پہین زمین میں پیدا ہوتے اور جتے ہیں۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالٰی
 وَأَنزَلْنَا لَكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ لِبَاسًا لِّأَرْوَاحِكُمْ ۚ وَرُكُوع ۱۱ (۱۵)
 یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جانوروں کے آٹھ جوڑے پیدا کئے۔ اگر چنانچہ
 نزول سے نزول من السماء مراد لیتے ہو تو اونٹ گھوڑے کدے چرگاسے میل کریں
 وغیرہ جانوروں کا آسمان سے اترنے کا ثبوت تمہارے ذمہ ہوگا وَهُوَ غَيْبٌ لِّوَادِي
 قَطْعًا۔ اور نیز نرمل اس شخص کو کہتے ہیں کہ جو سفر کرنا ہو کسی مقام پر ٹھہر جاو
 اور جہان پر ٹھہرتا ہے اس کو نرمل کہتے ہیں۔ ہرگز چنانچہ نزول من السماء مراد
 نہیں ہوا کرتی پس جہان کہیں مسیح موعود کے لئے نزول کا لفظ مستعمل ہوا ہے
 وہاں قطعاً بعثت و ارسال کا معنی مراد ہے اگر ہمارا بہائی اتنے دلائل پر بھی اپنے
 عناد کو نہ چھوڑے اور نزول من السماء پر مصر رہے تو ہم اور چند قرآنی و حدیثی
 نظائر پیش کر کے انکا مطلب حسب اصرار خود اس کے منہ سے سنا جاتے ہیں۔
 فرمایا اللہ تعالیٰ قَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ فِي ذِكْرِكَ وَسُوْلًا لِّبَنِي آدَمَ ۚ
 یعنی اللہ تعالیٰ نے ایک یاد دلانے والے رسول (محمد صلعم) کو تمہارے طرف
 نازل کیا کہ وہ تمکو اللہ کے آیات پڑھاتا ہے۔ فرماتے حضرت اگر چنانچہ
 نزول سے مراد نزول من السماء ہے تو اسکا اثبات آپ پر واجب ہوگا کہ
 رسول اللہ صلعم کسی وقت آسمان پر تشریف لے گئے ہوئے تھے اور ایک زمانہ
 دراز کے قیام اور تعلیم و ہدایت کے اہتمام کے بعد خدا تعالیٰ نے انہیں آسمان

رسول بنا کر اتارا کیا کسی مخالف و موافق نے بچشم خود دیکھا ہے کہ رسول خدا
 علیہ التحیۃ والثناء جالیسویں سال آسمان سے نزول فرما رہے ہیں۔ پس بجز اس کے
 کہ بھان ارسال و بعثت کا معنی لین کوئی صورت بن نہیں پڑتی۔ اور اگر ہم کتب
 احادیث و سیر و ادب کے عبارات نقل کریں تو یہ مقدمہ طویل الذیل بن جائیگا
 اس لئے صرف ایک دو حدیث پر اکتفا کرتے ہیں امام بخاری باب التناوب فی العلم میں عمر
 سے روایت کرتے ہیں قَالَ کُنْتُ اَنَاقِبَ اَرُیْ مِیْنَ الْاَنْصَارِ فِیْ بَنِیْ اُمَیَیَہِ بْنِ
 زَیْدٍ وَحِیْ مِنْ عَوَالِی الْمَدِیْنَةِ وَکُنَّا مُتَنَادِبِیْنَ اَتَنْزِلُ عَلَیْ رَسُوْلٍ
 صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْزِلُ یَوْمًا وَاَنْزِلُ یَوْمًا فَاِذَا اَنْزِلْتُ
 حِجَّتْهُ یَجْنِدُ ذَٰلِکَ الْیَوْمَ مِنْ الْوَحْیِ وَغَیْرِہِ وَاِذَا اَنْزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذَٰلِکَ
 اَتَنْزَلَ صَاحِبِی الْاَنْصَارِ یَوْمَ نُوْبَہُ فَضْرَبَ بِاَبِی ضَرَّاءَ بِاَشْدَیِّ الْحَدِیثِ
 کیا حضرت عمر اور انکا پڑوسی انصاری دو لوگوں کی آمد و رفت بار بار آسمان پر ہوا کرتی
 تھی اور بار بار اپنی اپنی باری پر آسمان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 نازل ہوا کرتے تھے۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لیس التخصیص بشیء
 اِنَّمَا هُوَ مِثْرٌ لَّنَزْلِهِ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبَخَارِی
 فتح الباری جلد (۳) صفحہ (۱۴۴) اس کا معنی کیا یہ ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم مقام تخصیص پر آسمان سے نزول فرماتے تھے گاں اِذَا اَنْزَلَ مِثْرًا
 لَّمْ یَمْرَکْ حَتّٰی یَصْلِی الظُّہْرَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتَّسَالُی عَنْ اَبِی بَنِی اَسْحَدَ
 صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی عادت شریف یہ تھی کہ جب سفر کرتے ہوئے کسی منہ نہیں
 اتر جاتے تھے تو جب تک ظہر کی نماز نہ پڑھ لیں کو ق نہیں کرتے تھے اسکا ترجمہ
 حسب اصرار مخالف یوں کرنا پڑے گا کہ جب منزل پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کہ آسمان سے نزول فرماتے تو کون نہیں کرتے تھے جب تک کہ ظہر کی نماز سے
 فارغ نہ ہو لیں۔ اے میرے بھائی کیا اس ترجمہ سے آپ کا قلب مطمئن ہو سکتا ہے
 اور یہ ترجمہ مشاہدہ و برداشت کے خلاف نہیں ہے۔ ضرور ہے اکثر ہمارے مخالف
 بھائی یہ سوال پیش کرتے ہیں کہ امام بخاری نے اپنی کتاب میں باب نزول عیسیٰ بن
 مریم باندھا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ کو کھان سے معلوم ہوا کہ امام بخاری کا منشاء
 اس سے نزول من السماء ہے لا غیر۔ اور حق یہ ہے کہ چونکہ حدیث مذکورہ
 ذیل بن نزول ابن مریم کا جملہ تھا اس لئے امام نے باب نزول عیسیٰ بن مریم
 سے ایک عنوان قائم کیا۔ ورنہ ان کا مسلک تو اس کے خلاف ہے کیونکہ انہوں نے
 کتاب التفسیر میں بروایت ابن عباس و ارشاد نبوی و وفات عیسیٰ کا ثبوت دیا ہے۔
 پھر نزول من السماء کا عقیدہ کیسا سطح اسی امام جلیل الشان نے باب نزول
 عیسیٰ بن مریم باندھا ہے اسی طرح باب نزول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحج عنوان
 قائم کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ نزول ابن مریم مثل نزول النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 ہے۔ اس سے نزول من السماء سمجھنا سراسر محقق و اہل ہی ہے۔ بعض حضرات مشکوٰۃ
 کی یہ روایت یکنیزاً عیسیٰ بن مریم الی الارض پیش کر کے اعتراض کرتے ہیں
 کہ الی الارض چاہتا ہے کہ نازل کے بعد من السماء محذوف مانا جائے تو ان کے
 اسکاات کے لئے صحیح بخاری باب نزول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحج کافی ہے۔ اور
 اگر رکھا جائے کہ یہاں نزول کا صلہ الی آیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے
 کوئی قباحت پیش نہیں آتی۔ اور ہمارا مدعا ہر طرح حاصل ہے کہ عیسیٰ سفر کرتے
 ہوئے کسی خاص زمین یا ملک میں فروکش ہوگا تاریخ الخلفاء ص ۵۸ میں
 لکھا ہے قال محمد بن فضالہ ما عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز برأب فی الحزیرۃ

فَنَزَلَ إِلَيْهِ الرَّاهِبُ وَلَمْ يَنْزِلْ لِأَحَدٍ قَبْلَهُ وَقَالَ أَتَدْرِي لِمَ نَزَلْتُ إِلَيْكَ
عبارت میں دو مقام پر نزول کے ساتھ حرف الی کا استعمال ہوا ہے کیا
کسی ذی علم ادیب کا ذہن اس طرف منتقل ہو سکتا ہے کہ وہ راہب آسمان سے
اتر کر عبد اللہ بن عمر عبدالعزیز سے ملاقات کی۔ اگر کوئی متعصب ملا اپنی دعا کے
فوت کے ڈر سے راہب مذکور کے لئے نزول من السمار جائز رکھے اور آسمان
اترنے کا ترجمہ کرے تو اس کو ضرور ثابعد اللہ کے لئے صعود الی السمار کا قائل
ہونا پڑے گا غور کرو عبارت مذکورہ میں۔

طرفہ تراجم راہب ہے کہ بھی لفظ نزول جس پر ہمارے مولوی صاحبان من السمار کا
حاشیہ چڑھا کر اپنے دل کو خوش کرتے ہیں اور حضرت مسیح کو زندہ آسمان سے
اتارتے ہیں مسیح دجال کے لئے بھی متعلیٰ ہوا ہے۔ امام احمد و امام مسلم و امام بخاری
روایت کرتے ہیں يَا قِيَامُ الْمَسِيحِ مِنْ قَبْلِ الْمَقَامِ وَهَيْئَةُ الْمَدِينَةِ كَتَبَتْ فِيهِ
وَبَنِي أَحَدِ الْحَدِيثِ۔ یعنی مسیح دجال شام کی طرف سے آکر مدینہ کا قصد کریگا
یہاں تک کہ کوہ احد کے پہچے اترے گا۔ اور طبرانی و احمد کی ایک روایت میں
يَنْزِلُ الدَّجَالُ بِفَيْدٍ السَّجَةِ۔ آیا ہے فیئہ دجال اس شور زمین
میں اترے گا اور صحیحین میں لکھا ہے فَيَنْزِلُ بَعْضُ السَّبَاحِ الْتَّى تَلَى الْمَدِينَةَ
یعنی دجال بعض شوروں میں اترے گا کہ مدینہ کے نزدیک ہیں۔ بن صاحب کو
زیادہ روایات اس باب میں دیکھنا منظور ہو تو وہ کثیر العمل کا مطالعہ فرماویں
تھان ہیں نزول سے نزول من السمار مراد لینے والے علما ذرا اس دجالی نزول کو
بھی ملاحظہ فرماویں ہمیں ان کی ہٹ دھرمی اور حضرت اقدس میرزا صاحب
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ذاتی عداوت و حد سے یقین ہے

کہ یہ حضرات دجال کو بھی آسمان سے اتار کر چھوڑینگے اور اس کے بغیر انہیں چارہ بھی کیا ہے کیونکہ بلا تفاوت دونو (مسیح ابن مریم و مسیح دجال) کے لئے لفظ نزول کا استعمال ہوا ہے۔ سراسر حکم ہوگا کہ عیسیٰ کے نزول سے من السامی ہو اور دجال کے نزول سے یہ معنی ذہن میں نہ آوے۔ یاد رہے کہ مسیح موعود کے لئے لفظ خروج کا بھی حدیثوں میں مستعمل ہوا ہے اور کہیں لفظ بعثت بھی آیا ہے اور خروج کا لفظ تو صاف ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہر مامور من اللہ کی بعثت زمین ہی میں سے ہو ا کرتی ہے تو پس باہمی توفیق و تطبیق کے لئے سوائے اس کے کیا علاج ہے کہ نزول کا معنی بعثت و خروج بلکہ ہو جس سے تمام اعتراضات قرآنی و حدیثی بھی منفع ہو جاتے ہیں ایک سر یہہ بھی یاد رکھو کہ اگر حضرت مسیح ناصری علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رنج جبہ الغصہ آسمان پر ہوا ہو تا تو ضرور مجاورہ عرب کی رو سے ان کے لئے رجوع یا عود کا لفظ استعمال کیا گیا ہوتا۔ نہ نزول کا دیکھو یہ روح انسانی چرکما اپنے رب کی طرف سے زمین پر آئی تھی اس لئے اس کو واپس کر کے وقت ارجی الی ربک رضینہ مرضیہ ارشاد ہوا۔

مقدمہ ثالثہ

رفع کے بیان میں۔

عدم تدبر کے سبب ہمارے مخالف بہائیوں کو جس قسم کا دھوکا لفظ نزول میں لگا ہوا ہے لفظ رفع بھی ان کے زلت اقدام کے لئے کم رتبہ نہیں ہے و مآق تلوک یھیننا لک دفعہ اللہ الیہ میں زور دیکر یہہ کہتے ہیں کہ یہاں رفع سے مراد رفع جسم

الی السما ہے یعنی علیہ السلام اپنے خاکی جسم کو جو کھانے پینے پیشاب پاخانے کا محتاج اور
 تغیر تبدیل کا محل ہے تمام مخلوق ارضی کے خلاف از آدم تا این دم کے خلاف تجارب صحیحہ
 کے خلاف سارے انبیاء کے خلاف مات الناس حتی الانبیاء نحوی ضرب المثل کے خلاف
 سید الاولین و الآخین حاتم الانبیاء فصل الرسل کے رفعت شان
 کے خلاف اور کلام اعلیٰ - وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ
 کے منشاء اور وعدہ کے خلاف وَمَا جَعَلْنَاكُمْ بِجَسَدٍ إِلَّا طَعَامًا لِّآيَةٍ كَآيَةِ
 بَلَدٍ قَاعِدَہ کے خلاف وَمَنْ نَعْمِكُمْ كُنَّا فِي الْخَلْقِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ کے
 خلاف وَمِنْكُمْ مَنْ يَهْدِي إِلَىٰ أَذَلِّ الْأُمَمِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ
 شَيْئًا کے غیر تبدیل اصول کے خلاف أَوْ تَذَرُنِي فِي السَّمَاءِ إِلَىٰ أَنْ يَقُولَ سُبْحَانَ
 رَبِّيَ هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلُكُمْ کے خلاف اور أَعُوذُ بِكَ مِنْ أَذَلِّ الْعِلْمِ
 نبوی کے خلاف اور آیتہ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ کے رمز اور آسمان کے
 الطف الطائف جو ہم خاکی بشری کے غیر محل ہونے کے خلاف آسمان پر لیجا کر
 دو ہزار برس کے قریب الان لکما کان لایزول ولا یجول کی خصوصیت کے ساتھ
 تشریف فرما ہیں - کیا ممکن ہے اور کیا کوئی سلیم الفطرت انسان کہتا ہے
 کہ خدا تعالیٰ ایک انسان ہاں صرف ایک انسان کو فوق سوائے دنیا لیجائے
 اور اپنے اس قدر اقوال و افعال و وعدوں کے شکستہ ریخت کی پروا کمرے
 اور اپنی پاک کتاب کو غیر اقوام کے اعتراض کا تختہ مشق بنا دے اور خود فراموش
 من عند غیب اللہ لوحید و انبیاء اختلافاً کثیراً اور خود ہی تمام
 اختلافات کا جامع ہو اور اجتماع ضدین کو جائز رکھے فَتَعَالَىٰ عَنْ ذَلِكَ
 کتابہ الکریم وصاحبہ العظیم خدا کے لئے سچ بتاؤ کہ یہ رفیع علیہ
 النصی اور قہام بلا اکل و شرب اور ہوش و عواس کے عدم تغیر و غیو کے
 لئے یہ آیات بینات مانع اور سخت مانع ہیں یا نہیں - اور وَمَا جَعَلْنَا إِلَّا

رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۖ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي
 اسْمُهُ أَحْمَدُ ۖ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ ذَٰلِكَ لَكُمْ وَلَا يَكُنْ رَسُولَ اللَّهِ
 وَمَعَاتِمَ النَّبِيِّينَ ۖ وَمَا جَعَلْنَا الْبَشَرِيَّةَ مِنْ قَبْلِكَ الْخَلَاءَ ۖ كَمَا اسْرَفَ جَمَانِي
 ونزول من السماء کے مخالف و منافی انہیں ہیں ضرور ہیں پس بحضور حاضر یاد رکھو کہ
 مخالف و متناقض سے اس وقت مخلصی مل سکتی ہے کہ رفع سے رفع روحانی مراد
 لی جائے جو بعد موت کے ہر رست بادر انسان کے لئے لازم حال پڑا ہوا ہے ۔
 جس سے مراد رفع درجہ ہے اور بس ۔ قبل اس کے کہ ہم اپنے دعوے پر دلائل پیش
 کریں بطور لطیفہ پہلہ التماس رکھتے ہیں کہ اگر ہمارے بہائی صاحبان سعودی علیہ الرحمہ کے
 گلستان کو بغور ملاحظہ کیا ہوتا تو رفع کے معنی سمجھنے میں انہیں چنداں وقت و پیش
 نہوتی شیخ سعودی لکھتے ہیں کہ پیش نوشیروان فردہ آور دو گفت کہ فلان دشمن
 نرا خدای تعالیٰ برداشت گفت مسیح شنیدی کہ مرا خواہد گذشت ۔ دیکھو رفع اللہ کا
 ترجمہ فارسی میں خدای تعالیٰ برواشت ہے دو نوع عبارت میں ماضی مطلق اور فاعل
 خدا ہے ۔ پہر کیا وجہ ہے کہ ایک جگہ موت کا معنی لیا جائے اور دوسری جگہ آسمان پر
 چلے جائیگا فرق بین تبار و آئین لکم ۔

استدلال قرآنی

فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْحُكْمُ الطَّيِّبُ وَ اَعْلَى الصَّلَاحِ یَرْفَعُہُ
 پارہ ۲۵ رکوع ۲ سورہ فاطر یعنی اللہ ہی کی طرف پاک کلمے چڑھتے ہیں اور
 عمل صالح انسان کو بلند کرتا ہے اعمیٰ مقرب الہی بنادیتا ہے ۔ صاحبو کہیں کہتے
 آپ نے دیکھا ہے کہ نیک عمل کرنے کے سبب مرسلم آسمان پر یہ جسم لیکر چڑھ
 جاتا ہے ۔ اگر یہ دستور قدیم الایام سے چلا آتا ہے تو حضرت مسیح کی اس میں

کیا خصوصیت ہے۔ اس برقع میں اور مسیح کی رفیع میں کیا فرق ہے۔ انصاف کرو۔
 اور حق پوش نہ ہو۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالٰی - وَادْعُوْنِیْ اَلْکِتَابِ اِذْ رُئِیْسُ اَنْتُمْ کَانَ
 صِدِّیْقًا نَبِیًّا وَدَفَعْنَا اَوْفَکًا نَا عَلَیْکُمْ سُوْرَةُ مَرْحَمِ رُکُوْع ۴ - یعنی کتاب میں
 اور میں کو یاد کرو اس لئے کہ وہ ایک سچا نبی تھا اور ہم نے اس کو ایک بلند مکان میں
 اٹھایا تھا یعنی اس کو جگہ دی تھی جہاں رفیع درجات مراد ہے اگر رفیع الی السما مراد
 لین تو ضرور ہے ان کے لئے بھی نزول من السماء تسلیم کیا جائے اور یہہ قابلین جہاں
 مسیح کے خلاف مقصود ہے وہ کہ جس کو سوائے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے
 اتارنا نہیں چاہتے۔ اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ حضرت مراد میں زندہ
 آسمان پر نہیں گئے بلکہ بعد مرگ ان کی روح آسمان پر صعود فرمائی ہے اور اگر کوئی
 ان کو بھی فوق السموات زندہ تسلیم کرے تو جو دلائل قرآنیہ و حدیثہ و عقیدہ و فوات مسیح کو
 ثابت کرتے ہیں انہیں سے اس باطل عقیدہ کا استیصال بھی ممکن ہے غصہ والیاں
 و اصحاب کہف و زریٹ بر شملہ وصی عیسیٰ و سرین و ابہ کے مختلف امام صاحب الزما
 و غیرہم کو اب تک زندہ بچہ ہم العصری اعتقاد کرنے والو ان قرآنی وحدیثی کے
 برہان کے آب و آئلوار سے دور رہی دور رہنا ورنہ انکا مقابلہ و تحقیقت آسان
 نہیں ہے۔ ان کا رہی حربوں کا ایک ہی وار منج بسل بنانے کے لئے بس ہے۔
 کَلْ مِنْ عَلَیْہَا فَاَنْ نَعُوْا لِرَاکِرَانِ کَا اَیْکَ ہِیْ حِلْمَ رَکْ جَانِ کَ کَا ثَمَیْنِیْنِ بَارِہِجَہِ
 مُکَلَّہِ قَالَ اللہ تَعَالٰی وَکُوْثِثْنَا کَرَفَعْنَا کُہْمَا وَ لَا کِنْ اَخْلَدْنَا
 الْاَوْدِیْ وَ اَتَّیْعَہَا ۶ پارہ (۹) رکوع ۲۲ یعنی اگر ہم چاہتے تو ہلیم باعد کو ان
 نشانات کی وجہ سے اس کے مدارج بلند کرتے مگر وہ تو پستی کی طرف جکتا گیا
 اور اپنی نفسانی خواہشوں کی پیروی کی۔ کھانہ انصاف پسند علماء میں
 آکر تنا سجدین کہ اس آیت سے ہلیم کا آسمان اپنی جسم کو لیکر جاتا تھا ہے اگر وہ

اخلد الی الارض ہوتا تو ضرور وہ بھی کسی آسمان میں جائے گزین ہوتا۔ دیکھو مرفوع اللہ
 یحان بھی ہے اور وہاں بھی پہر ایک کے رفع درجات مراد لینا اور دوسرے سے
 رفع الی السماء کا مطلب سمجھنا کھانک ہو اپرستی و نفس پرستی پر اصرار ہے
 قال اللہ تعالیٰ فِیْ بُیُوتِ اٰذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُفْسَخَ۔ پارہ (۱۸) ع (۵)
 سورہ نور۔ یعنی ان گہروں میں جن کی اجازت اللہ نے دی ہے کہ بلند کئے جائیں
 اے حضرت عیسیٰ کہ مرفوع الی السماء اعتقاد رکھنے والے خدا کے لئے ان گہروں کے
 مرفوع الی السماء ہونے پر بھی غور کرو۔ ان گہروں کو بھی مرفوع الی السماء مان
 لیجئے تاکہ مسیح ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بود و باش کے لئے کوئی ذمت
 اٹھانی نہ پڑے۔ کدھرین بات بات پر قدرت اعلیٰ کو پیش کرنے والے اچھے
 جس ذات کامل القدرت میں جسم خاکی بشری کو بزعم شما آسمان پر لیجانا قدرتنا و عقشنا
 جائز ہے کیا وہ قادر مطلق ان گہروں کو آسمان پر لیجانے سے عاجز ہو سکتا ہے
 ہرگز نہیں۔ یہہ الزام صرف اخبار آہلی و احکام آہلی کی تکذیب کا مشرہ ہے۔
 فاعتبروا یا اولی الابصار اللہ تعالیٰ فِیْ صُحُفٍ مُّکْرَمَةٍ مَّا
 فُؤِّعَتْہُ سورہ عبس پارہ ۳۰ کیا آپ کا یہہ بھی اعتقاد ہے کہ جو صحیفی نازل
 ہوئے تھے پہر وہ کسی وقت آسمان پر اٹھائے گئے۔ مین ہولا با اعتقاد شما یہہ
 ممکن ہے اور آپ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تلاوت کے
 لئے خدا ہی تعالیٰ نے صحف الہیہ کو آسمان پر لگیا مگر ان کر شکل یہہ پڑے گی کہ جب
 کے سب آسمان پر ادا ہٹائے گئے تو یہہ صحیفی جواب دنیا میں نظر آتے
 ہیں یہہ کیا ہیں۔ اس کا جواب آپ کی طرف سے یہہ ہو سکتا ہے کہ جو
 صحیفے آسمان پر مرقع ہوئے ہیں وہ تو اصل ہیں اور یہہ اس کی نقل ہے۔

اِسْتِدْلَالِ حَدِیْثِی

اِنَّ مِنْ وِدَائِكُمْ اَیَّامًا یَنْزِلُ الْجَحْمَلُ وَیُزْفَعُ الْعِلْمُ۔ الحدیث دواۓ
القرمذی واین ماجہ یعنی تمہارے بعد ایسے دن بھی آئے والے ہیں کہ نادانی
نازل ہوگی اور علم اٹھایا جائیگا رفع علم سے کیا مراد ہے۔ کیا بھی کہ کتب احادیث
وفقہ وقرآن وتفسیر وغیرہ کسی زمانہ آئندہ میں آسمان پر مرفوع ہونے والی ہیں
اور جہل بھی خلی حضرت مسیح آج نہیں توکل ضرور حسب اعتقاد شما آسمان سے
اترنے والا ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ نزول جہل من السماء پہلے ہوا اور نزول
مسیح ابن مریم بعد میں۔ اور اس کا بھی یقین رکھنا آپ پر لازم ہوگا کہ نزول جہل کے
وقت جو علم مرفوع الی السماء ہوا ہوگا حضرت مسیح تشریف لاتے وقت اس کو
واپس لیتے آئینگے۔ سبحانکار ساز مخبر صادق کی یہ پیشگوئی بوضاحت تمام پوری ہوتی
نظر آتی ہے کیونکہ اندرون اس قدر دلائل عقلی و نقلی کے دیکھنے پر بھی یہ واجبہ الارض
(علمائے کور باطن مسیح بن مریم علیہ السلام کے حیات جسمانی و صعود الی السماء بحسدہ الغصہ
و نزول من السماء بحسدہ پرارہ ہوئے ہیں نو علم نور فرارستے مرفوع ہوتے
کے سبب انہیں جہالت کا شیوع بکثرت ہو گیا ہے۔

جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْعَبَّاسِ لِيَعُوذَ لَا فَدَخَلَ عَلَيْهِ
فَالْعَبَّاسُ عَلَى سَرِيرٍ لَهُ فَاتَّخَذَ بَيْنَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّخَذَهُ
فِي مَكَانَةٍ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعْنَا اللَّهَ يَا عَمُّ كُنْ الْعَالِمُ
جلد ۱ صفحہ ۶۷۔ اگر اس حدیث میں رفع سے مراد رفع روحانی نہیں ہے بلکہ رفع
عباس رضی اللہ عنہ الی السماء ہے تو معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے مبارک
غیر مقبول نکلی اس لئے کہ مشاہدہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ

آسمان پر نہیں گئے بلکہ بعد مرگ اسی زمین میں دفن ہوئے۔ مَنْ تَوَاضَعَ اللَّهُ بِذَنبِهِ
 اللَّهُ - اِذَا تَوَاضَعَ الْعَبْدُ لِلَّهِ اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ - کنز العمال جلد ۲
 صفحہ ۲ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے تَوَاضَع کرے تو اللہ اس کو بلند کرتا ہے
 اور جو وقت بندہ عاجزی انکساری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اٹھا کر ساتویں آسمان
 پر لیجاتا ہے۔ لیجئے حضرت حدیث دوم سے صاف ظاہر ہے کہ ہر تَوَاضَع
 مقام قیام فلک ہنتم ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقام سے بہایت
 ارفع ہے۔ اب بھی کوئی خصوصیت حضرت مسیح کے مرفوع الی السماء ہونے
 میں باقی ہے۔ اس امت مرحومہ بلکہ ادیان سابقہ میں بے شمار مسلمان متواضع اور
 فروتنی کو اپنا شعار بنائے ہوئے گزرے ہیں اور اس حدیث شریف کی رو سے
 بزعم کما ساتویں آسمان تک مرفوع بھی ہوئے مگر حیرت ہے کہ کسی نے آفتاب دیکھا
 اور دانستہ کہ انہیں سے ایک کا بھی نزول الی الارض ہوا پس حضرت مسیح کے
 نزول من السماء الی الارض کی امید کن لیں سے کی جاتی ہے۔ اگر آپ کہیں کہ
 قرآن شریف میں حضرت مسیح کے لئے رفع آیا ہے اور حدیث سیف زہرین
 ان کیلئے نزول اور یہ ہماری امید کی دلیل ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جب آپ
 پر ان دو مقدموں سے رفع و نزول کی اصل حقیقت معلوم ہو گئی تو بار بار
 انہیں کو پیش کرنا سراسر سہل و سہمی اور اعراض عن الحق ہے۔ و نیز جب ہر
 نیک مرد جن میں انبیاء و اولیاء سب داخل ہیں آیت قرآنی مذکورہ بالا کی رو سے
 مرفوع ہوا کرتا ہے۔ اور قرآن و حدیث مذکورہ صدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 علیہ وسلم کے لئے نزول کا لفظ مستعمل ہوا ہے تو آپ پر واجب ہوگا کہ سب قافلوں
 مقررہ خود رسول اکرم صلو و علیہ وسلم کے لئے نزول من السماء کی امید
 رکھیں۔ فقہ و افاضہ اس حدیث میں رفع کے ساتھ الی السماء کے لفظ کے ہونے

پر بھی جب طرفین کے نزدیک تطعار رفع روحانی و رفع درجات مراد ہے
 تو جہان صرف رفع کا لفظ آیا ہے من السمار نثار دہے تو وہاں کے رفع سے
 رفع جسمانی و رفع الی السمار و لینا و الشرف ثم بالشد تہنیا سر السمر نصب و انصاف کا خون
 کرنا ہے۔ اتقوا اللہ ایہا المؤمنون بخاری شریف کی ایک روایت میں یہ تہنیا مذکور ہے
 اللَّهُمَّ اِنِّیْ اَدْعُیْكَ وَ اَدْعُیْكَ وَ اَدْعُیْكَ وَ اَدْعُیْكَ وَ اَدْعُیْكَ وَ اَدْعُیْكَ وَ اَدْعُیْكَ وَ اَدْعُیْكَ
 علیہ وسلم کی اس دعا کی تعلیم سے بہت مقصود تھا کہ اس کو پڑھ کر آپ کے امتی آسمان پر چلے
 جا یا کریں۔ اور کیا دعا اعلیٰ اس دعا سے بہت نیت ہوا کرتی ہے کہ میں آسمان پر مرفوع
 ہو جاؤں۔ بخدا اس دعا کی تعلیم سے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض رفع
 الی السمار ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ اس پچودہ سو برس کے اندر کم سے کم دس ہزار خدا کے
 مقبول بندے مرفوع الی السمار نہ ہوئے ہوتے۔ بلکہ خود ہی معلم صلی اللہ علیہ وسلم
 جو تمام رست باز و نکاستراج ہے اور اس کے خاص خاص شاگرد جیسے خلفائے
 راشدین وغیرہ آسمان پر جا کر ہمارے لئے ضرور نمونہ بنے ہوتے جس سے اس کے
 پیڑھنے کی بہن زیادہ رغبت ہوتی۔ جب رفع جسمانی الی السمار محال ٹھہرا اور
 قرآن و حدیث کے نصوص محکم اس کے مانع ہوئے تو بخدا اس کے کہ سنی رفع کا
 رفع روحانی لیا جائے اور کیا چارہ ہے۔ - مندرجہ -

اِسْتِدْلَالُ لُغَوِیِّ

لِسان العرب میں لکھا ہے اَلرُّفْعُ ضِدُّ اَلْوَضْعِ وَ فِیْ اَسْمَاءِ اللّٰهِ اَلرُّفْعُ
 هُوَ الَّذِیْ یَرْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ بِالْاَسْعَادِ وَ اَوْلِیَاءَهُ بِالْاَقْبَابِ۔ تَمَّالُ النُّجُومِ
 اَتَمَّتْ اَتَمَّ تَخْفِیْضُ اَهْلِ الْمَاصِیِّ وَ تَمَّارُ اَهْلِ الطَّاعَةِ وَ اَلرُّفْعُ تَمَّارُ یَاكُ

الشئ بالشئ، وفي التنزيل وقمر نبي من قوۃ ای مقرباً به کیم ومن
 ذلک دفعته الی السلطان ویقال ینساء من قوۃ ای مکر مات
 اور صراح میں لکھا ہے رفع نزدیک گردانیدن کے راکبے صلبتہ بالی و مین
 ذلک قوۃ لھم دفعته الی السلطان۔ صحاح جوہری اور قاموس اور تاج المصنوع
 اور شہی الادب اور اقرب الموارو وغیرہ کتب لغت اس باب میں متفق الکمل
 ہیں۔ پس استقرار کلی سے واضح ہوتا ہے کہ جب لفظ رفع کا صلہ حرف الی آتا
 ہے تو خواہے سخی لقرب اور رفع درجات کے دوسرا کوئی معنی ہرگز نہیں ہوتا
 اور آجی وجہ سے خدا کے عظیم وغیرہ نے اپنی پاک کتاب میں اس لفظ کے ساتھ
 درجات کا لفظ بڑھا کر اشارہ فرمادیا ہے کہ جہاں کہیں لفظ رفع آوے تو اس
 رفع روحانی اور بلندی مراتب سمجھا کر و اور بس جیسا کہ فرمایا ترفع درجات من
 التناء۔ سورہ یوسف رکوع ۹ یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا
 العلم درجات۔ پارہ ۲۸ رکوع ۱۲ اور نیز یہ اصولی جملہ کہ القرآن یفصّل
 بعضہ بعضاً اس بات کا متقنی ہے کہ جہاں کہیں لفظ رفع مطلق آوے تو وہاں
 لے ان دو آیتوں کو مفسر سمجھا جائے۔

مقدمہ شلافہ کی تمہید کے بعد اب ہم سائل کے سوال کو بعینہ نقل کر کے مجیب کے
 جواب کا رد برنگ قول و اقول ہر یہ ناظرین کرتے ہیں بحمدہ و باللہ التوفیق
 استفتا۔ مسئلہ۔ از سر سادہ ضلع سہارنپور مرسلہ یعقوب علیخان کلارک پولیس
 ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ قبلہ و کعبہ ام مدظلہ۔ بعد ادب و دیار کے معروضی حالت
 کہ اسی قصہ سادہ میں ایک شخص جو اپنے آپ کو شیخ یعنی مزار اعلام احمد قادریانی
 شیخ موعود کا خلیفہ بتلاتا ہے رہتا ہے۔ پرسوں اس نے ایک عبارت پیش کی جو
 مضمون ذیل میں تحریر کرتا ہوں۔ ایک دوسرے صاحب نے بھی عبارت موعود کی

گفتگو ہی کو بھی ہے مگر میں خدمت والا میں پیش کرنا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ بہت جلد جواب
 سے مشورہ ہو گا اور در صورتِ ناخیر کے کئی مسلمانوں کا ایمان بجا رہے گا
 اور جو اپنے ماہ پر لے آؤ گا زیادہ حداد بے سحر و یہ ہے کہ ایک حدیث سے حضرت
 علیؓ کے خلاف لاف کی وفات و حیات میں ہر جگہ گفتگو ہوئی ہے اور ایمین، دگر وہ ہیں
 ایک وہ کہ وہ ہے جو مدعی حیات ہے اور ایک وہ کہ وہ ہے جو منکر حیات ہے
 اور ان دونوں شہرین کی طرف سے کن بن شایع ہو چکی ہیں۔ اب میں آپ کی
 خدمت میں التماس کرنا ہوں کہ ان دونوں شہرین میں سے کون حق پر ہے میں
 اس بار سے میں ایک آیت قطعۃ الدلالت اور صریحۃ الدلالت یا کوئی حدیث مرفوعہ
 مستقل ان مضمون کے عنایت فرماؤں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سجدہ
 العصری و بیجاگت جسمانی اتھماں پر اٹھائے گئے ہیں اور کسی وقت میں بعد حضرت
 حاتم السیسیؒ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان سے رجوع کرینگے
 اور اس دوبارہ رجوع میں وہ نبی زہدین کے اور نبوتِ بار سال سے خود مستغنی
 ہونگے یا ان کو خدا کے تعالیٰ اسی عہدہ جلیلہ سے معزول کر کے اُسی بنا دیگا۔
 تاویہ کے کوئی آیت بشر و ممتذکرہ بالا ہونی چاہئے اور بعد اسکے کوئی حدیث
 تک کہ ہم اس حالتِ تذبذب سے بچیں اور چرچا آیت ہو اس میں لفظ حیات ہو خواہ کسی
 حدیث میں ہو یا کسی کتاب میں ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر
 مشتمل ہے میں اور کہ مَثْوٰیہ ذٰلِکَ وَ قَلَّا تَوْفِیَّتِی دُآیت پیش کرنے میں
 دورانِ دُآیتوں کا ترجمہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم دابنِ عباس سے
 پیش کرنے والا اور سندین صحیح بخاری اور اجتماع بخاری موجود کرتے ہیں کتاب پر
 اس میں کہ جسے ترجمے کو کسی مصلی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوں اور
 صحیح بخاری میں موجود ہوں عنایت فرمائے۔ اور دو طرف روایتیں ہر قسم کی

مجھ کے قول کی تصدیق قرآن مجید کی اس آیت سے ہوتی ہے اِذْ قَالَ عِيسٰی ابْنُ
 مَرْیَمَ يَا نَبِیُّ اِسْرَآئِیْلُ اِنِّیْ رَسُوْلٌ لِّلّٰهِ الْکَلِمُ الْمُنۢصَدِّقَ لِمَا بَیۡنَ یَدَیِّیْ مِنْ الْکُتُوْبِ
 وَبَشٰرٌ مِّنۡ رَّسُوْلِیْ یٰۤاٰی مَنۡ بَعَدِیْ سَلَامٌ اُوْکِرُوْا عَلَیْہِ مَا دَرَسُوْا مِنْ دُوْنِہٖ ۝۱۶
 بن مریم نے کہا اے نبی اسرائیل میں خدا کا رسول ہو کر تمہارے پاس آیا ہوں۔
 اور اس حال کہ میں توریت کا مصدق اور ایک ایسے رسول کی بشارت دینے والا
 ہوں کہ میرے بعد انبیا الاس ہے جس کا نام احمد ہے۔ تو مجیب کو وفات مسیح کے
 قائل ہونیکے سوا اور کیا چارہ ہے۔ اور اگر حضرت مسیح اب تک زندہ ہیں تو نعوذ
 باللہ محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و بعثت میں شبہ پیدا ہوتا ہے۔
 اس لئے کہ یہ آیت احمد مجتبیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی رسالت کو مسیح علیہ السلام کی
 نبوت کے بعد ٹھراتی ہے۔ اور میں بعدی کی لفظ سے من بعد دفعی الی السماع
 مراد لینا قطعاً تحریف معنوی اور محاورہ قرآنی و حدیثی و ادبی کے بالکل خلاف
 ہے۔ آیۃ وَفَعَلْنَا مِیۡنَ بَعۡثِہٖ بِالرُّسُلِ اور حدیث لَوْ کَانَ نَبِیًّا لَّعَدِیۡ لَکَ
 عَمْرٌ مِّنَ الْخَطَآبِ و حدیث کَا نَبِیِّیۡ لَعَدِیۡ و حدیث فَعَالَ لَا نَدْرِیۡ مَا
 لَوْ لَا بَعْدُکَ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اَلَا نَدْرِیۡ مَا
 لَعَدِیۡ و عَلَیْکُمْ کُنْتُ وَاَنْتَ الْخَلَفَاۗءُ الدَّائِمِیۡنَ الْمَعْدِیۡنَ مِیۡنَ بَعْدِیۡ
 وَاَقْتَدَ وَاَبَالِذِّیۡنَ مِیۡنَ بَعْدِیۡ اَبِی بَکْرٍ وَّعُمَرُ ۝۱۷ وغیرہ آیات کثیرہ و احادیث
 متعددہ منصف طبع انسانوں کو اس اقرار پر مجبور کرتی ہیں کہ ان بعدیات اور
 مسیح ابن مریم کے بعدی میں کچھ فرق نہیں ہے تمام بعدیات سے بعد الموت
 فرادیسہ ورنہ حضرت موسیٰ و حضرت محمد مصطفیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کیلئے یہی
 الی السما بہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلیم کرنا ضروری ہے گا اَلَا زِمَ عَلَیْہِمْ فَلَمَّا اَلَمُوْا
 الْحَیۡدِیۡ عَلٰی ذٰلِکَ۔ قول رسالت سے ملکہ میں یہ بیان ہے کہ قرآن مجید کی

آیتہ اگر محل ہو تو حدیث میں اس کی تشریح طلب کرو ورنہ ائمہ کے کلام پر شک کرو
 اقول اس مسئلہ وفات صبح میں جب قرآنی آیات مجلی نہیں اور مراحۃ و کسبۃ
 و اشعارت وفات صبح کے قبضت میں تو رجوع الی الحدیث کی ضرورت بانی نہیں
 رہی اسی لفظ تو فی کو دیکھو کہ کتاب مجید میں پچیس مقام میں معنی موت ذکر کر کے اپنا
 محاورہ بتلا دیا ہے کہ اس کتاب مجید میں تو فی کا معنی بجز موت و قبض روح کے تمام
 ہو یا ناقص و کسر کوئی اور معنی ہرگز نہیں ہے۔ علاوہ ازین کتاب اللہ کو بعد جتنا
 صحیح تر مائی گئی ہے معنی صحیح بخاری میں ترجمان قرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
 او حضرت رسالت پناہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو فی کا معنی موت ہی قرار
 پس قرآن شریف اور بخاری شریف کو فیصلہ سے ناراضی ظاہر کرنا ضلالت کے چٹیل میدان
 میں بے ادب و فنان تڑپ تڑپ کر نقد جان و نقد ایمان کو برباد دینا نہیں ہے تو پھر اور
 کیا یہ گمراہی چاہتا تو اس بحث کو خاتمہ میں سائل کے جواب میں مفصل لکھتے
 قولہ کسی بنی کا انتقال دوبارہ دنیا میں اسکی تلعین اور می کو محال نہیں کر سکتا
 اقول جاننا چاہئے کہ خدا تعالیٰ و تقدس کی قدیم سے کہ جسکی روح کو قبر کی ماورائے
 تو پھر اسکو دوبارہ دنیا میں نہیں لاتا جبکہ دنیا قائم ہوئی ہے کہی اسن قانون الہی میں
 رد و بدل نہیں ہوا و بیشمار و بی شمار ہے اس پر شاہد ہے۔ اس کے ساتھ ہمارا
 یہ عقیدہ ہے کہ جس قادر مطلق میں ہر وقت قیامت مرد و نکو و نمرہ کر نیکی قدر سے اگر وہ
 کسی مردے کو قبل قیامت زندہ کر دے تو اسکی شان ارتقا کے کوئی عجب و در کوئی
 بعد نہیں اگر جب خود می لاسی نے اپنی قدیم کتاب میں مردہ کی دوبارہ ماحیث الی اللہ
 کو مسموع فرما دیا تو اب ہم مجبور ہیں کہ رجوع کوئی الی اللہ کے اعتقاد کو دلیلیں نہ کہیں
 کیونکہ اس میں اخبار الہی کی تکذیب لازم آتی ہے۔ اور وہ صریح ایمانی مردہ
 بنات نہیں۔ و حوام علی قریہ اہل کتب احاطوا لایسکر جہنم

پارہ ۲۷ رکوع ۷ یعنی جن قریہ کے لوگوں کو ہم ہلاک کر دیتے ہیں تو پہرا نکالو اننا
 مینے اپنے اوپر حرام کر لیا ہے۔ (۲) اَلَمْ یَرَوْکُمْ اَھْلَکْنَا قَبْلَکُمْ مِّنَ الْقُرُونِ اَنْکُمْ
 اَلْبَیِّنُ لَا یُرِیْ جَعُولٌ پارہ ۲۳ رکوع اول کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے
 ان سے پہلے کے بہت سے لوگوں کو مار ڈالا اور وہ لوگ ان کے پاس نہیں لوٹے
 یا نہیں لوٹیں گے۔ (۳) فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ تَوَصَّیْةً وَّ لَا اِلٰی ہٰذَا یَرْجِعُوْنَ
 پارہ ۲۳ رکوع ۲ یعنی جن کو ہم ہلاک کرتے ہیں تو وہ وصیت کی بھی توفیق نہیں
 پاتے اور وہ بعد مرگ اپنے اہل کے پاس واپس آ سکتے ہیں (۴) اَلَمْ یَرَوْکُمْ
 اَنۡکُمْ کَلِمَتٌ لَّکُمۡ یَوْمَ الْقِیَامَةِ تُبْعَثُوْنَ پارہ ۸ رکوع اول
 یعنی تم اس کے بعد مر جاؤ گے اور پھر قیامت کے دن زندہ کئے جاؤ گے یہ وعدہ
 الہی ہے ہمیں کبھی تخلف واقع نہ ہو گا ان اللہ لا یخلف الیعداد اور ہر ظاہر
 کرنے کے بعد بندہ آرام کے مقام میں رہتا ہے یا تکلیف کی جگہ میں جیسا کہ
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَا اَیُّهَا النَّفْسُ الْمطمئنۃ اِرجِیْ اِلَی رَبِّکِ دَاضِیۃً
 مَّرْصِیۃً فَاَدْخِلْ فِی عِبَادِیْ وَاَدْخِلْ جَنَّتِیْ یعنی ای نفس آرام بخ یافہ
 اپنے رب کی طرف خوشی خوشی لوٹ اور میرے بندوں میں شامل ہو اور میری نیت
 میں داخل ہو۔ قُلْ اَدْخِلِ الْجَنَّةَ قَدَّارِیْ یَا لَیْلَتٌ قَدَّارِیْ یَا لَیْلَتٌ قَدَّارِیْ
 دینی دجائی میں اَلْمُکْرَمِیۡنَ یہ ایک بندہ نیک کا واقعہ ہے کہ بعد مرگ جب اس کو
 بہشت میں داخل کا حکم ہوا تو اس نے کھاکاش میری قوم کو معلوم ہو جاتا
 کہ میرے برادر دگار نے کس طرح مجھے بخش دیا اور کس طرح مجھ کو برگزیدہ کیا اور یہ کہ
 جنت پہر بندہ اس سے خارج نہیں ہوتا جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے (۵) اَللّٰمِ
 نہا نصب و مام نہا بنجا دجین سورہ حجر رکوع ۴ یعنی بعد دخول جنت نہ جنتیوں
 کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے اور نہ وہ کبھی اس سے نکلیں گے۔ جب حضرت سید

بعد مرگ جنت میں داخل ہو چکے تو اب وہ کی طرح اس سے نکالے نہیں جاسکتے
 غور کرو ان ہر سہ آیت میں (۶) یُرِيدُ أَنْ يَمُوتَ جَائِعًا مِنَ التَّارِدِ وَمَا هُمْ
 بِمُعَادٍ جِبْنَ مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۝ پارہ ۶ رکوع ۱۰ کفار ارادہ کریں گے کہ دوزخ
 سے نکل جائیں مگر وہ کبھی اس سے نکلنے والے نہیں ہیں اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے
 (۷) قَيِّمَاتٍ الَّتِي تَقْضِي عَلَيْهِمُ الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأَخْرَى ۝ پارہ ۴ رکوع ۱۱
 یعنی خدائے تعالیٰ اس روح کو روک رکھتا ہے جس پر حقیقی موت کا حکم صادر فرمایا ہے اور
 دوسرے روح جس پر مجازی موت (نہند) کا حکم صادر کیا ہے اس کو چھوڑ
 دیتا ہے جب حضرت مسیح قلمنا تو خَلَقْنِيْ اَوْ رَوْحًا عَلَّمْتُ الْبَشَرَةَ مِنْ قَلْبِكَ
 الْخُلْدَ وَمَا تُعْجِدُ اِلَّا كَلَامُ مَوْكِ قَدْ خَلَقْتَ مِنْ قَبْلِهِ الْمَوْسَىٰ وَغَيْرَهُ نَصُوصَ تَبَرُّا لِّىْ
 روئے حقیقی موت یا سچے ہیں تو اب وہ کی طرح دنیا میں واپس ہو نہیں سکتے۔ یہ
 سات آیات کریمہ جہ بطور نمونہ کے پیش ہوئے ہیں مختلف ہیرایہ اور مختلف
 الفاظ میں بطور عبارت النص رجوع مودے الی الدنیا کے ملح ہیں جن سے گزرنے
 راہ ہر چار طرف سے بند ہے۔ مگر ان ایک سوال یہ پیش ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید
 میں چار جگہ احیائے مودے فی الدنیا کا بھی ذکر آیا ہے تو جہت ترجیح بتلائی جائے۔
 انا الجواب۔ جانتا چاہئے کہ خدائے تعالیٰ نے مودے کے عدم رجوع
 الی الدنیا کو مختلف جملوں اور مختلف الفاظ میں بیان فرما کر اس کو مودک کیا ہے بلکہ ان
 ان چار مقاموں کے کہ ہر چار مقام پر ایک ہی لفظ موت کا آگیا ہے۔ اور ظاہر ہے
 کہ موت کا لفظ قرآن شریف میں متعدد معنی کے لئے آیا ہے اور مختلف معنی میں
 ہوا ہے۔ کہیں قوت نامیہ کے فقدان پر جب کہ فرمایا دیکھی الارض بعد موت ہا
 یعنی اللہ تعالیٰ زمین کو اسکی موت (افتادگی) کے بعد زندہ کرے گا۔ اور کہیں
 سے ایسا ہی ذکر ہے جیسا کہ فرمایا انک لا تسمع الموتی۔ اسے پیغمبر تم ان کا فرد کو نہیں

سنا سکو گے یعنی ان کی فسادت قلبی تمہاری ہدایت کو قبول نہیں کوئگی۔ اور موت کسی نیند کے منی میں بھی متعل ہوتا ہے جیسے الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا۔ اور موت خزن خوف کا بھی منی دیتی ہے جیسے یا تہ الموت من کل مکان۔ اسے ہر جگہ سے ان کو خوف و رنج طاری ہوتا ہے اور جس کو اسکی تفصیل منظور ہو تو لسان العرب و مجمع البحار وغیرہ ثلاث غریب کا مطالعہ کرے اور اگر ان چار مقاموں میں احیاء موتی حقیقی طور پر لیا جائے تو آیات مذکورہ الصدر جو مردوں کے دوبارہ عدم رجوع کے لئے مخصوص قطعی ہیں ان کے ساتھ تناقض و اختلاف لازم آگیا جو اسے دوم احادیث نبویہ بتا رہا آیات مذکورہ بالا کے مؤید اور مستحکم کے دوبارہ دنیا میں آنے کی سخت مخالفت ہیں۔ امام احمد و عبد بن حمید و ابو یعلی و شاشی طبرانی و سید بن منصور جابر بن عبد اللہ رضی سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا جابر اما علمت ان اللہ تعالیٰ احیا اباک فقال لا یقرب لی ما یجبت فقال ارد الی الدنیا فاقول منی اخری فقال انی قضیت انہم لا یجرون ترجمہ اسے جابر کہید تجھے معلوم نہیں کہ خدائے تعالیٰ نے تیرے باپ کو (بعد شہادت) زندہ کیا اور فرمایا کہ جو تیری آرزو و محبوب ہو اس کو پیش کرے عرض کی یا رب مجھ کو پہر دنیا میں بھیج تاکہ بار دیگر تیری راہ میں قتل کیا جاؤں فرمایا کہ یہ تو نہیں سکتا اس لئے کہ میں نے پہلے ہی سے قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ مردے دوبارہ دنیا میں نہیں لوٹیں گے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۲ (صفحہ ۱۷) امام حرمدی نے اپنے جامع صحیح میں روایت کی ہے عن جابر قال لکنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا جابر مالی اداک منکسر قلت اشتت شہدا ابی و تراک عیالاً و دنیا قال اخلا البشرک کما لقی اللہ بہ اباک قلت بل یا رسول اللہ قال ما کلم اللہ احداً

قط الامن و راء حجاب واجبی ایاک نکلم کفاحاً قال یا عبدی تمن علی اعطاک
 قال تحلینی فاقبل ثانیة قال الرب تبارک و تعالی انہ قد سبق القول منی
 انہم لا یرجونہ حضرت جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے
 ملے اور فرمایا کہ ای جابر کیا سبب ہے کہ میں تجھ کو نکلم دیکھتا ہوں میں نے عرض کی میرا باپ
 شہید ہو گیا اور زرن و فرزند اور فرض چھوڑ گیا فرمایا میں کہا تجھے بشارت ندون
 بمسطح سے خداے تعالیٰ نے تیرے باپ کے ملاقات اور سلوک کیا میں نے عرض کی
 ہاں رسول اللہ ضرورت بشارت دیکھے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہی کسی بندہ سے
 بلا حجاب کلام نہیں کیا مگر جب تیرے باپ کو زندہ کیا تو بالمشافہ کلام سے شرف بخشا اور ارشاد
 فرمایا ای میرے بندے اپنی خواہش مجھ پر ظاہر کرتا کہ میں اسکو تجھے عنایت کروں تیرے
 باپ نے یہ آرزو پیش کی کہ مجھے دنیا کی زندگی عطا کر کہ دو سربار تیری راہ میں قتل کیا
 جاؤں تب اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا کہ میرا فرمان پہلے سے جاری ہو چکا ہے کہ
 عروے دوبارہ دنیا میں لوٹاے نہیں جائیگے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرنے
 کے ساتھ ہی ہر انسان کو زندہ کر کے رب العزت کی درگاہ میں سوال و جواب کے لئے
 پیش کیا کرتے ہیں۔ من مات فقد قامت قیامتہ۔

جواب سوم۔ اگر علم الہی میں ان چار مقاموں میں حقیقی احیاء موتی مراد ہو تو
 خداے علیم اموات کے ترکہ کے تقسیم کے احکام تفصیلاً نازل نہ فرماتا اور عورتوں
 ان کے شوہر کے مرنے پر عدت اور خانہ نشینی کی ہدایت نہ دیتا۔ بلکہ نکاح ثانی کا حکم
 نہ بھیجتا۔ بلکہ ان کے غلاموں احکام صادر فرماتا کہ خبر واریت کے مال کی طرف ہاتھ نہ
 بڑھانا ہم اس کو قریب میں واپس کرنے والے ہیں اور عورتوں کو تائید و ارشاد
 ہو تاکہ زہار غیر سے نکاح نہ کر لیا غریب ہم تمہارے خاوندوں کو تمہاری طرف
 لوٹانے والے ہیں اور خاوندوں کو یہ تسلی دیکھتی کہ گہر و موت ہم بہت جلد

تمہارے جوڑے کو تم سے ملائے والے ہیں اس وقت اگر مرد اور عورت بہہ عذر
پیش کرتے تو ہرگز بیجا نہ ہوتا کہ اسے ہمارے مالک جب تجھے ہمارے مردوں اور ہماری
بی بیوں کو دوبارہ لوٹانا تھا تو پہر کس لئے تو نے ہم سے ان کو جدا کیا۔ شیخ سعدی علیہ السلام
نے اس مضمون کو کیا عمدہ پسرایہ میں ادا کیا ہے ۵ وہ کہ گر مردہ باز گردیدے۔ بیان
قبیلہ دیوند۔ رد میراث سخت تر بودے۔ وارثان راز مرگ خوشیاوند۔ پہل اند
تعالیٰ کا ان احکام کا نازل کرنا اس بات کو تقاضا کرتا ہے کہ ان چار مقاموں میں ایسا
موتی کے اور معنی لئے جائیں تاکہ مقروض مخالف اسلام کو اعتراض و نکتہ چینی کا موقعہ
نہ ملے اور عدم رجوع اموات کے نفوس قطعہ یقینیہ جو قرآن و حدیث میں موجود
ہیں اور جن کا ذکر مختصر اگلی گذرا ہے وہ بھی مخالفت کے لئے کہڑے نہ ہو جائیں۔
جواب چہارم قرآن کریم پر نظر غور ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خدای تعالیٰ
نے بیسوں مقام میں عدم رجوع موت کے مختلف پسرایہ اور مختلف الفاظ میں بیان
فرمایا ہے اگر بعض اموات کا رجوع اسے مقصود ہوتا تو ضرور حرف استثناء لاکر
اس کا تدارک کیا ہوتا۔ اور مہبط وحی رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان آیتوں کے
تلاوت و تعلیم کے وقت بلاملام اگلی حضرت عیسیٰ جیسے اور لوگوں کو سنانے و تفسیر
نفرمایا۔ بلکہ جس قدر ارشاد فرمایا عدم رجوع موتی الی الدنیا کی تائید میں فرمایا دیکھو
احادیث مذکورہ بالا اور عدت موت اور تقسیم ترکہ و نکاح ایامی وغیرہ کو بھی حثیونہ
کی کتابوں میں۔ پہل نضا فرمائے کہ ہم اور آپ کو کیا حق حاصل ہے کہ خلاف
قرآن و حدیث و خلاف مرضی خدا و رسول بعد مرگ کسی کے زندہ ہو کر دنیا میں
لوٹنے پر زور دین۔

جواب پنجم۔ قرآنی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ خدای تعالیٰ ہر انسان کے لئے
ایک ہی بار موت کو مقرر کیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا لَا یَذُو تُوْن فِیْہَا الْمَوْتُ إِلَّا

الْمَوْتِ الْأُولَىٰ ۖ إِلَّا نِيرُورَهُ وَخَان۔ یعنی وہ لوگ وہاں پہلے موت کے سوا دوسری
 موت کا مزہ نہ چکین گے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَفَمَا لَنْ يَمَيِّتِينَ اَلَا مَوْتَتُنَا الْاُولٰی
 سورہ صافات یعنی پہلی موت کے سوا ہمارے لئے دوسری موت نہیں ہے۔ انہیں کہ
 ہر استدلال کر کے حضرت ابو بکر صدیق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے
 روز پیشانی مبارک پر بوسہ دیکر فرمایا لَا يَجْمَعُ اللَّهُ عَلَيْكَ مَوْتَيْنِ اَلَا مَوْتَتُنَا
 اَلَّتِي كُنْتَ عَلَيْكَ فَقَدْ مَتَّهَا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتوں کو جمع نہ کرے گا
 لیکن جو موت کہ آپ کے لئے مقدر تھی وہ تو ہو چکی دیکھو بخاری ابواب الجنائز۔ کیا
 پس ہم پوچھتے ہیں کہ یہ حدیث اور یہ آیت صریحۃ الدلالت کی تائید کرتی ہیں
 انکو کسی طرح مزدون کے دوبارہ آنے کا جواز مل سکتا ہے جسکے لئے دو موت لازم
 پڑے ہوئے ہیں یا ان آیات و احادیث کے مظاہرہ و تقویۃ کے لئے کمر بستہ
 ہیں جن میں عدم ارجاع موتی کا ذکر بصراحت موجود ہے۔ جانکدن کی تکلیف ایسی
 بری بلا اور کٹھن ہے کہ العیاذ باللہ جس پر سید المصومین خاتم المرسلین کے
 روز وفات کے واقعات کے اطلاع رکھنے والے علما اس کی شہادت دیکھتے ہیں
 اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک جانکدن تیار کے بار بار کے قتل کی تکلیف
 سے کہیں بڑھ کر ہے پس مسیح بن مریم رسول اللہ کا بعد مرگ دوبارہ دنیا میں تشریف
 لانا ہمارے عالم کے ظاف دو مرگ و دوبار کندن اس کے لئے لازم و ضروری ہے یہین تبار
 کہ اس برگزیدہ مصوم نبی سے کوئی ایسی گستاخی جناب آملی میں سرزد ہوئی ہے کہ
 تمام مخلوق کے برعکس جن کفار و منافق بھی داخل ہیں ان کے لئے دو دو موت اور
 دو دو بار سکرات موت بھی تجویز کی گئی۔ ہم پہلے ثابت کر آئے ہیں کہ مرد متقی مرتے
 ہی جنت دارام کے مقام میں داخل ہو جاتا ہے اور کبھی اس سے خارج نہیں کیا
 جاتا۔ پس یہ قطعی غلطی اس عام حکم سے کیوں باہر سمجھا جاتا ہے کیا جنت اور

قربتِ آلہی کے مقام سے نکال کر ثانیاً اس دارالحجین میں لانا اس کی لئے توہین نہیں
 اسے نادان ملاؤ خدا کے لئے دوستی کی آڑ میں مقربانِ آلہی کی اہانت کے روادار
 مت بنو اور بلا وجہ ان کے دو موٹے کے اعتقاد سے جس کو دوبارہ جان کندن و
 تکلیف مرگ لازم پڑھی ہوئی ہے اور جس کو قرآنی آیت و حدیث رسول برحق ناجائز
 ٹھراتی ہیں۔ اپنے ایمان کو شیطان کے حوالہ مت کرو۔ کھائیں بریلی کے مفتی حامد رضا
 ذرا ان دلائل مصرحہ قویہ کے سامنے اپنے اس قول (کسی نئی ہ انتقال دوبارہ
 دنیا میں اس کی تشریف آوری کو محال نہیں کر سکتا) کو رکھ کر مقابلہ و موازنہ
 کریں اور پہرہ فتویٰ دین اب اگر خوفِ خدا اور تعظیمِ لامرِ اللہ و عظمتِ انبیاء و
 ان کے دل میں ہے تو ضرور اپنی سابق رائے کو بدلتے ہوئے کہیں گے کہ بلا شک
 کسی نئی ہ انتقال دوبارہ دنیا میں اس کی تشریف آوری کو متنع و محال قرار دیتا ہوں
 اور یہ بھی یاد ہے کہ جس خدای تعالیٰ میں مردوں کو دوبارہ دنیا میں لانے کی قدرت
 ہے اس بیچ مرد و نہکانہ لوٹنا بھی اس کی قدرت کا ملکہ کے احاطہ سے باہر نہیں۔
 پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ ان دو متضاد امر میں خداوندِ قدیر حکیم نے کس کو
 پسند فرمایا اور کس کو مصلحتاً ناجائز ٹھرایا۔ اگر کوئی ادنیٰ عقل کا انسان بھی ہماری
 سحریر بالا پر ایک سرسری نظر ڈالے گا تو اس پر واضح ہو جائے گا کہ اس کی حکمت
 شان اس بات کی مقتضی ہے کہ مردے دوبارہ دنیا میں نہ لوٹا کریں اگر چنانچہ عین
 سے دیکھا جائے تو ان کو گون کا قیاس بھی قیاس مع الفارق نظر آتا ہے اس لئے
 کہ پہنچا واقعہ جو قرآن مجید میں مذکور ہیں زمینی ہیں نہ آسمانی یعنی بزعمِ خصم چار
 مردوں کو خدا تعالیٰ نے پہرہ اسی زمین سے پیدا کیا تو قیاس یہ چاہتا ہے کہ حضرت
 مسیح بھی بعد مرگ اسی زمین سے پیدا ہو جاوین حیرت کی بات ہے کہ زمین پر
 مگر اسی زمین میں دفن ہوں اور جب زندہ ہو کر آویز قیاس آسمان سے۔ کیا یہ ہر

ممکن الوجود ہے کہ کئی ہزار برس تک یہ جسم خاکی خاک میں مدفون رہے اور جب
 روح کی نفع کا وقت آوے تو اوپر اڑ جائے اور کئی آسمانوں کو چیرتا ہوا روح
 اللہ کی روح سے جائے اور پہرہ دو نو ملکہ عیش دائمی اور مقام آسائش و جنت الخلد کو
 چھوڑ کر دارالرحمن و دارالابتلا کی طرف رخ کرے کہ جس جہاں آپ کے نزدیک کسی نبی کا
 انتقال دوبارہ دنیا میں اس کی تشریف آوری کو محال نہیں کر سکتا تو ہم پوچھتے ہیں
 انتقال کے ساتھ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح مبارک آسمان پر گئی اور جب
 شریف کسی زمین میں دفن ہوا تو اب بتلاؤ کہ دوبارہ دنیا میں تشریف لاتے وقت
 روح آسمانی و جسم زمینی کیونکر ملین گے اگر کہو کہ پہلے روح آسمان سے اتر کر حضرت
 مسیح کو قبر شریف میں برسر جسد سے ملاقی ہوگی تو یہ بالبداهت غلط ہے اس لئے کہ
 کہ روح کی حرکت بدست جسم کے ہونہیں سکتی کمالا یحییٰ اور اگر کہو کہ جسم شریف خاک
 سے نکل کر آسمانوں کو چیرتا ہوا روح سے جلاسے گا تو ہم پوچھتے ہیں کہ یہ جسم بغیر روح
 کے کیونکر صعود کیا کیا اس کو دوسری روح دی جائیگی جس سے دونو ملکہ آسمان پر چلے
 جائیں اگر اس کو تسلیم کرتے ہو تو تنازع کے ناپاک اعتقاد کے ساتھ آپ کو یہ ماننا
 پڑے گا کہ حضرت عیسیٰ کے ایک جسد کو دوسری روح کی ضرورت ہے۔ پھر ہم پوچھتے
 ہیں کہ جب دوسری روح جسد عیسوی میں آچکی تھی تو پھر اس کے آسمان پر جا کر زمین
 کی طرف مراجعت کی کیا ضرورت باقی رہی تھی کیا یہ تحصیل حاصل نہیں ہے اب
 بالطبع یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جب عقلاً و قلباً مژدے کا دوبارہ دنیا میں آنا
 ممنوع ٹھہرا تو وہ چار آیتیں جن میں احیاء موتی کا ذکر ہے ان کے کیا سننے اور ان
 کی بارادہ سوا اہل کے جواب میں ہم کو یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جہاں کل
 ایسی عبارت نقل کر دیں جس سے ناظرین کو یو ری قلعی و کامل تشفی حاصل ہو اور
 کوئی شک و شبہ باقی نہ رہے وہی ہدہ

اب ہم اس بنا پر آیات زیر بحث پر گفتگو کرتے ہیں اور دکھاتے ہیں کہ یہاں موت بمعنی مرگ ثابت نہیں ہوتی بلکہ ان کے اور سنیے ثابت ہوتے ہیں لہذا ہم ایک ایک آیت پر الگ الگ بحث کرتے ہیں آیت اول یہ ہے۔ وَاذْ قَالِ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اِنِّیْ کَیْفَ عَتٰی الْمَوْتُ قَالَ اَوَلَمْ تَوَفِّیْ قَالَ بَلٰی وَاٰمَنَ لِبٰطِیْنِ فٰلِیٰی۔ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةَ مِّنَ الطَّیْرِ فَصَرْمَہَا لَیْلَۃً ثُمَّ اَجْعَلْ عَلٰی ہٰرِجِلٍ مِّنْہُمْ جُزْءًا ثُمَّ اَوْعُقْہَا بِاَیْمٰنِکَ فَتَجِدُہَا وَاَعْلَمُ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ حَکِیْمٌ ترجمہ اس کا یوں ہے۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے رب مجھے دکھا کہ تو کس طرح مردوں کو زندہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ کیا تو ایمان نہیں رکھتا۔ کہا ہاں ایمان تو رکھتا ہوں۔ لیکن میں تو کھا اطمینان چاہتا ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اچھا چار پرندے لو۔ اور ان کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ پھر جب ہل جائیں تو ہر ایک کو ان میں سے ایک ایک چھاڑ پر بیٹھاؤ۔ پھر تم ان کو بلاؤ وہ تمہاری طرف دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ اور پھر اس وقت جان لیجو کہ اللہ عز و جل اپنے سب پر اپنی ربوبیت عامہ کی وجہ سے غالب اور ممتاز ہے۔ اور وہ حکمت والا ہے۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیم جو ایک عظیم الشان نبی ہیں وہ عالم ارواح کے متعلق سوال کر کے اپنا اطمینان چاہتے ہیں۔ اور خود عالم کون و فسادین ہیں اگر اس کے معنی یہ نہ لے جائیں کہ مردوں کو اپنی آنکھوں سے زندہ ہونا دیکھنا چاہتے تھے تو یہ امر تو قرین قیاس میں کیونکہ ان کی شان سے جو ہدایت ہی ایک اور دوزخ میں عقل رکھتے تھے ایسا سوال کرنا نابید ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے کسی بھی صورت میں اپنی قیادت چاہتے تھے۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ اے ابراہیم تو چار پرندوں کو لیکر ان کو دانہ رو رو کر کھاؤ اور اپنے اوپر ہلا۔ جسے لوگ پسندوں کو بلاتے ہیں۔ اور جب وہ ہل جائیں تو ہر ایک کو الگ الگ چھا کر آواز دے وہ سب تیری طرف دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ ان سے یہ سمجھا نامراد تھا کہ دیکھو اے ابراہیم دانہ کا تو

خالق نہیں۔ اور نہ پرندوں کا خالق ہے۔ دونوں چیزیں میری ہی مخلوق ہیں۔
 رتوان کو میری ہی چیزوں سے کھلا کر ایسا احسان کا گرویدہ بنا لیا کہ جب تو چاہے
 اسے وہ تیری آواز سے نکلتی طرف ڈور سے پھلے آتے ہیں۔ اور میں جو رب العالمین
 دن اور ہر ایک کے ذرہ کو میں نے پیدا کیا ہے اور ہر ایک چیز کے ذرہ ذرہ
 میرا تصرف و احسان ہے تو پہر جب میں بلاؤنگا تو وہ کیونکر میرے پاس نہ آئیگی
 بے تیرے عارضی احسان سے تیری نافرمانی نہیں کرتے۔ تو میرے ابدی اور لازوال
 انسان سے کیونکر روگردانی کر سکتے ہیں۔ اس مثال سے شجر احسان کا ثبوت
 حضرت ابراہیم کو دیا گیا۔

وَمِ ابْہَم دوسری آیت کے منہ کرتے ہیں۔ وہ آیت ہے: اِذْ قُلْتُمْ یٰمُوسٰی
 نَکُونْ مِنْ لَکَ حَتّٰی تَرَ اللّٰہَ جَہْرًا فَتَاْخُذْ لَکَ الْمَصٰیقَۃَ وَ اَلَمْ تَنْظُرُوْا
 اَنْ تَرْجِعْ لَکُمْ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَشٰکُرُوْنَ طہ
 در جب تم نے کہا کہ اے موسیٰ ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے۔ جب تک کہ ہم اللہ
 مالی کو بر ملا نہ دیکھ لیں۔ تو پھر تم پر بجلی پڑی اور تم دیکھتے دیکھتے رہ گئے۔ پھر
 نہیں اللہ تعالیٰ غشی سے ہوش میں لایا تو کہ تم شکر گزار بن جاؤ۔ اس آیت سے
 یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے قوم موسیٰ پر بجلی نازل کی۔ اور بجلی کا خاصہ ہے
 جس انسان پر پڑتی ہے۔ وہ بیہوش ہو جاتا ہے۔ اور مصروع کی سی حالت ہو جاتی
 ہے۔ اور اگر اُن کی خبر گیری کی جائے تو بہت جلد ہوش میں آ جاتے ہیں۔ آج کل
 تحقیقات سے بھی جو نہایت ہی پختہ اور قابل وثوق ہے۔ یہ ثابت ہوا ہے
 بجلی کا امرا ہوا دگنہ بعد اچھا ہو سکتا ہے۔ لہذا اس آیت میں حقیقی موت یعنی
 جگر ختم اور کچھ متصور نہیں۔ اور ساتھ ہی وہ لوگ جو ایسے منہ کرتے ہیں۔ وہ
 قرآن شریف کی اُن آیات کی مخالفت کرتے ہیں جن میں احیاء موتی کی نفی ہے

اور گویا وہ قرآن شریف کو اختلافات کا مجموعہ ثابت کرتے ہیں جو آیت دَلُو
كَانَ آمِنًا عِنْدَ غَيْرِ اللَّهِ لَوْحِدٌ وَإِنِّي لَهُ لَكَلِّمٌ بَازٍ كَلِّمٌ بَازٍ
ہے۔ اہل اس کے بھی تحقیق معنی ہیں کہ اُن پر سبکی کی وجہ سے غشی طاری ہو گئی تھی۔ جو ایک
قسم کی موت ہے۔ اور لغت عرب میں بھی یہ معنی ثابت ہیں۔ تو پھر کیونکر اس سے
روگردانی کی جاتی ہے۔

سوم تیسری آیت جس میں احوال موت حقیقی سمجھی جاتی ہے۔ وہ یہ ہے اَفَاكُلُ الذَّنَى
مَرَّ عَلَى ثَرَاتٍ هِيَ ذَوِيهَا وَفِيهَا عَلَى عُرُوشٍ مَّشَاهِدٌ قَالِ اِنِّي يُحْيِي هَذِهِ اللَّهُ بَعْدَ
مَوْتِهِمْ اَفَاَمَاتُهُمْ اَللَّهُ مِائَةً عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ۔ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ يَوْمًا اَوْ بَعْضُ
يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَبِثْتَ مِائَةً عَامٍ فَانْظُرْ اِلَى طَعَامِكَ وَشَرِبِكَ كَمْ يَتَسَوَّى
وَالنُّظُرُ اِلَى حِمَامِكَ وَلْيُجْعَلْ لَكَ اَيُّهُمُ النَّاسِ وَالنُّظُرُ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِرُهَا
نَشْرًا نَكْسُوْهَا الْحِمَامَ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
سورۃ البقرہ ۲۵۶۔ ترجمہ مثل اس شخص کے جو اجڑے ہوئے کانڈ کے پاس سے گذرا اور جس
کھا کہ اس تباہ اور برباد شدہ کانڈ کو اللہ کب آباد کرے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سو برس
کی نیند اُس پر طاری کی۔ پھر اس کو اٹھایا اور پوچھا کہ بتاؤ کب تک تم اُس حالت میں
رہے۔ اُس نے جواب دیا کہ ایک دن یا دن کا کچھ حصہ۔ ایسی حالت میں رہا اللہ تعالیٰ نے
فرمایا تو سو سال تک اس حالت میں رہا۔ پھر فرمایا اچھے کھانے اور پینے کی طرف دیکھ
اُس پر برس نہیں گذرے۔ اور گدھے کو بھی دیکھ۔ اور ہم تیرے لئے لوگوں کی نظر
میں ایک نشان قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان ہڈیوں کی طرف نگاہ کر کہ ہم کس طرح اُن کے
اوپر گوشت چڑھاتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے خواب ظاہر کر کے اس کو تیار دیا تو
اُس نے کھا۔ اللہ تعالیٰ نے جاننا ہون کہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اَلْقُلُوبُ لَفَاسِيرٌ بَيْنَ يَدَيْهِ
کے معنی بھی لکھے ہیں فانا مَد اللہ یعنی اللہ نے اس کو سلا دیا دیکھو معالک وغیرہ۔ اور

لغت عرب میں بھی موت کے منہ لوم کے ہیں۔ تو پہر کیوں اور منہ لئے جاتے ہیں
 حالانکہ آیت کا سابق سیاق ظاہر کرتا ہے کہ یہ ایک خواب تھی جو اللہ تعالیٰ نے
 اپنے نبی کو دکھلائی۔ جس کی تائید توریت شریف میں کتاب خرقل نبی سے ہوتی
 ہے۔ چنانچہ کتاب خرقل باب ۳۴ آیت ۱۔ میں لکھا ہے۔ خداوند کا ہاتھ مجھ پر تھا
 اور اس نے مجھے خداوند کی روح میں اٹھالیا اور اس وادی میں جو ہڈیوں سے
 بہر پور تھی مجھے اُتار دیا۔ اور باب ۱۱۔ آیت ۲۴۔ سے اس کی اور بھی وضاحت
 ہوتی ہے چنانچہ لکھا ہے۔ انجام کار روح نے مجھے اٹھایا۔ اور خدا کی روح نے
 رویا میں مجھے پرندوں کے ملک میں اسیر و ن پاس پہنچا دیا۔ سو وہ رویا جو
 میں نے دیکھی مجھ سے اوپر اُٹھ گئی۔ پس جب یہ خواب ثابت ہوئی تو اب
 ان آیات کی حقیقت بیان کرتے ہیں۔ خوب غور سے منہ۔ اصل حقیقت یہ ہے
 کہ اس آیت میں جس شخص کے گزرنے کا ذکر ہے۔ وہ خرقل تہی تھے جو ایک
 غیر آباد قریہ کے پاس گزرے۔ اور اُس کے آس پاس بہت سی ہڈیاں پڑی ہوئی
 دیکھیں۔ تو ان کے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ ان کو اللہ کیونکر زندہ کر سکتا ہے تب
 اللہ تعالیٰ نے اُن کی تسلی کے لئے اُن پر خواب طاری کی۔ اور خواب میں
 اُن ہڈیوں وغیرہ اور غیر آباد زمین کو سو سال کے اندر آباد ہوتے ادا دیکھایا
 یہ خواب وہ خواب سے پیدا ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے پوچھا کہ تم اس
 حالت میں کتنی دیر تک رہے۔ انہوں نے بظاہر عالم کون و فساد کا سوال سہجہ
 جواب دیا کہ ایک دن یا اُس کا کچھ حصہ اُس حالت میں رہا۔ اللہ تعالیٰ نے
 لکھا کہ تو تو سو سال تک اُس نظارہ کو دیکھتا رہا۔ اور یہ بات عالم مثال کے
 متعلق تھی۔ پہر جب خرقل نبی کو تر و دیدا ہوا کہ کیا میں سو سال تک سوتا ہوں
 تب اللہ تعالیٰ نے اُن کے رنج و شک کے لئے فرمایا کہ وہ بات تو خواب کی

یعنی عالم مثال کے سو سال تھے اس دنیا کے سال نہیں تھے کیونکہ تم اپنے کہانے
 اور پیسے کی چیز کو دیکھو۔ اس پر کوئی سال نہیں گزرے اپنے گدھے کو دیکھو وہ صحیح
 سدرست کھڑا ہے۔ وہ مرا نہیں اور نہ دبلا ہوا۔ ہم نے تو تمہارے لئے لوگوں میں
 ایک نشان دکھانا چاہا ہے۔ وہ نشان یہ ہے کہ تو ان ہڈیوں کی طرف دیکھ کر ان
 پر ہم کیسے گوشت پوست چڑھاتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے اس امر کو اپنے نبی کو نبی
 ہی ذہن نشین کر دیا تو بے اختیار بول اٹھے میں جانتا ہوں کہ تو ہر ایک چیز پر قادر
 یعنی اب مجھ پر خوب واضح ہو گیا کہ اس طرح غیر آباد ملک کو آباد اور سرسبز کر دیتا ہے غرض
 یہ اس نبی کی طرف سے ایک پیش گوئی کرائی گئی کہ یروشلم ایک سو سال کے اندر آباد
 ہو جائے گا چنانچہ اس کی پیش گوئی کرنے کی صداقت خرقیل کی کتاب باب ۳۷
 درس ۱۲ سے ہوتی ہے جس میں لکھا ہے اس لئے تو نبوت کر لینے پیش گوئی
 سنا دے اور ان سے کہو کہ خداوند یہوداہ یوں کہتا ہے کہ دیکھ اے میرے
 لوگو میں تمہاری قبروں کو کھولوں گا۔ اور تمہیں تمہاری قبروں سے باہر نکالوں گا
 اور اسرائیل کی سرزمین میں لاؤں گا۔ اس پیش گوئی کا طہور قبل مسیح ۳۷۰ء میں
 گورس کیتبا جس کو قرآن شریف میں ذوالقرنین کے لقب سے ملقب فرمایا
 گیا ہے دیکھو کتاب یرمیا نبی باب ۱۲۔ درس ۲۵۔ اس کا مفصل حال تلخیص
 التواریخ مہضہ مولوی محمد حسن صاحب امرہ میں لکھا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے
 ہیں کہ نخت نصر نے یروشلم کو تباہ کر دیا تھا۔ اور قوم بنی اسرائیل جنگوں اور بربائیوں
 میں ماری ماری پھرتی رہی جس کی وجہ سے وہ بالکل تباہ ہو گئی تھی۔ اور
 قرآن شریف میں ان کو ہڈیوں سے نامزد کیا گیا ہے۔ یعنی ان کے گوشت
 و پوست بالکل نہیں رہے۔ اور صرف ہڈیاں رہ گئی تھیں یعنی وہ شریف
 حقہ سے سراسر محروم اور تمدنی زندگی سے بالکل عاری تھے۔ آخر کیتبا بادشاہ

سنے یہ روئے سلم کو از سر نو آباد کیا اور ان کو انسان بنایا چوتھی آیت یہ ہے۔
 اَلَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اَلُوْفٌ خَذَرُ الْمَوْتِ مَزَقَال لِّمَعْلَمِ اللّٰهِ مُوَلَّدًا
 ثُمَّ اَخْبَاهُمْ طَارِثُ اللّٰهِ لَذُوْ فَضْلٍ عَلٰی النَّاسِ وَلٰكِنْ اَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ
 ترجمہ کیا تو نے ان لوگوں کو زمین دیکھا جو اپنے گہروں سے ہزاروں ہزار
 موت کے خوف سے نکلے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو کہہ دیا کہ جاؤ تم جہالت
 کی موت مر جاؤ۔ پھر ان کو زندہ کیا۔ یعنی ان کو شریعت سکھائی اور وہ اس
 لئے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر فضل ہی کرنے والا ہے۔ لیکن بہت لوگ ناشکری
 کرتے ہیں۔ تم لغت عرب میں دیکھ چکے ہو کہ موت کے معنی جہالت کے
 بھی ہیں۔ یہاں اس آیت میں وہی معنی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ آیت
 بنی اسرائیل کی نسبت ہے اور جن کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک
 قوم کے مقابل میں لڑائی کے لئے حکم دیا تھا۔ تو انہوں نے انکار کر دیا تھا۔
 محمد پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے حق میں بددعا کی تھی جس کی وجہ
 سے خداوند تعالیٰ نے انکو جنگوں میں نکال دیا تھا اور وہ بددعا میں جہالت
 اور سرگردان رہے۔ وہ ایک موت سے بہا گئے تھے۔ مگر جہالت کی موت
 میں جا پڑے کیونکہ شریعت سے وہ ناواقف ہو گئے۔ جنگوں میں کہاں
 علم حاصل کیا کرتے تھے۔ اس کا مفصل حال سورہ مائدہ رکوع
 میں ہے لہذا ہم اس رکوع کو یہاں لکھتے ہیں۔ تاکہ خوب واضح ہو جائے
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَرَاٰ قَالُ الْمَوْسٰی لِقَوْمِهِ يُقُوْمُ اَدْرَاۤءُ فَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰیكُمْ
 اَكْبَرُ لَكُمْ اَنْبِیَاۤءُ وَجَعَلَكُمْ مِّلَّةً وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اَمْ لَمْ يَلْمِزْ اٰمَنَ الْعَالَمِیْنَ اَلَمْ یَقُوْمُ
 سَلٰوًا لِّمَنْ اَلَمَّا لَمْ یَلْمِزْ اٰمَنَ الْعَالَمِیْنَ اَلَمْ یَقُوْمُ سَلٰوًا لِّمَنْ اَلَمَّا لَمْ یَلْمِزْ اٰمَنَ
 الْعَالَمِیْنَ اَلَمْ یَقُوْمُ سَلٰوًا لِّمَنْ اَلَمَّا لَمْ یَلْمِزْ اٰمَنَ الْعَالَمِیْنَ اَلَمْ یَقُوْمُ سَلٰوًا

قَالُوا يَحْجُوا مِنْهَا فَإِنَّا نَادَىٰ أُولَٰئِكَ قَالَ رَحُلِينَ مِنَ الَّذِينَ يَخَافُونَ اللَّهَ عَلَيْهِمْ
 ادْخُلُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَإِذَا دَخَلْتُمُوهُ فَاصْلَوْهُ عَلَيْهِمْ وَعَلَى اللَّهِ قَتُولُوا إِن كُنتُمْ
 مُؤْمِنِينَ قَالُوا يَوْمَئِذٍ إِنَّا لَنَدْخُلُهَا أَبَدًا إِنَّمَا نَدْرِكُهُمْ فَإِذَا هُم مُّسْتَبَقُونَ
 فَقَاتِلُوا إِنَّا هُنَا قَاعِ مَدُونَهُ قَالَتْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِي وَأَخِي فَافِرُونَ
 بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ قَالُوا لَيْسَ لَهُمْ شَرَفٌ عَلَيْهِمْ أَوْ لَبِيعِينَ سِنَةٍ
 يَبْتَاعُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا تَأْتِيهِمْ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ تَرَجَمَهُ وَرَجَب
 موسیٰ نے اپنی قوم کو کہا کہ اے میری قوم تم ان فحشوں کو یاد کرو جو اللہ تعالیٰ
 نے تمہارے حال پر کی ہیں کہ یہ تھوڑی نعمت ہے کہ تم میں بنی بنائے گئے
 اور تم میں پادشاہ کرے گئے۔ اور تم کو وہ کچھ دیا گیا کہ آج تک جہاں
 میں کسی کو نہیں دیا گیا۔ اے میری قوم اب تم اس مقدسہ یعنی شام میں
 چلو جس کے دیسے کا اللہ تعالیٰ نے تم سے وعدہ کیا ہے اور تم اس امر
 کے بجالنے سے پیٹ نہ دکھاؤ۔ ورنہ تم کو پٹا پڑے گا۔ انہوں نے جواب دیا کہ
 اے موسیٰ وہاں تو ایک ظالم قوم رہتی ہے جب تک وہ وہاں سے نکل
 نہ جائیں ہم نہیں جائیں گے۔ اگر وہ نکل جائیں تو بے شک ہم داخل ہونگے
 ان خائنین میں سے دو آدمیوں نے جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام تھا۔ کہا کہ
 اے لوگو تم دروازہ میں داخل ہو جاؤ اور جب تم داخل ہو جاؤ گے تو تمہیں
 غالب ہو جاؤ گے اور جب تم ایماندار ہو تو اللہ تعالیٰ پر توکل کرو۔ انہوں نے
 صاف صاف کہہ دیا کہ اے موسیٰ کہ جب تک وہ لوگ اس میں ہیں ہم تو کبھی بھی
 نہیں جائیں گے۔ تو اور تیرا رب ہی جاسے۔ اور لڑائی کرتا پھرے ہم تو یہیں
 بیٹھے ہیں تب موسیٰ نے کہا کہ اے میرے رب میں اپنے اور اپنے
 بھائی کے سوا کسی کا مالک نہیں۔ اس فاسق قوم اور ہم میں جدائی دال دے

تب اللہ تعالیٰ نے کھا کہ اب اس قوم پر چالیس سال تک اس مقدس زمین کو حرام
 کر دیا گیا ہے یہ مارے مارے پہریگی۔ اور تو اس فاسق قوم سے ناامید
 مرت ہو۔ ان آیات کے صاف واضح ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اپنے
 پیغمبر کی عداوتِ علمی سے وہ مقہور ہوئے۔ اور اُن کو چالیس سال کے لئے
 جلا وطنی کی گئی۔ اور وہ مارے مارے جنگلوں اور بیابانوں میں پھرتے رہے
 ان میں نہ علم رہا اور نہ دینی معلومات رہیں ایک حشیانہ اور جانورانہ زندگی
 بسر کرتے رہے۔ اس زندگی کو جس میں وہ اس حالت میں رہے اللہ تعالیٰ نے
 لفظ موت کو اسے تعبیر کیا ہے۔ چالیس برس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم کیا
 اور یوشع بن نون کو انہیں رسول مقرر کر کے اُن کو اس گندی اور وحشیانہ زندگی
 سے نکالا اور شریعت کے احکام سکھلا کر ان کو توبہ کیا۔ دیکھو تو ریتِ کتبِ شیعہ
 نبی باب اول لغات ۲۔ یہ کوئی الفوری بات نہیں تمام انبیاء حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم بھی مومنوں کو جو جہالت اور کفر کی ظلمت میں گرفتار تھے انہیں توبہ
 سے منور کر کے ایک نئی پاک اور مطہر زندگی عطا کرتے تھے۔ چنانچہ قرآن شریف
 میں اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق فرماتا ہے یا ایہا الذین آمنوا استنبطوا لکم اللہ و
 الرسول اذا دعاکم لما یحییٰکم۔ یعنی ایماندارو! اللہ اور اس کے رسول کی
 بات کو جب وہ تمہیں تمہارے لئے زندہ کرنے کے لئے غلبہ کریں۔ ان لبالکرو۔ اب
 دیکھنا ہے۔ کہ کیا وہ صحیح ہے۔ جن کو بلکہ زندہ کیا جاتا تھا۔ انہیں نہیں
 اُن کا جسم تو نہیں مرا ہوا تھا۔ بلکہ اُن کی روحِ شریعتِ حقہ کی عدم موجودگی تھی چنانچہ
 تھی۔ اور صرف شریعت کے احکام کو بتنا اور اُن پر عملدرآمد کرنا اُن کی روح کی
 زندگی کا موجب تھا۔ قرآن شریف کی آیت زیر بحث میں بھی اُن کی موت اور
 اسی قسم کی حیات کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ وہ قوم خدا تعالیٰ کے ظہر میں آگئی تھی۔

اور ان کو ایک بہت دور دراز عرصہ تک آبادی سے دور رکھا گیا تھا۔
اور وہ اخلاقی زندگی سے بالکل محروم ہو چکے اور بے نصیب تھے۔ جس
ان کی روح پر موت واقع ہو گئی تھی۔ بالآخر یوشع بن نون کے ذریعہ ہدایت
پاکر افسر نو زندگی میں داخل ہوئے۔ انتہی۔

مجیب نے خرقیل نبی اور ابراہیم خلیل اللہ کے دو واقعہ کو اجہار موتی میں
پیش کیا ہے اسکا ثانی جو اب مع ترجمہ ہر چار آیتہ اجمعی گذر چکا ہے۔ لیکن چوتھے
ترجمہ آیتہ میں جن جن باتوں کو اپنی طرف سے بڑھایا ہے ان کو بھی ملاحظہ فرما
کرتے ہیں۔

قولہ۔ اب دیکھ اپنے گھٹنے پہنچ کر جو دور زمین بگڑ جانے کی چیز تھی وہ
اب تک نہ گڑی۔

اقول۔ ہمارے ترجمہ کو اس سے مقابلہ کر کے دیکھو۔ اووالنصاف کرو۔
اور دیکھ اپنے گدھے کو جس کے ہڈیاں تک گل گئیں۔

اقول۔ آیتہ قرآنی میں صرف النظر الی حمارک ارشاد ہوا ہے آپ نے
کھان سے ترجمہ میں یہ جملہ (جس کی ہڈیاں تک گل گئیں) پیدا کیا اور نیز
النظر الی النظام سے نظام حمار سمجھا لیا ہے۔ غور کرو ترجمہ مذکورہ سابقہ میں
قولہ۔ حضرت ابراہیم کو حکم ہوا کہ تیار پرند اپنے اوپر ہلائے پھر انہیں بوجھ
کر کے متفرق پھاڑوں پر ان کے اجزا الہدے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام
والتسلیم نے ایسا کیا ان کے پر اور خون اور گوشت قیمہ قیمہ کر کے کب
خلط ملط کئے اور مجموع مخلوط کے حصے کر کے متفرق پھاڑوں پر رکھے مگر
اب انہیں بلائیں پاس دوڑتے چلے آئیں گے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام
والتسلیم نے سچ میں کہہ کر آواز دی۔ ملاحظہ فرمائیے۔

گوشت پوست پر دون کاریزہ ریزہ ہر چھڑا سہ اڑ کر و امین اہم تھا اور پورا پرندہ زنده ہو کر ان کے پاس دوڑتا آ رہا ہے۔

اقول اے حضرت کیا غیب ہے قرآن میں صرف فُصْحٌ اَلِیْکَ وارد ہوا ہے جس کا ترجمہ آپ نے بھی ہلا لینے کے ہی کیا ہے تو پھر آپ نے کج کرنا کھان سے نکالا اور اب کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ اور بقیہ آیت یہ ہے ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جَبْلًا ثُمَّ اَدْخُلْنِیْ اَیَّتِنَاکَ سَعِیًّا آیا ہے جس کا صاف یہ ترجمہ ہے کہ بعد ہلا لینے کے ایک ایک کو ایک چٹا چٹا پر بٹھا دے اور پھر ان کو بلا دے اوڑھتے ہوئے تیرے پاس آ جائینگے چار پرندوں کو قیمہ قیمہ کر کے مخلوط کرنا کس لفظ کا ترجمہ ہے جب حکم حضرت باری یہم تھا کہ چار جانوروں کو ہلا سکے ہر ایک کو ایک ایک پہاڑ پر بٹھا دے تو پھر کیا ہے حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خلافت مرضی آلہی ان کو قیمہ قیمہ پرزے پرزے کئے۔ نافرمانی کا الزام انبیائے کرام پر مت لگاؤ تو یہ کرو اگر کہو کہ لفظ جزو اس پر دلالت کرتا ہے۔ میں کہتا ہوں یہ بالکل بے فہمی ہے کیا چار کا جزو ایک نہیں ہوتا خدا کے حکیم کا مسترقا لون ہے کہ جب تک سارے اجزا مکمل مرتب نہ ہوں تو نفع روح نہیں فرماتا۔ تم دیکھتے ہو کہ پیٹ میں بچہ جب تک اس کی خلقت پوری نہیں ہوتی جان نہیں بڑھتی اور اس کی حرکت غیر محسوس رہتی ہے اور ہم یہ بھی بات دہن دیکھتے ہیں کہ جب قصاب جانوروں کے اجزا جدا جدا کر دیتا ہے تو ان میں کسی قسم کی حرکت باقی نہیں رہتی اور نہ ایک جزو دوسرے جزو سے ملنے کے لئے خدا ہش ظاہر کرتا ہے اس لئے کہ قوت حس و حرکت معدوم ہے پس ہم پوچھتے ہیں کہ وہ چار پرندوں کے اجزا میں جو لاکھوں جزو سے کم ہوں گے بغیر ترکیب و ترتیب کے کیونکر قفح روح ہوا اور بغیر قفح روح کے کیونکر حرکت پیدا و از انہیں پیدا ہوئی اور یہ دوسرے اجزا اس لئے کی ضرورت انہیں کیونکر محسوس ہوئی

اگر کہو کہ خلاف قانونِ آسمانی ان بسیط اجزا میں روح کا نفع ہو چکا تھا تو بتلاؤ دوسرے اجزاء سے ملنے کے انہیں کیا حاجت باقی رہی تھی۔ اور جس جزو کی طرف اس جزو روح افتادہ کی پہچان ہوئی اس میں جان آگئی تھی یا نہیں اگر نہیں آئی تو کونسی شئی اس کے لئے مانع ہوئی اور کیونکر وہ پہاڑ سے اس روح افتادہ جزو سے ملنے کو آگیا اگر اس میں بھی نفع روح ہو چکا تھا تو دوسرے جسم روح دار کیونکر ایک ہو سکے گا اور یہ بھی بتلاؤ کہ پہلے پروازی اجزاء سے مخلوط جو بدون نفع روح کے محال ہے لاکھوں جسم اور لاکھوں پرند کے ضرورت کو متقاضی ہے یا نہیں۔ ضرور ہے حالانکہ آیتہ قرآنی مذکورہ بالا صرف چاروں پرند پہلے ہوؤں کے اوڑھ کر اڑنے کی خبر دیتی ہے۔ اور بس اسے نادان مولویہ خدا کے اقوال و افعال میں تناقض نہ تھا کہ کو اپنی کم فہمی سے کیوں جائز رکھتے ہو اور کتاب مجید میں اپنی رائے کو دخل دیکر اس کی جگہ ہنسائی کیوں کیا کرتے ہو۔

قولہ سید اہلے یہ کہ نہ وہ (عیسیٰ علیہ السلام) قتل کئے گئے نہ سولی دے گئے بلکہ ان کے رب میں و علانیۃ انہیں نہ یہود و عیسویوں سے صاف سلامت بچا کر آسمان پر اڑھایا اور ان کی صورت دوسرے پر ڈال دی کہ یہود ملامت نے ان کے دھوکے میں اسے سولی دیا یہ ہم مسلمانوں کا عقیدہ قطعیہ یقینیہ ضروریاتِ دین ہے جس کا منکر یقیناً کافر اس کی دلیل قطعی رب العزت جل جلالہ کا ارشاد ہے۔ الیٰ آخر آیتہ وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ۔

اقول ہم بھی کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نہ قتل ہوئے اور نہ صلیب پر مرے بلکہ اللہ تعالیٰ نے طبعی موت دیکر ان کے مدارج کو بلند کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے یا عیسیٰ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَ ذَرِّیْکَ اِلٰی۔ اس آیت میں رفع درجات کا وعدہ ہے اور آیتہ بَلْ رَفَعُوْهُ اِلَیْہِہِمْ اِسْکَافًا۔ جس طرح توفیق میں وعدہ ہے اور

قلنا تو فیتنی میں ایفائے وعدہ۔ دَفعۃً الیہ سے رفع الی السماں سمجھنا سراسر جہالت
 ہے عجیب کو چاہئے کہ ہمارے مقدمہ ثنائیہ باب رفع کو عبور ملاحظہ کرے۔ کیا خدا
 تعالیٰ دوسرے یا چوتھے آسمان پر مستقر ہے جہاں حضرت عیسیٰ کا رفع ہوا ہے
 اس سے خدائے تعالیٰ کے لئے جہت و مکان لازم آتا ہے۔ جس کو آپ بھی
 جائز نہیں رکھتے ہیں۔ ایک مقام پر خدائے تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے اچھی
 الیٰ ربناکراضیۃ مرضیۃ فادخلنی فی عبادی وادخلنی جنتی۔ اے
 نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف لوٹ اور میرے بند و نہیں شامل ہو اور
 میری جنت میں جاد اخل ہو۔ رفع الی اللہ ورجوع الی اللہ مترادف المعنی ہیں
 دونوں نہیں کوئی فرق نہیں۔ پہر کیا وجہ ہے کہ رجوع الی اللہ سے قربت مدح
 کا معنی لیا جائے اور رفع الی اللہ سے آسمان پر چڑھنا۔ دیکھو اس آیت کریمہ
 کے آخر میں میں خدا تعالیٰ کا فادخلنی فی عبادی وادخلنی جنتی فرمانا اس بات کی طرف
 اشارہ ہے کہ رجوع الی اللہ سے یہ مراد نہیں ہے کہ کوئی بندہ ہمارے عرش
 عرش کے نزدیک آجاتا ہے۔ نہیں۔ بلکہ اس بندہ کو ہمارے مقرب بندہ میں
 شرکت اور ہماری جنت میں دخول کی عزت نصیب ہو جاتی ہے۔ پس رفع
 الی اللہ جو رجوع الی اللہ کا ہم معنی ہے اس کے لئے بھی بھی تفہیم ہے۔ فقذر
 اور اس آیت میں مقام رضا کی بھی تصریح کر دی گئی کہ وہ اس کی خاص بندوں میں
 شمولیت اور اس کی جنت میں دخول کا نام ہے فقذر۔ عبرت کا مقام ہے
 کہ افضل الانبیاء کو جب خدا تعالیٰ دشمنوں کے ہاتھ سے بچایا تو اس طرح کہ پیادہ چا
 مکان سے نکال کر ایک تنگ تاریک غار (ثور) میں جگہ دی اور ایک مفصول
 نبی کو دشمن یہود کے ہاتھ سے بچایا تو اس طرح کہ انہیں یکبار فرشتوں کے
 کندھوں پر سوار کر کے سید ہافلک دوم یا فلک چہارم میں جا بٹھایا اور

اور تمام حوائج بشری سے آزاد و بے تعلق کر کے الا ان کما کان جو اسکی ذاتی صفت تھی اس میں بھی شریک کر دیا فتعالی اللہ عن ذلک اے حلد رضا صاحب جب آپ کے اعتقاد کی رو سے ایک عیسیٰ نبی تو کیا تمام انبیائے کرام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں۔ دیکھو تخریر مجیب ص ۶۷ تو آپ کا ایمان کیونکر جائز و پسند کرتا ہے کہ برگزین نبی خاتم الانبیا محمد مصطفیٰ تو ایسی تکلیف اٹھا کر دشمنوں کے ہاتھ سے نجات پائیں اور عیسیٰ جیسے ایک امتی پر جب کفار حملہ کریں تو وہ بلا منراحت احد سے آسمان چہارم پر صعود کر کے عزت کے مسند پر جا بیٹھے۔ کیا آپ کے عقیدہ میں خدا کے پاس امتی کا رتبہ اس کے پیشوا ہادی سے بڑھ کر ہے۔ خدا کے لئے سچ سچ کہو کہ فیتہ کسا رتبہ بڑھ کر ہے کیا وہ شخص افضل نہ ہو گا جو دوزخ اور ہوس سے کمانے بیٹھے پیشاب پینچانے اور دیگر تعلقات بشری سے بیکلیہ منزه ہو کر آسمان چہارم پر عزت کے مسند پر جلوہ فرما ہو یا وہ شخص ہو سکتا ہے کہ اپنے تمام علانی بھائیوں کے مانند کھاتا پیتا بھی تھا اور کبھی کوئی تعلق بشری اس سے منفک نہیں ہوئے اور ساٹھ ترستھ سال کی عمر پا کر رحلت پائی اور اسی زمین میں دفن ہوا۔

ثانیاً ہم سوال کرتے ہیں کہ جب یہہ امر مسلم فریقین ہے کہ دنیا میں جتنے مامورین اللہ آئے کوئی بھی ابتداً قوم کی اذیت سے مامون نہیں رہا اور آخر الامر خدا کی نصرت اسی زمین میں اپنی مرستادہ کے شامل حال رہی اور وہ منصور و فتح یاب ہو گیا تو کیا سبب ہے کہ تمام انبیائے مامورین کے برخلاف حضرت مسیح کے ساتھ یہہ سلوک کیا گیا کیا اتنی بڑی وسیع زمین حضرت عیسیٰ کے بچانے کے لئے بس نہیں تھی۔ کیا سبب سے اللہ ہیود یون کا ڈر خدا کے قادر تو انابہ خدا غالب ہو گیا تھا کہ کسی زمینی فساد و راضی حجاب میں ان کے پوشیدہ کر کے

غیر مناسب سمجھا اور رنج الی السمار کے سوا چارہ نہ پڑا۔ بھلا اس وقت تو
یہودیوں کی کچھ جلتی بھی تھی اب اس زمانہ میں تو یہہ قوم ذلت و مسکنت کا
نشانہ بن رہی ہے اب کس یہود و عنود کا خوف خدا کو لگا ہے۔ طرفہ تریہہ ہے کہ
ایک شخص اس وقت ان کے وفات کا ثبوت دیکر آپ مسیح موعود بن بیٹھا ہی
پس حسب اعتقاد شما جس خدائے ذوالجلال نے ان کو اتنی بڑی عزت دی
رکھی ہے اور با اعتقاد شما اپنے خدائے خاصہ جیسے خلق و شفا و غیب دانی و
اچھائے موتی وغیرہ وغیرہ میں ان کی شرکت کو جائز رکھا ہے۔ تو اس کی غیرت
و جلال کو جو شکر لکڑو مایہہ کرتا چاہئے تھا کہ مدعی کو نیست و نابود و خاک مذلت
میں پچھاڑ کر اپنے سا جہی کو بڑی تجل و شان کے ساتھ فرشتوں کے کندھوں پر
ہاتھ رکھوا کر آسمان سے نازل کیا۔ ایک قرن سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ نہ
کوئی اتنا جانتا تو ہمارا اعتقاد اور ہمارا ایمان زیادہ پختہ ہو جاتا ہے کہ جلدی کے
متعلق جتنے باتیں مشہور کی گئی ہیں انہیں سے ایک بھی صحیح نہیں سراسر
غلط و بوجہ ہیں اور خدائے حکیم کی شان ان یہودہ باتوں سے بالکل
مبرا و منزہ ہے۔ اور اگر اپنی خواص ذاتیہ میں سے کسی کو کچھ دینا اس کا ازلی
و ابدی علم جابر رکھتا تو محمد مصطفیٰ حبیب اللہ کے سوا کون زیادہ مقرب بندہ
تھا کہ اس کے طرف ذہن عقل کا انتقال ہو سکے خداوند کلام یہہ ہے کہ مسیح موعود
بنی کے ساتھ یہہ عقیدہ رکھنا کہ وہ خالق طیور تھا اور مردوں کو زندگی عقیقی بخشتا
تھا اور غیب کی خبر رکھتا تھا اور اندھے مادر زاد کو سوجھا کرتا تھا اور اب وہ ہزار
برس سے آسمان پر زندہ جبکہ العصری موجود ہے۔ کھانے پینے پریشان
پایں جائے وغیرہ جملہ تعلقات بشری سے آزاد و پاک ہے اور اس کے جسم
اور قوی جسمانی اور عمر میں کوئی تغیر و تبدل عائد حال نہیں ہے الا ان کا کمال

اسکی صفت ہے وغیرہ وغیرہ امور بخدا کے لایزال صریح کفر اور قطعی شرک
محسوس ہے۔

ثالثاً ہم پوچھتے ہیں کہ جب بقول شہادت عیسیٰ آسمان پر چلے گئے اور یہودیوں
کے ظلم سے بچ گئے تو پھر اس کی کیا ضرورت پڑی تھی کہ خدا تعالیٰ نے ان کی
رنگ و روپ کو دوسرے ایک ناکردہ گناہ میں ڈالکر یہودیوں کے ہاتھ سے
اس کو سولی دلا دی۔ یہہ دو حال سے خالی نہیں کہ معاذ اللہ استغفر اللہ خدا
تقدیر کو یہودیوں کی دل جوئی بھی منظور تھی۔ یا خدا کے جلیل و غالب کو
یہہ خیال آیا کہ اگر شکل عیسیٰ ایک کو کھڑا نہ کر دوں تو یہہ دین کے بچے یہودی
علمائے دین کو جو د عیسیٰ سے خالی پا کر آسمان کی خبر نہ لیں اور ملّا اعلیٰ پر چڑھ جائیں
نہ کر بیٹھیں۔

تساخ ارواح و حلول ارواح کا ناپاک مسئلہ غیر قوم سے سننے میں آیا تھا آہ صد
آہ شوی طالع کے سبب آج اپنے گھر کے اندر حلول الوان و اشکال کا ناکارہ و
تلاک قصد دیکھنے میں آیا اے مولوی صاحب اگر آپ نے کس لفظ سے یہہ بہرہ و بیشکل
استنباط کیا ہے۔ کیا دلائل شنبہ لعم سے اس معنی کو نکالا ہے۔ اے غافل
شنبہ کے ضمیر کا مرجع سوائے عیسیٰ کے اور کون ہو سکتا ہے کیا ماقبل میں شنبہ
عیسیٰ کا لفظ مذکور ہے جسکی طرف یہہ ضمیر لوٹتی ہے اسلئے کہ ترجمہ صاف یہہ ہے
کہ یہودیوں نے عیسیٰ کو قتل کیا اور نہ صلیبی ہوئے مگر لیکن وہ بالضرور شاہ
بالمقبول و بالمصلوب ہو گیا تھا۔ ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ کلکتہ میں جب مولوی
کریم بخش صاحب مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ سے اس باب میں بحث ہوئی تھی اور
مولوی صاحب بھی چونکہ مولوی حامد رضا بریلوی کے ہم خیال ہیں بار بار شنبہ عیسیٰ
پر زور دیتے تھے تب عاجز نے عرض کی کہ مولوی صاحب شنبہ کی ضمیر کا مرجع کیا

کیا کوئی شبیہ عیسیٰ سابق میں مذکور ہے تو گہرا کر فرمانے لگے کہ نہیں بھی لفظ اہم
اسکا مفعول مالم یسّم فاعلہ ہے ناظرین غور فرماوین کہ اگر اس غدر کو ان بھی لیا
جائے تو پھلی قباحت سے بڑھ کر قباحت لازم آتی ہے اس لئے کہ پھلی صورت
میں ایک شخص شبیہ عیسیٰ قرار پاتا ہے اور اب اس صورت میں سارے یہود اور
حضر مجلس شبیہ عیسیٰ ٹھہر جاتے ہیں۔ ہماری مولوی صاحب قنطورہ نے بہاگ پرنسپل
کے نیچے جا گئے ہوئے۔

سراپعا اہم پوچھتے ہیں کہ جب ناکردہ گناہ شبیہ عیسیٰ سولی پر لٹکنے لگا تو کیا
عقل سلیم کی طرح باور کر سکتی ہے کہ ایک بے جرم شخص کو سزا دینے لگیں اور
چپکارے اور اس کے منہ سے اتنا بھی نہ نکلے کہ بھائی میں بے گناہ ہوں عیسیٰ
نہیں ہوں فلاں شخص ہوں میرا باپ فلاں شخص ہے میرا مکان فلاں محلہ
میں ہے۔ اور اس کے مان باپ اور رشتہ کے لوگ بھی کیا ہی سنگدل
نکلے کہ اپنے عزیز کو ناحق دیکھتے دیکھتے سولی دلوادی اور اُن تک نہ کیا اور
عدالت و پولیس میں یہودی مولویوں کے نام پر ناش نہیں کی چپکے ہو رہے
ہمارے سادہ لوح علماء یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ شبیہ حضرت مسیح کا خاص شاگرد
اور خاص حواری تھا کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں کو جمع
کیے کھا کہ کون ہے کہ میرے بدلہ سولی پر چڑھے اور کل کے روز میرے
ساتھ جنت میں میرا ہم نشین ہوں ایک حواری کہڑا ہوا اور کھا کہ
میں ہوں حضرت مسیح نے کہا کہ بیٹھ جا پہر مسیح نے اپنے سابق کلام کو
دہرایا ایک دوسرا حواری کہڑا ہوا اور کھا کہ میں ہوں۔ فرمایا بیٹھ جا
پہر تیسرے بار اپنے کلام کا اعادہ کیا اس وقت ایک حواری اٹھا اور
کھا کہ میں آپ کے بدلے سولی پر لٹگوں گا۔ حضرت مسیح نے فرمایا یا ہاں تو ہی

اس کام کو لایق ہر وہ شخص عیسیٰ بنی کی ٹکائی میں آگیا اور حضرت عیسیٰ ایک وزن کے راستہ سے آسمان پر
 چلے گئے انتہی کلام میں کہتا ہوں کہ عذر گناہ بدتر از گناہ حضرت مسیح ناصری کی شان سے بالکل بعید
 ہے کہ ایک بڑا گناہ جہد کو سولی پر لٹکا کر اس کا خون اپنی گردن پر لین۔ تو ریت شریف کا مشہور سلسلہ ہے
 کہ جو لکڑی پر لٹکودہ ملعون ہوا جس کو صلیب سے یا جائز وہ رحمت الہی سے دور اور شیطان سے نزدیک ہو جائے
 پس حضرت مسیح تو ریت کے عالم ہو کر کیونکر ایک مومن مرد کو سولی پر لٹکنے کی ترغیب دے سکتے ہیں۔ اور جان
 بوجہ لٹختی موت کو گوارا کر سکتے ہیں۔ آپ تو لٹختی موت کے گہرائمیں اور رات بھر ضابطہ میں اپنی اپنی
 لِمَا سَبَقَتْكَ إِلَىٰ وَعَا مَنَّا تَرَمِينَ جکا ترجمہ یہ ہے کہ اے میرے رب کیون تو نے مجھ کو چھوڑ دیا۔ تو
 کیونکر ہمارا ایمان اور کیونکر ہماری عقل سلیم تسلیم کر سکتی ہیں کہ وہی نبی اپنی حاملہی کو لٹختی موت کے
 اختیار کرنے پر خوش ہو گیا۔ کوئی صلیب پر مر کر شیطان کا رفیق بن کر جنت میں رفیق مسیح بھی بن سکتا
 ہے۔ ع این خیال سے محالست و جنوں۔ اگر ان روایات کو موضوع قرار نہ دین تو یہ اعتراض
 وارد ہو تا ہے کہ معاذ اللہ حضرت عیسیٰ بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان بچانے کے لئے ایک بندہ خدا کو
 دھوکا دیا۔ اور ناحق اس ملعون بنایا۔ اس ناپاک کے بنیاد اعتقاد پر نازاں ہو کر محض جنت فرما رہے ہیں
 کہ یہ ہم مسلمانوں کا عقیدہ قطعی یقینیہ ضروریات دین سے ہے کہ جکا منکر لقیقا کا فہرہ اور ان کی لٹختی
 یقینی صر و قولہ انا قلنا المسیح بن مریم سے آخر تک ہے جس میں نہ شبہ کا ذکر اور نہ
 صعود الی السماء کا بیان اور نہ نزول الی السماء کا پتہ اور نہ لفظ حیات کا اشارہ **قوله** اور بہادر
 قبل موت کے ضمیر حضرت مسیح کی طرف راجع کر کے یہ ترجمہ کیا ہے۔ اور ان میں ہل کتب کوئی لکریہ
 کہ ضروریات لانے والا ہے عیسیٰ پر اسکی موت پہلے اور قیامت کے دن عیسیٰ دن پر گواہی دے گا
 اقول و علیہ **ا توکل** مجھے اس ترجمہ میں کئی اعتراض وارد ہونے ہیں۔
اعتراض اول۔ آیہ کی تعلیم بننا دانستہ کہہ ہی ہو کہ مسیح کو نزول کو وقت تمام اہل کتاب

سابقین جنکو مر کر کئی ہزار برس گزر چکے ہونگے مسیح پر ایمان لانے کے لئے قرون سزا و پشیمین گئے
 وہو قطعاً محال ہے۔ حدیث آیات قرآنی اس عقیدہ کو مخالف ہیں ان میں سزا ایک آیت یہ
 ہے تم انکو یوم القیامت قبلہ عنوں اور نیز وہ آیات ہی اسکی خلاف پر ہیں جنہیں دو موت کے
 امتناع کا ذکر ہے۔ اور اگر بلا وجہ آیت کو مخصوص منہ البعض قرار دین تو اس صورت میں بھی یہ
 اعتراض دوم وارد ہوتا ہے اعتراض دوم تمام اہل کتاب یہود و نصاریٰ کا حضرت مسیح کے
 وقت میں ملنے واحدہ پر ہوجانا اور باہمی مذہبی جھگڑوں کا تصفیہ و رہائی بعض کا ارتقاء متغیہ ہے
 خدائی کی بھی کتاب اسکے خلاف پر خبر دیتی ہے فَاغْوِيَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى
 يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْقِيَامَةِ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ یہود و نصاریٰ
 کے درمیان عداوت و بغض کو قیامت کے دن تک ال دینا ہے۔ اعتراض سوم وجاعل
 الَّذِينَ اتَّبَعُوا فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ یعنی خدای تعالیٰ
 فرماتا ہے اے مسیح بن مریم میں تمہیں قیامت تک تیرے شکرین (یہود) پر فوقیت دوں گا۔
 خدائی تعالیٰ اس آیت میں اپنا ارادہ کا اظہار فرمایا ہے اور حتمی وعدہ دیکھا کہ یہود کفر کے
 حالت میں قیامت تک ذلیل و خوار و ماتحت رہیں گے۔ جب قیامت تکملہ کے کفر کا سلسلہ غیر
 منقطع ہو تو تمام اہل کتاب و امین و آخرین مسیح کے نزول کو نمانہ کے موجودین کیونکر سب کے سب
 مسیح کو مان سکتے ہیں۔ اعتراض چہارم مجیبے اپنی اس سالک کے متعدد مقام میں یہ لکھا ہے
 کہ حضرت مسیح علیہ السلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ نبی کے
 ہونے والی پرایمان لانا خدائی تعالیٰ کو کیونکر پسند فرمایا۔ اور امن الرسول بما انزل الیہ
 من ربہ والمؤمنون مکمل امن بباللہ وملائکته
 وکتبہ ورسلاً لا تفرق بین احد من انبیاءہ کی آیت میں کہیں یہ ذکر نہیں فرمایا کہ امتی پرایمان

لانا کافی ہو ایک جاؤ تو کیا سارا قرآن اس ذکر سے خالی ہو اگر اپنے قول اول سے رجوع کرے کیسے کہہ
 کہ نہیں وہ تو نبی ہیں تو اس وقت یہ اعتراض ہوگا۔ اعتراض پنجم۔ جب سارے دو ایمان مابین
 خاتم الانبیاء کے بعثت پر مسوخ ہو گئی اور ان الذین عند اللہ الاسلام اور من
 ینتفع غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وغیرہ آیات کثیرہ اس پر دلیل محکم ہیں تو
 صرف عیسیٰ بنی بر ایمان لانا یہود و نصاریٰ کو کیونکر مفید ہوگا۔ بعض سادہ لوح طلبہ کہتے ہیں
 کہ ایک نبی کا مان لینا ساری نبیوں کو مان لینے کے برابر ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ دعویٰ محض بے دلیل و
 تمہین دیکھو کہ یہود حضرت موسیٰ صاحب تورات کو نبی برحق مانتے ہیں اور حضرت عیسیٰ و محمد علیہم
 الصلوٰۃ والسلام کے انکاری ہیں کیا انکا ایمان عند اللہ مقبول ہو سکتا ہے اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ
 نبی برحق مانتے ہیں تو کیا یہ انکے کو مفید ثابت ہوگا۔ ہاں البتہ خاتم الانبیاء خاتم الکتاب پر ایمان
 و انکی تصدیق ساری انبیاء و سفین پر ایمان لانے کے برابر ہے۔ اعتراض ششم۔ مجھے اس آیت
 سے اشارۃً نزول مسیح بن مریم صلی علیہ وسلم کا ثبوت دیا تھا جو پھر اعتراضات بالا وارد ہوئے تھے قطع نظر
 آیات نجات جو صراحتاً وفات مسیح پر دلالت کرتے ہیں اس ترجمہ کے تحت مخالفین۔
 اور وہ یہ ہیں۔ وما حمل الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل اذان
 مات او قتل انقلب علی اعقابکم لایۃ یعنی محمد تو صرف ایک رسول ہیں انکے پہلے کے
 تمام رسول مگر گوہرین اگر یہ محمد مر جائیں یا قتل کر دو جائیں تو کیا تم اسلام کو چھوڑ دو گے۔ جب
 حضرت عیسیٰ رسولوں میں شامل ہیں اور قطعاً ہیں اور یہ آیت تمام ماقبل کے رسولوں کی کھٹختہ جزوی
 ہے تو اس پر رسول اللہ کے موت میں تردد کرنا خدا کی عظیم و خبر کی اطلاع دہی کی صریح تکذیب
 قد خلت یعنی قد مات محمد ہے جس پر افان غات او قتل کا جملہ قرینہ صارفہ ہے۔ (۲) وما
 جعلنا البشر من قبلک الا لیسۃ یعنی ای محمد صلی علیہ وسلم ہیں تمہارا

پہلے کسی بشر کو زندہ قائم نہیں رکھا سب مرتبے میں۔ جب جناب مسیح بشر میں اور مخاطب علیہ
 علیہ وسلم کو پہلے کے بشر میں تواب کی موت میں کیا شک ہے۔ یقیناً اس آیت کو حکم کے زیر اثر
 میں (۳) ما کان محمل ابا احد من رجا لکم ولکن رسول اللہ و خاتمہ
 النبیین۔ یہ آیت سلسلہ نبوت کو محمد رسول اللہ پر ختم کرتی چلا اور تمام رسالت تشریف
 کے انزال کو روکتی ہو پس جب مسیح رسول و نبی میں اور رسول و نبی رسالت رسول کیلئے
 لازم غیر منفک ہے تو کیونکر خاتم الانبیاء کے بعد اپنی نبوت کو لیکر نازل ہو سکتا ہے یہ آیت اور حدیث
 لابی بنی بعدی نزول مسیح بن مریم کو اشد مخالفت اور انکی وفات کو مجوز میں۔ خلاصہ کلام یہ کہ
 کہ مجبکہ ترجمان صحیح مان لین تو اعتراضات مذکور الصدر کے علاوہ قرن مجید کی ان متعدد آیات جو
 بالمرحہ وفات مسیح پر دلالت کرتی ہیں صریح اختلاف لازم آتا ہے پس جب تک مجبکہ ترجمہ کی اصلاح نہ
 تو کسی طرح اختلاف میں الایات مرتفع نہیں ہوتا اور اعتراضات بالا کتنی سوا و ٹہہ نہیں سکتی مولوی محمد
 بشیر ہوپالی الحق الصریح میں اسی ترجمہ پر زور دیا ہے اور حیات مسیح کیلئے اس آیت کو قطعاً لالائت ہٹا
 انہیں یہ خبر نہیں تھی کہ انکا ترجمہ ہی بڑے بڑے اعتراضات و نظائر کا مورد ہوا اور ان قبا حوں کا وقوع
 لیومن بعد میں لام تاکید اور نون نفیہ کو زمانہ مستقبل کیلئے مخصوص تسلیم کر نیکی بعد ہے۔
 ورنہ انکی نون نفیہ کی بحث کو تو حضرت امام الزمان اور مولوی محمد حسن صاحب نے بالکل خفیہ کر دیا
 ہے۔ یاد رہے کہ فقیر در قبل موت کو مرجع میں مفسرین کا بڑا اختلاف ہو کوئی توبہ کی ضمیمہ کو فقر کی
 طرف لونا تا ہوا اور کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف تا قبل موت کے
 ضمیمہ کو بعض مفسرین کتابی کی طرف لونا ہے میں اور بعض حضرت مسیح کی طرف اور اصول کا مشہور مسئلہ
 ہے کہ اذ جاء الاحتمال بطل الاستللال یعنی جب کسی آیت و حدیث میں کئی احتمال
 پیدا ہو جائیں تو باطل سے لال بطل ہو کسی طرح قطعیت اس سے حاصل نہیں سکتی۔ مجبکہ ہٹا ہٹا

اور حق پوشی کو دیکھو کہ اس قدر احتمالات کہ ہو تو ہر قطعی یقینی کا قائل ہو کر منکر نزول سچ کو کافر قرار دیتا ہے۔ رہنا لا یتخلف قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وھب لنا من الدنیا وحتی اذل انت الیھا اس قدر روشن دلائل پر اگر کوئی باطن کسی صحابی یا تابعی کی رائے پیش کرے تو اس پر ہم ابوالحق کا خطاب ہے یاد کرینگے۔ ہم چند ان ضرورت نہیں کہ ایسی قوی بینہ کے ہوتے یہ بھی کہیں کہ اصول کی کتابوں میں لکھا ہے کہ فہم صحابی جنت شری نہیں ہے۔

مفسرین کی رائے پر ایک سری سری نظر

بعض مفسرین نے یہ اور موتہ کی ضمیر کا مرجع حضرت سچ کو ٹھہرایا ہے۔ اور اس کے احسن سمجھا ہے۔ لیکن ابھی آپچے کہہ چکے ہیں کہ سچ اس ترجمہ اور سچ پر اعتراض اور دہموتہ میں اور بعضوں نے یہ کی ضمیر کا مرجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقرآن مجید کو ٹھہرایا ہے اور موتہ کی ضمیر کو کتابی کی طرف ٹوٹائی ہے۔ اور یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ اہل کتاب میں سے کوئی ایک ہی نہیں ہے کہ ایسا ہو کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانا ہو یا قرآن پر ایمان نہ لانا ہو۔ اس ترجمہ میں یہ نقص ہے کہ ہمارے رات دن کا مشاہدہ ہے کہ ہزاروں یہود و نصاریٰ ہر روز میں مگر کبھی نہیں سنا اور نہ دیکھا کہ مرض الموت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقرآن شریف پر ایمان لانا انہیں ضروری ہوا ہو۔ پس یہ ترجمہ مشاہدہ کو خلاف واقع ہے اس لئے غلط ہے۔ ورنہ کلام الہی کی پیشگوئی میں تروید پیدا ہوتا ہے جیسا انجام برآی اور بعض مفسرین یہ کی ضمیر حضرت سچ کی طرف ٹوٹاتی ہیں اور موتہ کی ضمیر کتابی کی طرف یہ ترجمہ مشاہدہ کو خلاف واقع ہونے کا سبب غلط ہے کہ ہزاروں یہودی مرتد ہیں اور مرتد وقت تک یہ سچ پر ایمان لاکر نہیں مرتا۔ اب سوال یہ پیدا ہوگا کہ جب تمام تراجم مختلف اعتراضات پیش ہونے کے سبب محمد وحن غلط ہے تو ہر امکان مع ترجمہ جیسے قسم کی حرف گیری ہونے پر کیا چاہئے۔ سو اس کا جواب یہ ہے

اس آیت میں بہ کی ضمیر قتل کی طرف راجح ہوا اور موت کی ضمیر کتابی کی طرف لوثی ہو یا با سوقت آیت میں
 کا ترجمہ ہوگا کہ اہل کتاب میں سے کوئی نہیں لدا پڑی مرنیکے پہلے مسیح کے قتل پر ایمان اور یقین نہ رکھتا ہو۔
 غور و دیکھو کہ یہ ترجمہ کس قدر ماضی اور کسما مشاہدہ کو موافق ہے یہودیوں کو یقین ہے کہ ہم نے مسیح کو قتل کیا
 تھا کہ قتل کیا اور معاذ اللہ اس ملعون کو کچھ ہڑا کیونکہ تورات میں لکھا ہے کہ جو کبھی پرستے ملعون ہے
 صلیب پر مرے اور اللہ مردود ہوتا ہے اور نصاریٰ کو بھی یقین ہے کہ مسیح سولی پر قتل ہوا مگر آپ اپنی جان
 دیکر ہم سبکی طرف سے کفارہ ہو گیا مگر انکا یقین صرف مرے تک ہے بعد میں کے امر حق منکشف ہوا جیسا
 کیونکہ تمام دیان کا اتفاقی مسئلہ ہے کہ ساری جگہ ساری اختلافات ہیں پرین بعد مرگ امر حق
 آئندہ کون سا سچ ہو جاتا ہے کیونکہ پیشہ باقی نہیں رہتا اور دیکھو ان الذین اختلغوا فیہ
 اور لفی شک منذ اور ما لہم من علم کی مفروضہ میں بھی قتل ہی طرف لوثی ہیں اور آیت کا
 آغاز ہی قتل ہی سے ہوتا ہے نہ یہ وہ صفائی بیان کیلئے رحم چاہتے ہیں کہ قبل کی پوری آیت لکھا اسکا ترجمہ
 کر دیں تاکہ بیان عبارت سے مفہوم کلی بوضاحت منکشف ہو جائے۔ وہی هذا و قولہم اذا قتلنا
 المسيح ابن مریہ رسول اللہ وما قتلوا وما صلبوا ولكن شبهہم وان
 الذین اختلغوا فیہ لفی شک منذ ما لہم بہ من علم الا اتباع الظن وما
 قتلوا یقینا بل رفعہ اللہ الیہ وكان اللہ عزیزا حکیمًا وان من اہل الکتاب
 الا لیومئذ یقبل موتہ ویوم القیامتہ یکون علیہم شہید یا رہے ۶۵ سورہ ترجمہ سورہ کے
 اس بات پر غور کرو کہ وہ کس میں کہ ہم نے مسیح مریم کو بیٹے رسول لکھ کر قتل کر ڈالا حالانکہ انہوں نے
 نہ اسکو قتل کیا اور صلیبی موت مارا لیکن بالبتہ انکی پاس مسیح کا مقتول کا مصلوب تھے ضرور ہوا یا یوں کہو
 کہ مسیح مشابہہ بالمقتول بالصلوب تھے ضرور ہوا اور جو لوگ مسیح کو قتل پر اختلاف کرتے ہیں تو وہ اس میں
 شک میں ہیں انکو پاس قتل کا یقین عام نہیں ہے مگر وہ گناہ کی پیروی کرتے ہیں اور با یقین یہودیوں

عسی کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ طبعی موت دیکر اس کو اپنی طرف ادھٹایا یعنی او کو تہ کو بلند فرمایا اور اسے
 غالب اور حکیم ہوا اور کوئی ہی اہل کتاب نہیں جو سچ کو قتل پر اپنی موت سے پہلے پہل پر ایمان نہ رکھتا ہو اور یقین نہ ہو
 یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی بناؤ جو کہ ہمیں ظاہر کر دیا کہ اہل کتاب نے مسیح کو قتل کیا اور میری موت سے پہلے
 گمراہ لوگ اسے دشمن النفس میں لکائی پہلی بات پر ایمان نہ کرے جو جیسے کہ مسیح مقول ہوا سچ مصلوب ہوا اور اُن کی
 یہ ضد صرف موت تک ہے مرنے پر معلوم ہو جائیگا۔ کہ اصل واقعہ کیا تھا۔

قوله مسئلہ نایہ اوس جناب غمت قیاب علی الصلوٰۃ والسلام کا قرب قیاس آسمان سے اور تریاویں
 دوبارہ تشریف فرما ہو کر اس عہد کو مطابق جو اللہ عزوجل نے تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے لیا
 دین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدد کرنا یہ مسئلہ ضروریات مذہب اہل سنت و جماعت سے ہے
 جس کا منکر گمراہ خاصرہ مذہب باجبر دلیل اسکی احادیث متواترہ واجماع اہل حق ہے۔ اقول وجہ
 خستین قرب قیاس میں آسمان سے اور تریاکیان سے ثابت کیا اگر آیتہ وان من اهل
 الکتاب الا لیون قبل موتہ سے کیا ہے تو مع آفرین بادین ہمت مردانہ تو۔ ابھی پہلے
 آجی ترجمہ کا خاکہ دٹایا ہے اور اسکے سارے تالیف کے کو اوپر میر کر کہہ دیا ہے۔ اور اگر ان حدیثوں سے
 ثابت کیا ہے جنہیں لفظ نزول آیا ہے تو ہماری مقدمہ ثانیہ بحث نزول کو بغور دیکھئے۔ اگر آپ میں
 انصاف و غیرت کا مادہ ہو گا تو بار دیگر نزولی حدیثوں پر پختہ نہ ماریں گے۔ حضرت مسیح نامی کا دوبارہ
 دنیا میں تشریف لانا محال عقول نقل ہے۔ خدا کی حکیم کتاب قوی معجزہ کو دوبارہ لوٹنے سے روکتا ہے
 و نیز فعلی صحیفہ جکا دوسرا نام قانون قدرت و صحیفہ فطری ہے اس کا تحت کذب ہے۔ ابھی ہم کہنا ہم
 اجماع مالہا و معا علیہا سے فارغ ہو کر آجی منزل تک پہنچا کر میں جب بخیاں
 خدا تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام سے دنیا میں دوبارہ اگر دین محمد کی نصرت کا اقرار کیا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ
 تیسرے سویرے گمراہ کو کوئی بنی اپنی اقرار کو پورا کر نیسکے لئے نہ قبر میں نکالا اور نہ آسمان سے اتر

کیا آپ ان بزرگواروں کو بخلاف ان کو مدد پہنچتے ہیں آپ کے نزدیک ایک حضرت عیسیٰ ہی صادق اور حقیق
 بننے کے نزول و حضرت سلام کا بلوغتین ہی اسی مجلس میں یہود و حیل اور ناباک عقیدہ سے
 توبہ کر مقرران الہی کو ساتھ تیری یہ بظنی تیری سو خاتمہ کی پہلی منزل ہی۔ ہم اس بحث کو زیادہ وضاحت
 سے آئندہ چل کر کریں گے۔ اسی نزولی حدیث اور رجوع موتی الی الدنیا کے بے اصل دکنم زور و سرین
 کے بل آپ بہت ہی چل رہے ہیں اور اس کے منکر کو گمراہ خاصہ مذہب مشاجر قرار دیر ہیں۔ ہمارے
 مقدمات ثلاثہ دیگر اثبات سابق کو عینک لگا کر دیکھو۔ اگر جایا کا مادہ کچھ باقی ہو آئندہ ایسی جہالت
 نہ کرو گے۔ ثالثاً یہ شبہ کہ قوی حدیثوں میں کون کون سی حدیث متواتر ہیں۔ کیا آپ ثابت کر سکتے
 ہیں کہ مسیح کے نزولی احادیث محدثین کو اصول کی رو تو اترا باللفظ ہیں۔ اگر بالعرض تو
 کے رتبہ کو پہنچ ہی جائیں تو آپ کو اس سے کیا فائدہ البتہ ہماری توبہ مفید ہے۔ مسئلے کے صعود و نزول جسم
 غصہ کی کتاب مشتمل ہے دو متغیر شہرہ تو آپ کے توحید ہی نام ہو اور ہماری پانچوں اور کھلیاں گاہیں
 رہا یہ فرماؤ کہ اجماع کا رتبہ کتاب مشتمل ہے پہلی پانچوں جب ہر دو واجب التقسیم مسیح کی موت کا
 فتویٰ دینا تو اجماع کا ذکر ان دونوں کے خلاف علم اصول کو عدم علم کا نتیجہ ہے اس بلخبر کو اتنا ہی نہیں
 معلوم کہ ہنگوئیوں کو اجماع سے کیا تعلق جنکا وقوع محض خدا کا اعلام پر موقوف ہے نہیں معلوم کہ انکا وقوع
 ظاہر الفاظ میں ہو یا استعارہ کو رنگ میں۔ حق بات تو یہ ہے کہ اس بیچارے کو ہنگوئیوں کے حالات معلوم
 جنہیں ہر کتاب صلیح میں جن جن ہنگوئیوں کو وقوع کا ذکر آیا ہے اگر اب ہی انہیں تدبیر سے کام لے تو مرحلہ
 باسان طے ہو سکتا ہے۔ اس سلسلہ عالیہ حقد و تعانیف ہی اس عقدہ کو حل میں مفید ثابت ہوئی
 ہیں۔ اگر کوئی حق کا طالب ہو۔ ہر گاہ کہ رسالت ماب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے روز حضرت
 ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فکر و آیتہ کریمہ صلی اللہ علیہ وسلم قد خلت من قبل اللہ فی السلاسل
 تمام صحابہ کرام علیہم السلام کی موت کا فرار کے ساتھ حضرت سید بن میر علم کی موت کی بھی تصدیق کر چکی

سے عدد شود سب خیر گردا خواہد - مخیر باد و وکان شدہ گشت است - معین کی خبر چین
صاف بتلا رہی ہیں کہ انیو لاسج اسی صفت ہوگا - دوسرے کی نظاری سرسبز سودہ - و نیز بہ
احادیش قرآن مجید کہ ان کثیر التعداد آیات کے بالکل یہ طاق و موافق ہیں جنہیں بصرحت و قات صبح
بن مرحم کا ثبوت پایا جاتا ہے اور جن کا ذکر باختصار کچھ پہلے ہی کیا جاوے گا کہ آئندہ ہی کرینگے
قولہ جواسی (دجال) کو مانینگے ان کے لیے بادل کو حکم دیا جائے گا کہ زمین کو حکم دیا جائے گی کہ
جملہ شے جو نہ مانینگے ان کی پاس سے چلا جائیگا اور نہ بر قسط ہو جائیگا تہہ دست رہ جائے گے
دراثر فریاد ہو کر کھینچے اپنے خزانہ نکال خزانہ نکال کر شہد کی کہنوی طرح اس کی چھوڑیں گی ہر ایک
جو ان کی چھوڑی ہو کر جمع ہو کر ملا کر تھوڑی دھوکڑی کریگا و نوں مکر و کوا یک نشانہ تیر کے فاصلے سے رہ کر
مقتول کو اواز دے گا وہ زندہ ہو کر آئے گا دجال لعین اس پر بہت خوش ہوگا ہنسے گا -

اقول تمام عقائد کی کتابوں میں لکھا ہے کہ خاصہ ذات باری میں کسی نبی و ولی دیوہری کو
شریک کرنا شرک حلی ہے ایسا شخص اگر اسلام سے خارج ہو جاتا ہے - مگر آج محیب حب کی تحریروں
معلوم ہوا کہ دجال لعین کو خدا کی خدائی میں پوری شرکت و پوری مداخلت اور سب سے
مجید بلوی امیر ایمان لانا ضروریات دین سے ہے - کیونکہ جو جب باعقاد محیب نے باجلان پالی کا
برسانہ ناطق کا وارڈ کرنا اس کی قیضہ میں جاوے گا اور سارے آسمان و زمین و عافیا کے نامے میں
یہ نغمہ پرست کو باطل علم اتنا نہیں سمجھتا کہ آدم سے خاتم تک جب کسی کامل انسان فرستادہ الہی
کو ان صفات خاصہ میں سے کچھ بھی حصہ نہ ملا کہ وہ نہ عقل میں نہ تکیا و نہ سکتی ہو کہ ایک کافر میں
الوہیت کے خاص میں حصہ پالی کا عقلی شکر ادا کرے کہ خدا اس کو کہیں دے کہ میں یہ صفات کہانہ بلاشبہ
پاؤں میں جیل بکرا جانے اعتقاد کی روداد دجال لعین ان تمام صفات میں متصف نہ تھا و نہ
خدا کی میں کیا نسبت تھی مگر یہ جبکہ وہ آپ سید و نبی کے علاوہ سب غیر حق و عبادت شرکاء میں
خطاب ہو گیا ایک طرف تو اس کی خدائی ثابت کر دے دوسری طرف اس میں مخلوق کر کے پکار و ندا

نئی عجیب کیا خدا اپنی خدائی گسیکھو دیکھنا ہے۔ اگر خدا کے خدائی کی تقسیم جائز ہو سکتی تو بلا اذیت
 اسکو کائنات میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہی ہے۔ اسی فعل کر اندھو یقیناً تم نے
 خدائی دوا لجمال الاکرام کی علامت کسر شان کو ساتھ اس مذہب و جال کو سر پر رو بیت والو بیت
 کاتاج مرصع رکھ کر محمد خاتم المرسلین حبیب بلعالمین کی سخت سحر سخت توہین کی۔ کیا تمہارا پاپا
 ہے کہ ان باتوں میں سے ایک ہی رسول اللہ میں تھی۔ اسی ایمان اولیٰ و اسی توحید پر تہمین نامہ ہے
 اولیٰ اسی شرک مخفیہ کے ترک پر آپ میں ملائت کرتے ہیں۔ یہ مولوی صاحب ہی توحید
 سچ کہوں گے یوں کی تقلید ہے۔ اگر گو کہ حدیثوں میں ایسا ہی آیا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جب راقی قرآن
 اور اکثر احادیث اس اسی اولیٰ عقائد کو مخالف و مذبذب ہیں تو ان دجالی حدیثوں میں
 ایسی تاویل کیوں نہیں کرتے جسکو سب سے سارے تعارضات و شبہ جائیں اور آپکا ایمان ثابت رہے
 ورنہ اس ناپاک عقیدہ کو ہوا ایمان یا مذہب طریح ایک دہلیں ٹھہری نہیں سکتا ہے۔ اجتماع مذہب میں محال ہے و او
 ہم سب ہی عرض کر رہے ہیں کہ بیشک یوں کی احادیث میں استعارہ بہت غالب ہے جتنا کہ گادوق ہونے تو
 انہیں علم علمی کو سب کرنا چاہئے اسکو کہ۔ الغیب عند اللہ لا یعلم الا اللہ پر ہم فصحاء اللہ
 با و دلا و انہیں کہ جو بیشک یوں بالفاق محدثین پوری ہو چکی ہیں اسلیک فائر نظر والو ایک
 نہایت سود مند ہو گا۔ اور اگر آپ ان دجالی احادیث میں تاویل صحیحہ کو جائز نہیں رکھو اور ان کے
 ظاہر کو غلط پراشی ہو جائے تو اب سونفوس قریبہ و خاتم الانبیاء کی تیس سالہ کارروائی اور
 آپکی سبقت بقا توحیدی تعلیم اور اسکی اشاعت میں ہزار ہا محدثوں کا اوٹنا شکی محنت تو انہرے
 اعلیٰ درجہ کو پہنچی ہوئی ہے وہ واجب التقدیم امور کو عزت کی نگاہداشت اس تاکی تفسی ہی کہ ان
 خلاف توحید محکم شرک جالی حدیثوں کو موضوعات کو جبر میں درج کر دیا جا اور بکار کر کہ دیا
 جائے کہ یہ غلط ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نہیں نکلی کسی جمل ساز
 شرک و بدعت کی یہ ساری کارروائی ہے۔ پر یہی ہم امکو ایک کلام اعمال خیر میں الامحال

یاد دلگران حدیثوں کی تاویل کی طرف توجہ دلائی، مگر نہایت ناگوار ہے کہ روایات اس نامہور گروہ
مخصوص پر مبنی اور بامام بخاری و مسلم و بخاری کی جمالت متناہیں کسی مکملہ چین کو دہنا لگا بجا موقع سے
یاد دے کہ ہماری مولوی صاحب ورائی کی ہم خیال حضرات کا دجال کو ساتھ یہی عقیدہ ہو کہ وہ
ایک شخص ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تک زندہ ہے اور تمام خدائی خواہش کے
اند میں مبنی ہو چاہتا ہے کہ دجال شمشیر سے جل ہی چکے ہو مگر وہ فریب و جھگڑا کے ساتھ
خاطمہ کرے کہ دجال اس گروہ کو جو چین میں بہت دھماکے سے موجود ہیں اور اسی مبنی کے
حاکم کرے حدیثوں میں ہی **دَجَالُونَ قُلُوبَهُمْ يَأْتِيهِمْ بِأَدْرِيَانِ نَصَارَى بِأَعْيُنِهِمْ**
شخصی دجال کیر میں اسلئے کہ اسی گروہ کو ناپاک سلسلہ ثلثیت و کفارہ کو ثبوت اور سیوسع مسیح کو امداد اور
ابن اللہ متعالیٰ میں ناخون تک در لگا باہر جسکو ابطال کیلئے قرآن شریف اپنی بر شوکت
الفاظ میں یوں قرآن پڑھ کر فرماتا ہے کہ آسمان پھٹ جائے اور زمین چر جائے اور پہاڑ پرنہ پرنہ
ہو کر اور جائیں اس بات اور اس عقائد کو کہ کسی کو خدا اور خدا کا بیٹا نہ لیا جائے اور کافر مبنی
لوگ جو چین میں مرم کو خدا کہتے ہیں یہ بخاری و مسلم وغیرہ مکتب صحاح میں بطلان معلوم ہوتا ہے
کہ مسیح موعود کا نزول سو قے ہو گا کہ دنیا کا اکثر حصہ صلیب پر ستاروں اور مسیحیوں کے
وجود میں سرخا اور باجور و باجور (جس میں ملار و سن انگریزین) اپنی پوری حکومت و تسلط
بانیہ خروج کر چکے ہوں اور انہیں حدیثوں کے بولوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح موعود کا نزول آسمان
ہو گا کہ جانی قتلہ خرمین شریفین کو سوا تمام رولز میں پریسل جائے اور اسکی حکومت کے اپنے کے
چھری ساری زمین مشرق سے لیکر مغرب تک (بائستائے سر و جرم) منحرف جائے بلکہ اعتقاد
شمال آسمان و زمین دیا میں قمر و حجاب نجوم غروب و امن چین میں اسکا پورا تسلط پایا جائے
پس جناب پادریان نصاریٰ کو دجال کیر نہ قرار دیا جائے تو سہر کر کہ یہاں یہاں شہادت مخالف
و شافعی کو بھی نجات نہیں دیا سکی مبنی اور ممکن نہیں کہ بدین اس صحیح توجہ کے کوئی راہ
بین الاحادیث المختلفة کے توافق کیے گئے اور کیا یہاں مسر

غیر العقل جائز ہو سکتا ہے کہ مسیح موعود کا نزول ایسی وقت میں ہو کہ دجال اکبر کا قتلہ اور
 مکی خدائی حکومت ساری زمین پر ایک دائرہ کی طرح محیط موعود اسی زمانہ و احیاء
 ایمان صلیب کی ہی زمین پر پوری سلطنت و پورا تسلط پائے گا۔ دو منہ خدا حکومت کا قیام
 ایک خاص مقام پر متبع العقل ہے۔ ہاں ایک صورت میں ممکن ہے کہ مسیح موعود کا نزول
 دنیا میں دوبارہ دو مختلف وقتوں میں تسلیم کیا جائے مگر یہ رائے تمام اہل اسلام اور تمام کتب پرست
 اور احادیث نبویہ کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ نزول مسیح موعود یکبار قرب قیامت کے لئے
 علامت کبریٰ ہے اور ایسا ہی خروج دجال اکبر و اشاعت مذہب صلیبی۔ قرب قیامت کے
 علامات کبریٰ میں احفظا فاندہ منقطع۔ ان روشن دلائل سے اگر کوئی
 دل کا اندھا ہو جائے اور دجال کے وجود کو نہ سمجھے اور اب تک اسکی زندگی پر ایمان رکھتا
 ہو تو ہم اسکو بھاری و مسلم کی سو برس والی حدیث (جس میں ذکر ہے کہ رسول اکرم صلی
 فرمائی ہیں کہ آج سے لیکر سو برس تک کوئی شخص میں پر زندہ نہیں رہے گا) کی رو سے
 دجال کی موت کی خبر دیتے ہیں۔ و نیز وہ آیات جن سے دفات مسیح بن مریم ثابت ہوتی
 ہیں مسیح دجال کی موت کیلئے بھی کافی ثبوت ہیں۔ و نیز جو دشمن باری کا عقلاً و
 نقلاً محال ہونا اس دجال کے وجود و خروج کو قطعاً متنبہ و محال نہیں رہتا ہے کیا خدا تعالیٰ
 کی غیرت ایک لمحہ کیلئے پسند کر سکتی ہے کہ کوئی انسان خدائی احکام خدائی سلطنت کو لیکر
 دنیا میں قدم رکھے مگر دیکھو اس خوب خدا کا ارشاد ایمانی کتاب میں یوں ہے لا
 یشرک فی حکمہ احد الا یعنی خدا تعالیٰ انہی حکم و قضا و قدر میں کسیکو
 سا جوشین نہ رہتا ہے۔

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ظاہر پرست اور فرائضی علوم
 سے جو خبر نولیاں ساری مخلوقات میں سے حاصل ہو مستور ہو مست میں شریک و سا ہے
 رہنے کیلئے صرف وہ شخص کو منتخب کیا ہے ایک مسیح بن مریم کو نیک بندوں میں دوسرے

سج و جال کو شریر بندوں میں اور اس ذلیل سے درپردہ انہوں نے نصاریٰ کا ہاتھ بٹایا ہے
اور تثلیث کے تجسس عقیدہ کو اسلامی مہجہ میں درج کر دیا اگر توحید باری عزوجل کے
استیصال کا ارادہ کیا ہے اور نصای کو موقع دیا ہے کہ وہ اپنی تثلیث کے کھجور
اور اسلامی تثلیث کو نظیر پیش کر سکیں۔ استغفر اللہ ربی من

کل ذنب و اتوب الیہ۔

قولہ وہ دمشق کو شرفی جانب منارہ سفید کو اس نزول فرمائیے دو کپڑے و سرفرازی
سے رنگ ہو کر بنے دو فرشتوں کے پردوں پر ہاتھ رکھی۔

اقول۔ مجیب کو اتناک خبر نہیں کہ قادیان و دمشق کو شرفی جانب ہی پر واقع ہوا ہے ویکو
نقشہ جغرافیہ مجیب نے یہ سمجھ لیا ہے کہ دمشق کا اندر یہ نزول ہو گا کاشل میں حدیث پر پیش
ایک نگاہ کی ہوئی الفاظ حدیث اسکے مدعا کو خلاف ہیں اور ہمارا ہمدردی خواہی درستی و
لباس شرع محمدی میں مردوں کے ممنوع میں تو عیسیٰ مسیح کو لباس کا استعمال میں بائگی
دلیل ہے کہ وہ دین محمدی پر نہیں آئیے بلکہ اپنی روش پر تشریف لائیں گے اور یہ آیت قرآنی
اسکی تائید کرتی ہے و ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔

یعنی ہر تمام رسولوں کو طاعت و قنڈی بنا کر سچا سچ راستی و قنڈی بکری بنائی شان ہو
بعید ہے جب اسکو ہوا اس بائگی شریعت ہو چکی ہے کہ نزول یعنی جلال و عظمت سے و استعمال
اس سے مراد قرابت الہی ہے تو ہر دشمن کو منارہ بر حضرت ابن مریم کا نزول آسمان کی ایک بنیاد
ہے اور ہمیں حدیثوں میں ثابت کر دے ہیں کہ مسیح موعود اکرامت محمدی میں پیدا ہو گا یہ سوا
پیدا ہونے والا مسیح موعود محمدی نقص و زہر ہے لباس کو کیونکر زمین کر سکے۔ سوا کا جواب ہے

کہ یہ تمام کشف و دریافتیں اور تعبیریں وہاں میں لکھی ہیں کہ جب کسی پروردگار میں خواب میں خود اسکی
تعبیر ہے کہ وہ ہمارا ہو گا۔ بجا اسکی ساری عالم پر ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے وہ
جادو میں نہیں لکھی ہوئی ہیں جس سے وہ قول اللہ عزوجل کی تعمیل ہو سکے کہ ہر ملک کی قوم

پوری ہوئی و جس طرح موجود کی خستہ زمین علی ایک آواز کی زرد چادر جس سے درود و سلام
 سرشار ہو کر ایک نچ کی چادر جس سے دنیا بیس کی بیماری ہمارا دور بہ دو بیماریاں انکی لازم
 پڑی ہوئی جن کا کثر گدوڑی چوڑی تر تین فشر تو گزردن پر تہہ رکھ کر تیرا زمین کی اشکال وار دھوئیں
 اول یہ کہ فشر توں کو تمام انسان کا دیکھنا خلاف نص قرآنی ہے جب فضل رسل کو مبارک عہد میں صحابہ
 کرام نے بایں چشم نہ کیا تھے کہ وقت میں کیونکر امید ہو سکتی ہے اور سہار کی آہی برون پر تہہ رکھ کر
 اور خلاف دستور اصل یہ ہے کہ جناح معنی بازو کو چکا بہ معنی ہوا کہ سچ ہو و دودھ کی سیرت
 انسان کو گدوڑیوں پر تہہ رکھو ہوئے بیعت ہو گا۔ اسکی تائید بخاری کی ایک روایت میں لنی ہے جو یہ
 سچا و مکتب کے رجلیں آیا ہے اس کو چھ کر بغیر توافقی میں حادث غیر ممکن ہے اور اس روایت
 پر ہی غور کرو ان الملحۃ لتضع اجسادہا لطلاب العلم کہ فشر طالب علم
 کیلئے انجی بازو کو بچھا رہی ہیں اور طالب علم کو سپر چلے اگر تھیں نظر نہیں آتا اور حقیقت
 نظر نہیں آتا کسی طالب علم کو چھو دیکھو۔

قولہ کسی کا فشر کو حال نہیں کہ انکی سانس کی خوش رہے اور مر سنا ہے اور انکا سانس ہلک پڑ چکا
 جانتا ہے انکی نگاہ کھینچی۔

قولہ بحسب یجد ریح نفسه کا ترجمہ انکی سانس کی خوشبو یا لگیا ہو کر یہ حقایق سے
 منصف لفاظ پرست کو اتنا نہ سوجھا کہ خوشبو ناک میں نہ پہنچتی ہے بلکہ ہی کر ڈالو تو کیا وہ علم العظام
 سم قائل ہو کہ نہ کہہ سکتی ہے اسکو تم خوشبو کہو یا معطر کہو جب کہ اسکو حواس موجود ہیں تو بد بوئی سے
 بزر درجہ بدرجہ امی ہر جگہ ظاہری الفاظ پر اٹھو والو متاری ظاہر سنی و ایک برگزین صحابی
 یا سانس کو کالزائے بھی زیادہ نہ ہر لہ قرار دیدیا۔ اسلئے کہ کالزائے ہر جب جڑ تیار کہ وہ کھاٹ
 کہاں کی صحابی سانس کا نہ ہر لہ تو ای لا نری کہ جانتا ہے اسکی نظر پر جو خیر ملی سانس کے ساتھ ساتھ
 اللهم انی اعوذ بک من اھانتہ الا نبیاء و الال و لیا اب او ہم سے اس حدیث کا
 مطلب نور رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں کہ سچ ہو و دھ کی علامت ایک یہ ہے کہ کان

ہے۔ خدا گواہ ہے کہ ہمیں بختم خود مسیح موعود و مہدی معبود کا پورا حلیہ حضرت قدس مام قادیانی
میں اکمل طور پر دیکھا

قولہ اشک زمانہ من اللہ عز وجل اسلام کے سوا سب مذہبوں کو فنا کرے گا۔

اقول اس سے اگر یہ مراد ہے کہ مسیح موعود تمام مذہبوں کو دلال قطعہ و فراقی حربہ سے فنا کر دے گا
اور تمام ادیان کو اپنی قوی دلال اور نشان سجادگی کے پاؤں کے نیچے چل ڈالے گا تو ہم بھی اس بات کے
خالق ہیں اور بالیدہ استیکہ رہیں کہ اس آسمانی مرد نے تمام اقوام کے دلائی بٹیا کر چھین کر کوئین پٹنگا
ہے اور درحقیقت اصلی ہاکت ہی ہو جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لیھلک من ہلک عن بینۃ و حلی من حی عن
بینۃ اور اگر اس سے مراد ہو کہ مسیح کے زمانہ میں سوا اسلام کے کوئی ایک مذہب بھی دنیا میں باقی نہیں رہے گا
مسلم اسلام قبول کر لیں گے یا قتل کر دو جائیگے جیسا کہ مجیب کا عقیدہ ہے اور اسی رسالہ میں کمی جگہ اسکا تذکرہ
کیا ہے تو یہ صریح و فاش غلطی ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے والقینا بینھم العداۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ
فاغنیانا بینھم العداۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ یعنی ہمیں پورے نصاریٰ کے درمیان قیامت
تک بغض و عداوت ڈال دوں گے۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لاقتل طائفۃ من امتی
یقابلون علی الحق ظاہرین الی یوم القیامۃ ردۃ الشیخان یعنی میری امت کے ایک چھوٹے
قیامت کے دن تک حق پر قتال و جدال کرتی رہے گی اور دلال کی رو سے امر حق کی تاکید کرتی رہے گی اور حق
اور حق کی پیروی کے سبب ہر میدان میں فتح یاب رہے گی اور صحیح روایت میں آیا ہے کہ قیامت کا قیام شہر
السنلون پر ہوگا پس یہ آیت وحدیث اسلام کے بالمقابل ہو دو نصایح و انشراح کے وجود کو قیامت تک
قائم رکھنے کا جب انکا وجود نہ ہو تو باہمی بغض و عداوت کس طرح اور کس سے قائم رہ سکتی ہے۔ فقہ
قولہ دنیا میں چالیس برس تک وفات پائیں گے۔

اقول مسیح موعود نے اللہ تعالیٰ سے الہام پا کر یہ نتائج کر دیے کہ ماموریت بعثت کرنا نہ سوچا پس سال تک
دنیا میں رہ کر انہی طبی موت سے مرزا گا۔

قولہ اہل عرب دس زمانہ میں سب سے بیت المقدس میں ہوں گے۔

اقول اسکی کیا وجہ ہے کہ حرمین شریفین کو چھوڑ کر عرب جیسے غیور قوم بیت المقدس کو اختیار کرے صحیح حدیث
آیا ہے کہ دجالی فتنہ سے کوئی شہر کوئی قصبہ محفوظ نہیں رہے گا مگر حرمین شریفین یعنی مہاجر کو کوئی خدا نے نکلے
و حال کب جس سے مراد دارالمنار نصاریٰ ہی اسکی فکر و فریب و دجل و بکار کیا اسکا صاف معنی ہی ہے کہ ہر دور
حرم کبھی اہل حرم سے غالی نہ ہونے اور وہ دجالی فتنہ سے مامول رہیں گے۔ پس ان دور و ایام میں

جمع کی صورت بتلاؤ اور ظاہر ہو کہ اجتماع یقین محال ہے اس لئے ہمارے نزدیک پہلی بیٹا لفظ سے قابل نہیں ہے اس لئے کہ صحیحین وغیرہ صحاح ستہ و اربعہ کے مخالف پڑی ہے۔

قولہ فائزہ فائزہ رواہ ابن ماجہ میں ان کے اسے قتل کرونگا۔

اقول جب حضرت مسیح قلماً تو فتیٰ اور بشراً رسول یا نبی من بعدی اسے اصراف فرما کر انہی موت کی خبر دی چکے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں انہیں زمرہ مولیٰ میں دیکھا ہوا تھا ہے کہ مردہ دوبارہ دنیا میں آئیں سکتا جیسے حدیث دلائل فرقانہ و حدیثہ و عقلیہ بوضاحت تمام دلائل کرتے ہیں تو قطعاً یہ حدیث ناویل طلب ہے۔ ہمارے نزدیک عمدہ ناویل وہی ہے جسکو حضرت مسیح نامہری نے ایلیا بنی متونی کے نزول کے بارہ میں کی ہے کہ وہ آسمان سے ایلیا آیا الیہ الیہ یوحنا ہے جو زکریا کو گمراہ کیا ہوا یعنی جب جو عیسیٰ دنیائے طرف محال ہے تو جو اسکی خود بود و قدم بر آتا ہے تو کہتے ہیں کہ گویا وہی آگیا ہے جس جب مسیح بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم کتابت سنت و اجماع صحابہ وغیرہ دلائل سے پامیہ نبوت کو پہنچ چکا ہے تو اب مسیح نامہری کا دنیا میں آنا بروزی نہ کہ میں ہوا و ردہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اور بروز کا سبب ایسا صاف ہو گیا ہے کہ اگر ہم جاہلین تو قرآن کریم کی صمد آیات بتلا کر اندر ہو کر سوچا کریں۔ کیا کریں یہ رسالہ مخفی اسکا نقل ہو نہیں سکتا اور نہ ہر اسکا محل ذکر ہے کہ مجیب اللفظ نزول ہو گیا ہے جس سے پوری امتیں سہمٹا ہوا اسی کا ذکر کر کے اپنی خیال کو گھونٹنے لگے ہو گئے ہیں لیکن جب ہمارے مقدس زمانہ کو دیکھنے کا تواریخ شرم کے سینہ پیمہ ہو جائیگا

قولہ ثم نبزل عیسیٰ بن مریم مصداقاً بجمہد علی ملتقا ساما مہدی با وحکمما عدداً۔

اقول بحسب مسیح علیہ السلام کو آسمان سے اترنے اور اذکوارام مہدی کو تاج و مقدر بنائیں کی فکر ہے میں ہے کہ یکا یک سبب بات منہ سے نکل پڑی اور اس روایت کو نقل کرتے ہیں اور نہ ہر صفحہ ۲۸ میں عیسیٰ کو ہی امام مہدی قرار دیا ہے ہم بھی آپکی تائید میں ابن ماجہ و حاکم کی روایت نقل کر دیتی ہیں کہ لاھند الا عیسیٰ ابن مریم یعنی مسیح موعود جسکا لقب ابن مریم ہے اسکو سو کوئی مہدی نہیں ہے یعنی ایک ہی شخص دونوں شان کا جامع ہوگا اور تاریخ الخلفاء میں بھی امام سیوطی نے بھی اس روایت کو نقل کی ہے اس روایت کی صحت میں یہی ہے کہ محدثین اس کے روافد کی جرح و تعویل میں سکتا اور امام ابن کثیر محدث وقت ایک توفیق و تعویل میں لب کشا ہیں اور نہ یہ دعویٰ کے مدعی میں مسیح مہدی کے دو نوعیت بلکہ دو کاست موجود ہیں اور نہ خدا نے عالم الغیب سے دو نوعی کی تعین میں صمد آیات نشانہات سہادتی و افاضی ظاہر فرمائی جو بالاشیاع تریاق القلوب غیرہ کتب میں متعدد ہیں

اور مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو جو علامات مہدی موعود مسیح موعود کیلئے پیش کیں گئی تھیں ان سے
 وہ سب کی بعد دیگرے پوری ہوئیں اور پوری ہونے کے لاکھوں انسان شاہد ہیں۔ اور جبکہ انکار کیسے کر
 لیکن نہیں پس جس دعویٰ کی ایسی دو شاہد ہوں ایک تو خدا ہی ذوالجلال والا اگر اہم عالم الزینب الشہادۃ
 دو شہر اہدق الصادقین علیہ السلامین صلی اللہ علیہ وسلم اور ان دو کی تائیدی شہادت میں لاکھوں مخلوق
 کی چشم دید واقعہ الگ شہادت ہو تو اب اس حدیث میں کلام کرنا فی الحقیقت ان دو جلیل نشان
 شاہدوں کی شہادت ہی انکار ہے جو صریح بے ایمانی و کفری ہے۔ اور اسیر قمریہ قومیہ ہر ایک ہے
 کہ حکم عدل مقسط جس طرح عیسیٰ موعود کے علامات حدیثوں میں پائے جاتے ہیں بعینہ وہی
 صفات جمیلہ مہدی موعود کیلئے بھی مذکور ہیں اور فور طلب امر یہی ہے کہ ایک ہی وقت میں دو خلیفہ
 کی بعثت اس طریق پر کہ ایک دوسرے کا تابع ہو منت الہی کے صریح خلاف ہے۔ جب ایک کو تابع اور دوسرے کو
 مینوع قرار دینا ہے تو یہ دونوں کو خلیفہ اللہ علی الارض کے باعزت خطاب سے کیوں سرفراز کیا گیا۔ ہاں جب
 ایک ہی شخص کو دونوں صفات کا جامع تسلیم کریں تصدیق احادیث مذکور بالا و نشانات سماوی اور مخبر صادق
 علیہ الخیرۃ کی پاک پیشگوئیوں کے وقوع سے بدانتہائی جاتی ہے تو کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ اہل
 کو آئینہ کو ہمارے اس بیان سے کہیں اختلاف نہ ہو گا کہ مہدویت یا مسیحیت کے دعویٰ تو بہت گندہ ہیں مگر کج
 نام کسی ایک سے ہیں ان دو نشانوں کا دعویٰ نہیں کیا چونکہ وہ لوگ عند اللہ موعود نہ تھے اسلئے ان
 دو جلیل القدر نشانوں کے دعویٰ دار نہ ہونے قطع نظر ان کے صرف ایک دعویٰ پر ہی کوئی نشان سما
 اور اس قدر کثرت سے وقوع پیشگوئی ان کے صدقے کیلئے وقوع میں نہیں آئی۔ آج دیکھو محبت نہایت
 و بعد ویک کے دعویٰ کی صداقت برآسمان و زمین دونوں شہادت دیکھ رہی ہیں۔ رمضان میں کسوف خفوف
 کی پیشگوئی کے وقوع کو دیکھو کہ کس صفائی سے دعویٰ مہدویت کے صدقے سے اسلئے بحیرہ میں ہندوستان
 و پنجاب میں اور اسلئے بحیرہ میں امریکہ میں ولس جوئی اور حدیث و لیکر کن انقلاب فلاحی علیہا
 کے وقوع پر غور کرو طاعون کا بوسہ شلج کار وکے جانا مدار ستار کیا ٹکنا اور ذوالنسیں ستار
 کا طلوع اور مہدی صاحب القلم ہونا کیا یہ علامات مہدی میں داخل نہ تھے اور کیا اب سے
 زور و ہرج و مرج بیان پوری نہیں ہوئیں انصاف کی آنکھ ہوتو دیکھو یہ آسمان بار و نفا
 الوقت می گوید زمین بے این دو شاہد اپنے تصدیق میں استادہ اند
 قول عیسیٰ بن مریم و یحییٰ کی شرفی جانب منارہ سفید کے پاس نزول فرما دیں گے۔
 قول کہ جو ہی تسلیم کرے کہ ایسا ہی ہونا تھا اور وقوع بھی ایسا ہی ہوا نقشہ جبرافہ لیکر دیکھو

کہ قادیان جو ہند و پنجاب میں داخل ہو مشرق کو شرفی جانب پڑتا ہے یا نہیں۔
 قولہ عنقریب میری امت سے دو مرد عیسیٰ بن مریم کا زمانہ پائے گئے۔ اقول ظاہر امت سے مراد امت
 موجودہ زمانہ رسالت آئیے علیہ فضل الصلوٰۃ والتحیہ و زینت حضرت سے تو لاکھوں مرد زمانہ کلمۃ اللہ
 علیہ صلوات اللہ علیہ پائے گئے اور قتال عین دجال میں حاضر ہوئے اس تقریر پر وہ دو نومرد سیدنا الیاس
 و سیدنا خضر علیہما الصلوٰۃ والسلام ہیں کہ اتنا تک زندہ ہیں اور اس وقت تک زندہ رہیں گے یہی کلامہ
 اقول ایک ہی حضرت ابن مریم کی زندگی کے اقل پر یہہ مار دیا ہے جس سے ہزاروں مخلوق
 الہی نے توبہ کی ہے۔ یہاں پہنچنا حق اور دو کے حیات جہاں کی چہرہ کر دی۔ ایسا ہی پردہ در کی کو
 کرواری ہیں۔ قرآن کہو لو او عینک لگا کر دیکھو سیدت ان دو حضرت کی جہاں کی زندگی پر کیا فتویٰ
 دیتی ہے۔ وما جعلنا البشر من قبلك الخلد یعنی ہم نے تیری پہلے کسی بشر کو زندہ نہیں رکھا
 کسی پہلے کیلئے خلود نہیں ہے سب مر جائیں گے جب بالاتفاق فریقین حضرت خضر والیاس علیہما السلام
 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کو بشر ہیں تو عدم خلود موت میں بھی اتفاق چاہیے ورنہ
 کی صورت میں قدرتی فیصلہ سے ایفنا انحراف کا الزام آئے گا حال ہوگا اور جب بخاری و مسلم
 کے متفق علیہ سوبرس والی حدیث بھی اس حیت کریمہ کے پھر کا ہے تو فرمان نبوی سے اعراض
 ایک دو سر حرم و الزام ہے۔ سرگاہ کہ اخبار الہی و وعدہ انہی و لکم فی الاذان مستقر
 و متاع الجن کی رو سے ہم دیکھتے ہیں کہ تمام مخلوق الہی جہن انبیاء گرام کا گروہ بھی داخل ہے سب
 سب باتغیر احوال اسی زمین پر ہو رہے ہیں اور موت کے وقت تک اسی دنیوی غذا سے متنع ہوتے
 رہے تو اب بتلاؤ کہ یہ دو بزرگوار کس اقلیم میں تشریف فرما ہیں اگر پردہ زمین میں ان کے وجود کا کائنات
 نہیں ہے تو یہ آیات و حدیث مذکورہ صدر کی رو سے انہیں اموات میں کیوں اعتقاد نہیں کرتے اور
 کیا انہیں کئے اعتقاد سے درموش و حواس میں استقامت و تقاضا دیت پر بھی تخفنا دو چار نہیں
 سے کم نہیں ہے کوئی تغیر و انقلاب وار نہیں ہوا حالانکہ اخبار الہی و من تصورہ فنگسری الخلق فلا
 لعقول ان کے انقلاب حالات ظاہری و باطنی کا تحت متقاضی ہے اگر انکی باتوں کو مان لیں۔
 یا اس محدث کے قول کو جو چہرے پر زور سے خجہ مارا ہے تو اس واجب الاذعان فرمان کو کیا
 کریں۔ خدا سے ڈر کر جواب دوسرے نبیوں کے صراط پر و تمام راست پائے و ان کو سرتاج محمد عربی
 صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہم اجمعین نے دو حکم الہی کی رو سے اسی زمین پر پروردگار باطنی خیر علی اوچین
 و حوالی دہرا پاؤں غیرہ کے تغیر سے متاثر ہوتے رہے تو وہ کون سے جہاں سے ہر جگہ ہو چکی ظاہر

خدا کی تعالیٰ اپنے وعدہ اور خبروں میں متخلف کو جائز رکھے ای مجیب خدا سے ڈراور قرآن پھر
صحیح حدیث متفق علیہ کے بالمقابل آئین شاہین کو اس منہ سے من نکال۔ ورنہ یا کہ عوام
کی استرقاق اور احکام الہی کے انحراف میں ضرور بکڑا جائیگا۔ من انجہ شرط باغت بالتوہمی کو ہم
تو خواہ از مخم بند گیر خواہ ملال۔ مجیب کے کمال میں سے ایک یہ بھی ہو کہ وہ تمام انبیاء و سابقین کو اپنی
قرار دیکر تمام کلیات و جزئیات میں خاتم الانبیاء کا محض تابع اعتقاد کرتا ہو۔ اور اتنا ہمیں سمجھتا کہ
وہ حضرات موات وغیرہ مکلف ہو کر اور فرمان الہی و ما ادرسلنا من رسول الا لیطاع
باذن اللہ کی رو سے مستوع و مقدر کی کہلا کر اور قرون کی نکل کر خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی سر دی ہمارا برابر کیونکر کر سکتے ہیں۔ ہم اس بحث کو آئندہ چکر دراز زیادہ وضاحت بیان
کرینگے حضرت مجیب کو اپنے پاپ کے لیے سرو پایا بت پر کہ وہ دوامتی خضر والیاس ہیں (بڑا ناتواں
اسلئے انکا لقب محقق رکھا ہو یہاں انکی تحقیق کی قطعی کھل چکی ہو۔ دیکھنا اب کیا لقب انکے لئے
تجویز ہوتی ہو۔

قولہ خوشی و شادمانی پر اس عیش کیلئے جو بعد نزول عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو گا آسمان کو
اذن ہو گا کہ برستے اور زمین کو حکم ہو گا کہ اوگے بیاتنگ کہ اگر تو اپنا دانہ پتھر کی جہان پر ڈال دے
تو وہ ہی جم اوسے گا اور بیاتنگ کہ آدمی شیر پر گزریگا اور وہ اوسے نقصان نہ پہونچائیگا اور سانپ
بادن رکھدیگا اور وہ اوسے مفرت نہیگا۔ نہ آپسین مال کا لالچ رہیگا نہ حسد نہ کینہ۔

اقول یہ پیشگوئی مسیح موعود کا زمانہ کی خبر دیتی ہو محمد اللہ آج کے سامنے پوری ہو چکے ہیں اس حدیث
اشارہ ہو کہ مسیح موعود کا زمانہ نہایت سائیش و امن کا ہو گا کوئی شریر ظالم طمع کسی پر ظلم کرنے نہ پائے
باک مہل ایک گناہ جاتی زمین کے یعنی مودعی انسان آئندہ ہی سے روکا جائیگا۔ دیکھو کہ یہ سلطنت غلام
جسین مسیح موعود نے نزول فرمایا ہو گئے آرام و چین کا زمانہ ہو یا اور اگر اس حدیث کو اپنی خاطر معنی پر
تو نہت اللہ کو بالکل خلاف ہونیکے سبب مرد و دہریر کی خدا تعالیٰ اپنی قائم قانونی کو کسی خاطر
ہمیشہ کیلئے بدل نہیں سکتا کا تبدیل لسنندنا لہ وحقائق الانبیاء نہت کے سب سے واقعہ کو شریک
کو مسیح موعود کا زمانہ سو قیامت کے وقور تک جوا یک مہند زمانہ ہو منتشر ہو گا نہ نہیں کر سکتا جہان آ
نا خاتم فاضل خاص و معلوم کے مبارک دنوں میں شیر مکیوں اور انسانوں کو کہاتے رہی اور سانپوں
کا زہر برابر کرنا سختی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و لخت جگر حضرت حسن و خضر اول سلام
علیہما پر نہ پنا کام کر کے تاہیرت اشیاء و دلعت الہی کو نابت کر دیا ہو اور کبھی سخت پتھر کی پٹا

بلا آب و گل دایہ نہیں اور کا تو مسیح موعود جو زعم مجسب حضرت عیسیٰ بنی مین اور آخر زمانہ مین امتی ہو کر
 آسمان سے اترینگے کیونکہ انکے زمانہ مین انسی بدیہی واقعات کے خلاف امید ہو سکتے ہے اور جب تک خواب
 مسیح ابن مریم دنیا مین رہی تو کبھی ایک سال بلکہ ایک ماہ تک ہی ایسے نمونہ نمونہ دار نہیں ہوئی اور یہ قرطبی آیتہ
 ہی اس دعویٰ کو مخالف ہے مثلاً مثل صفوان علیہ تراک فاصاہ وابل فتو کہ صلد الالایہ
 خلاصہ آیتہ یہ ہے کہ جس سخت تہر برمی ہنو تو کسی درخت کے اوگنے اور دوس سی بار و رہو نی امید ایک
 خیالی فعل اور غیث کا رہیم نوا پی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ من اللہ الودود کے مدح مین ایسا اظہار
 نہیں کرنا چاہئے کہ جیسے قرانی وحدیثی دست لید و سنت انبیاء کے حلو کی زد پڑی۔ و نیز حرص و حسد
 و کینہ کا انبصال یہوں کے سینہ میں حال عقل و نقل ہی ہم پہ ثابت کر آئی ہیں کہ مسیح موعود کے زمانہ مین
 یہی ہو و نہضاری مین بغض و عداوت رنگی اور قیامت کا قیام شر بر انسانوں پر ہوگا تو ہر ان
 لوگوں کے وجود کو ساتھ کینہ و عداوت و حسد کا ارتقاء قطعاً محال ہے کیونکہ انسان انہی فعلوں کو ارتقا
 کے سبب شریر کہلاتا ہے۔ ہاں حضرت مسیح موعود کے خاص مریدوں مین بہت ناپاک فعلی امراض کو جبکہ
 نہ ٹپکی بچھا لے ہم ہم خود دیکھ رہے ہیں کہ جیسے محبت و اخوت و سچی ہمدردی اس سلسلہ عالیہ احمدیہ
 مین ہی بخداد و سر کی اقوام و دیگر سلاسل مین شاد و نادر کیا جاتی ہیں۔

قولہ ان مین کامرد ای یا جوح ماجوح) نہیں مرنے تک خاص اپنی نطفے سے نزار ٹھہرنے دیکھ لے۔

اقول۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ یہ دعویٰ کس قدر دروازہ عقل و کس قدر مشاہدہ کو خلافت اور
 کھانسی کن کو فرمان کو عکس ہے جتنے تسلیم کیا کہ ایک مرد و ایک عورت کو بارہویں سال سوا و لا مشروع ہو
 اور ہر ایک سال مین ایک لپٹن ہو سکا ایک لڑکی کو چار چار بچے نکلنے لگے تو سو برس مین تین سو باون بچے ہو سکتے
 اگر ہمہ جہت مین چار چار جننے لگیں تو سات سو باون ہو رہے ہر سی ستر کی تعداد پوری نہیں ہوئی
 اور اگر ہر ایک مرد کی دس دس عورتیں ہوں اور لگتا تار ہر سال ایک ایک بچہ جننے لگیں تو بھی
 تعداد مذکور کی تکلیف مین کچھ کسراقی رہ جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے و منکم من یتوفی و منکم من
 یرد الی اذ ذل العمر لکن لا یعلم بعد علم متنا و من ھو ھو تنکس فی الخلق اھل یعقلون
 ان دو آیتوں کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ بعض انسان اڑ پڑے انکے پہلے ہی مر جاتے ہیں اور بعض لوگ
 اول عمر کو پہنچ کر بالکل سچان دیے سمجھ اور بچہ بن جاتے ہیں کیا یا جوح ماجوح کے چار لاکھ گروہ
 (جو عجیب کے عبارت بالا مین موجود ہیں) مین سے ایک مرد پر ہی و منکم من یتوفی کا اثر پڑے گا
 اور وہ ضرور نہر شخص اپنی نطفے سے دیکھ رہے ہیں مر گیا حسب قانون الہی ازل عمر تو ضرور ایک اور

بعضیوں نے تو یہ بھی فرمایا کہ اگر نزع مجاہدین و شہداء کے مشہور الی مادہ اور ان کے رحلت ہونے کے بعد
 فرق نہ ہو گا تب ہی تو یہ از شخص سنگاپور مان ٹھہرے اسی ظاہر سے کہ حقائق الہیہ و مظاہر
 قرآنیہ سے نصیب علماء خدامتاری حال پر رحم کرتے ہیں نے ایسی ایسی یہودہ بے سرو پا بتائی کہ
 اسلام کو بدنام کیا اور غیر اقوام کو اچھا خاصہ لالہ اعتراض کرینکا موقع دیا ہے۔ الما کو خدا قرار
 قولہ کہ تو نہ ملایا ہو وہ امت حبیبی ابتدا میں میں ہوں اور انتہا میں عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن مریم
 اقول مولوی حامد رضا صاحب جس عمارت کو برسوں کی جان فشانی و عرق ریزی سے قائم کی
 تھی اور عیسیٰ و مہدی کو دشمن بن کر مفسد قرار دیا تھا آج اپنے ہاتھوں سے ٹکڑی کر دی۔ اور صاحب
 الغطن بن اقرار کر دیا کہ مسیح کا زمانہ آخری اور مہدی کا دوسری جہاں کی جہاں لازمی تہیہ نہ نکلا کہ یہ دو کیسے
 ایک زمانہ میں جمع ہوں گے۔ شاید مولوی صاحب یہ فرمادیں کہ اگرچہ مہدی مسیح موعود کو زور و زلف
 مہدی کو نہ ملے گا لیکن خدا تعالیٰ انکو زندہ کر کے حضرت مسیح کا یہ سالار بنائے گا۔ ہم اس پر کہتے ہیں کہ مہدی کی عمر
 جس مہدی کو مدفن کا نام و نشان بتلا دین تاکہ ہم بھی اسی کی زیارت میں شریک ہوں اسی اصل آپ نے
 بیان اقرار صاف کر لیا ہے کہ دونوں کا اجتماع غیر ممکن ہے۔ اور یہی مدعا تھا۔
 قولہ منہ الذی یصلیٰ عیسیٰ بن مریم خلفہ میرزا اہل بیت میں وہ شخص ہے جسکے چچ عیسیٰ
 ابن مریم و یازمین تھے۔

قولہ عیسیٰ بن مریم مسیح بن داود کا زمانہ میں مسیح ہوئے اور ایک زمانہ میں مہدی
 ہوئے۔ صاحب ہی انہی دو میں کوئی فرق نہیں۔ بلکہ پہلی بیان دونوں کے جمع نہ دیا اور اس
 حدیث کے ساتھ کہ مسیح موعود کے زمانے میں عیسیٰ بنی اللہ نماز میں گئے۔ لیکن سیر نزدیک
 اس حدیث کا صحیح ہے کہ مسیح موعود جسکے پیچھے نماز میں وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 اہل بیت گن جائیگا اور نبی کے ظاہر ترجمہ سے ہی معلوم ہوتا ہے مگر باطن اسکی کچھ اور غرض یہ کیا ہے
 خوش نصیب وہ انسان کہ جبکہ امام وقت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے انیہ امام
 مسیح وقتہ جمعہ بنا کر رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں شمولیت کا شرف بخشا تو ہم جانتے ہو
 کہ وہ کون صاحب ہی قسمت ہیں وہ جناب مولوی عبدالکریم صاحب خوش الحان عارف و آقا
 اور امام عیدین حضرت حکیم الامتہ مولوی حافظ حاجی نور الدین صاحب بن جسکے علم و کمال و فہم وانی
 کا ایک عالم قائل ہے اس حدیث میں صاف اشارہ ہے کہ مسیح موعود کا نزول در حقیقت برہنہ و دوزی
 رنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی نزول ہے۔ اسی لئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سج موعود و نام نہ کر کوئی نہ بیستین شمار کیا جاوے سج موعود کو اپنی نفس نہیں کا قائم مقام ہوا ہے
 تو نہ حضرت عائشہ صدیقہ اعظمہ رضی اللہ عنہا کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت دیجو کہ میں حضور کے پہلو میں دفن کی
 جاؤں نہ فرمایا اسکی اجازت میں کیونکر دون و بان تو صرف میری قبر کی جگہ ہے اور ابو بکر و عمر دیکھتے
 نہ ہو کر کہیں حکم الصلوٰۃ والسلام۔

اور اس میں روایت صحیح بخاری وغیرہ صحاح کی روایات متعارض ہیں انہیں لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے
 فرمایا کہ میں اپنے عہد کے اماموں میں سے ہوں اور میں نے اپنے عہد کے اماموں میں سے ہوں اور میں نے اپنے عہد کے اماموں میں سے ہوں
 میں نے اپنے عہد کے اماموں میں سے ہوں اور میں نے اپنے عہد کے اماموں میں سے ہوں اور میں نے اپنے عہد کے اماموں میں سے ہوں
 جب آپ درخواست کرتے ہیں کہ میں اپنی پرکھ لکھ کر تی ہوں اور ترجیح دیتی ہوں اگر یہ روایت اور یہ بات صحیح
 ہوتی تو نہ حضرت عمر کو اجازت دینا اسکی حاجت پڑتی بلکہ یاد دہی بس تھی اور نہ ام المومنین کی یہ شان
 ہے کہ صاف جواب دے پر یہی وہ بان دفن کا ارادہ مصمم کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف
 بنیں عرفی اپنی یہ روایت اعتبار کے قابل نہیں ہوا ورنہ ایسی قوت رکھتی ہے کہ بخاری شریف میں معین ہوتا
 ہے ہم یہ ہوسکتے۔ راجح ہو کہ وہاں دفن نہیں معلوم کہ یہ روایات اپنی ظاہری پر پوری ہوتے
 ہیں یا اپنی اندر کی استعارہ و تاویل رکھتی ہیں کیونکہ یہ بیگونی ہے والعم عند اللہ۔

قولہ عیسیٰ بن مریم تاریخ کے نمازین پڑھتے تھے جمعہ نام نہ بیگنی۔
 اقول جمعہ تو اب ہی قائم ہوا شاید انکو وقت میں بند ہو گیا ہو گا۔ ہمیں حیرت ہے کہ نزول کو وقت جب
 کر دے مسلمان موجود ہو گئے تو جمعہ کے بند ہو جائیگا گمان تو ہمیں تو ہے لیکن ہمارے نزدیک فصلا الصلوٰۃ
 الجمع الجمع کا یہ ترجمہ جہاں معلوم ہوتا ہے کہ کسی نمازوں کو جمع کر کے پڑھے گا اور جماعت کو یکجا کر کے
 دوسری ایک شہور روایت میں وجمع لہ الصلوٰۃ آیا ہے یعنی مسج کی خاطر نماز جمع کی جائیگی دن کی ایسی
 ضرورت کاموں میں مشغول ہو گا کہ بلا مرض سفر ہی اسوقت سے کو نماز کی جمع جائز ہو جائیگی اور یہ
 اسکی فضیلت و خصوصیت میں داخل ہے چنانچہ حضرت قدس سج موعود و نماز سج تفسیر سورہ فاکہ کی
 تحریر فرماتا وقت ظہر و عصر کو جمع کرتے تھے اور ایسا ہی مغرب و عشاء میں اور اسی زمانہ میں یہ عاجز ہی اپنی
 خندہ تھکے ساتھ تجدید بیعت کے لئے حاضر ہوا تھا۔

قولہ قیامت قائم نہ ہو گیا بیانتہ کہ عیسیٰ بن مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام کوہ رقی کی جوتی پر نزول نہ فرما
 اقول جبکہ عیسیٰ و حواس ہکا و بنین میں کہیں تو اپنی خیالی مسج کو منارہ دشمنی پر و تارے میں
 اور ہمیں بیت المقدس کے پاس اور کہیں یہاں کی جماعت میں اور کہیں کوہ اقیق پر نہیں

بہن معلوم ایک انسان آسمان سے اترے ہوئے ایک ہی آن میں اسے مختلف مقاموں پر کیونکر اتر سکتا ہے
عیش پریشان خواب میں اکثر تعبیر ہا۔ عجیبے اسکا جواب اسکے مذاق کو دے بہت آسان ہی
ہے خدا تعالیٰ میں قدرت ہے کہ ان مختلف مقاموں کو کچھ زمان کر سب کو ایک جگہ کر دی جس سے یہ روایات
بہت مہاجج ہو جائیں۔ مگر چونکہ اسکی پہلے موت مسیح و نزول مسیح و رقی مسیح علیہ السلام کا ذکر تصریحاً آچکا ہے اسلئے
اس جواب کے لئے کی چند ان امید ہیں یہ غیرت مذہبہ دار انسان ہیں۔

قولہ سر دست بقدر استیجاب تینائیس حدیث ہیں جن میں ایک جمل حدیث پوری حضور پر نور سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

قول ناظرین غور فرمادیں کہ مجھے جس آیت کو قطعاً دلالت و صریحاً دلالت کہہ کر حیات مسیح بن مہتاب
کہنے چاہتا ہوں میں اسقدر دیگر احتمالات پیدا ہو گئے کہ جس سے استدلال باطل ہوا اور نیزہ عجیبے کے ترجمہ میں جو جو
تجائیں پیش آتی ہیں انکا مختصر ذکر ہی کیا گیا اور حدیث کی طرف توجہ کی تو بقدر استیجاب (۴۳) احادیث
اندھا و ہندقل کر ڈالیں جبکہ مختصر جواب پیش خدمت ہو چکا ہے۔ مردہ کو دوبارہ دنیا میں آنیکو جائز رکھا تھا اور
یہ انکا آخری حلیہ تھا اس باب میں ہماری طرف سے جو مبسوط و مدلل تحریر پیش ہوئی ہے اسکا بھی موازنہ فرمادیں
میں مولوی کو نہ قرانی لغراض کا ڈرنہ احادیث کو مخالف کی پروا احوال جمع کر کے عوام کے سامنے رکھ دینا انکا
کام ہے۔ اور بس۔

قولہ۔ قوله تعالى انه لعلم الساعة بنكس مرم کا بیاد علم ہے قیامت کا یعنی ذکر نزول سے معلوم ہو چکا
کہ قیامت آج آئی۔

اقول جانا چاہیے کہ مشہور قرارت جو تمام قرن شریف میں درج اور منقول ہو وہ لعلم بکسر علین ہی اور فتح
علین والہم ایک قرارت شاذہ ہے۔ بس یہیں کیا فرماتے ہیں کہ قرارت شاذہ کو چھوڑ کر ادھر ادھر پہنچتے ہیں۔
ناظرین انصاف کریں کہ مجھے اس آیت کریمہ میں کہاں سے نزول کا معنی پیدا کیا۔ یہ تحریف معنوی اسلئے
حق میں کیونکر جائز ہوگی کسی ذی علم تحقیقی نہیں ہے کہ یہ صریحاً اسم فاعل کی معنی میں آتا ہے اور ہی اسم مفعول
کے۔ اسم فاعل کی صورت میں یہ ترجمہ ہوگا کہ مسیح بن مریم قیامت کے عالم میں نبی انکو احوال قیامت و خروج
نشر کا علم حاصل ہے اس نزول و حیات کس طرح سمجھا گیا اور اسم مفعول ماسنے کی صورت میں یہ ترجمہ ہوگا
کہ ابن مریم قیامت کے لئے معلوم ہیں۔ محض غلط ہے جسیر حیات و نزول کا اعتقاد بنا رہا ہے
علی الفاسد ہے اور اگر اسکا لفظ یہ ہیں کہ ابن مسیح قیامت کے لئے علم میں یعنی اسکی ہی عالم میں تو یہی مسافقہ
اس ترجمہ سے بھی مدعا عجیب حاصل نہیں ہوتا۔ اور اگر قرارت شاذہ کو بھی اختیار کریں تو یہی کس طرح

مشہور اصولی مسئلہ کا حال یہ اور ہم اصول تزیج پر غور کرے ہیں تو کوئی ایک اور انداز ہی اس
 ترجمہ کے معین نظر نہیں آتی بلکہ اس کے مخالفت کیلئے ہمدان قمرانی و حدیثی دلائل سے گشتہ اور ایک میں
 اس کے قطع قطع کیواسطے استدلال کی ہے اور حضرت مسیح بن مریم کی احیاء و انکسار کے نزول و دفع کے
 خیالات کو جزوی و کبار جز میں جب کا ذکر چاہیے گذرا اور کچھ آئندہ انوالا ہی مولوی صاحب بشیر صاحب ہوبالی ہی
 ایک نظر اس بحث پر ڈالیں کیونکہ انہوں نے اپنے رسالہ الحق الصریح میں نزول کے بعد کا جو تاساں اثبات
 دیا ہے اور بے جا تزیج کیا ہے اور یہی صاحب اس رسالہ میں بخاری تہذیب کی اس روایت (فاقہ الحق
 قال البصير والصالح الخ) میں بڑی دھوکا دیا ہے اور اپنی اس رسالہ پر جو خود بھی بجا
 خود بھوکا دیا ہے و خدا الہی ہی کے لئے کہ اس کی حقیقت پر پورا یقین ہو جائے مگر یاد رکھو کہ یہی خود
 فہمی سے اس سلسلہ فیہی ہی کی کیا کر رہا ہے رسالہ مخفیہ اور ہمارا احتجاج اس وقت در ہے یہ ورنہ کچھ تعالیٰ ہم
 کی ایسی خبر لینے اور اپنی ہی مسلک پر ایسا الزام دینے کہ مولوی صاحب کی سناری بھی گری پر
 حق تو یہ ہے کہ ان مولویوں کو امام آخر الزماں کو دلائل کے بالمقابل سوال کرنا اور جان باری کا
 بن نہیں تھا۔ اس باب میں میرے نزدیک مولوی شہار احمد مرت سہی کا مفسر ہے
 تراجم اساتذہ توفیق استغنی عنہم کیلئے بعد ہر اور اگر اس وقت ایک عظیم نشان امر اور ہر
 ہی قلمی ایوان سے لکھی ہو تو اس وقت کا کل مطلع صاف ہے کہ جہاں جی طرح یاد ہو کہ حضرت امام آخر
 کے میرے ہو کر ایک سال کے جواب میں اس آیت کی عجیب تفسیر فرمائی کہ جو حاضرین نے متفق ہو کر کہا
 کہ اچھا ہے اسے اس نازل توجہ کے اس وقت کے سوا کسی آیت نہیں تھی غرض میں نے اس کو اپنی لٹ
 باب کے لئے ستر محبوب کہم مرزا خدا بخش صاحب نے اپنے کتاب عمل صطفیٰ میں درج کیا ہے
 منظور ہوا اس کتاب طبع میں وسیعہ ملتا ہے۔

قوله مسئلة فالله سيدنا روح الله صلوات الله تعالى وسلامه عليه في حوزة كائنات
 دو عالم میں ہے کہ یہ روح خدا ہے جس میں خلائی کائنات کا مرکز ہے کہ اس کے نزدیک تمام کائناتیں
 علم و طہارت و اسلاف و حیات حقیقی زندہ ہیں ان کی موت صرف نفی دین و عہد الیہ کیلئے ایک نکتہ
 ہے کہ یہ حقیقی حیات حقیقی ابدی ہے۔

اقول اے حضرت محبوب حیات حقیقی سے آپ کی کیا مراد ہے اگر بعد مرگ تمام بشری و جہی تعلقات سے
 ہو کر ذات الہی کو مقام میں دو عالم مراد ہے تو ہم ہی آپ کی رائے کے ساتھ متفق ہیں اور اگر حقیقی
 سے آپ کی مراد ہو کہ جہاں میں کائناتیں ہیں اور ہدایت خلق کرنے والے اور وحی و نبوی امور

کو تمام دیتے اسی طرح بعد موت اب بھی وہی حالت ہے تو اس کو گنہگار میں آپ منفرد ہیں آیات قرآنی اسکے خلاف
 دروزی مشاہدہ اسکے خلاف جب تمام انبیاء کو کرام کے ساتھ آپ حضرت مسیح کی موت کے قابل ہو تو اب میری
 گزارش ہے کہ جس طرح تمام مسلمان اجساد مبارک بعد مرگ اسی زمین میں دفن ہوئے اسی طرح جناب مسیح بن مریم
 کا جسد شریف فرشتے کے بعد زیر زمین کیا گیا یا نہیں بصورت اولیٰ نزول مسیح میں اسما جبرائیل العزیزی باطل ہے بلکہ
 روح بر فوج تواریخ جسم لیکر اعلیٰ علیین و جنت نعیم کو مدبار و اور یہ جسم خالی ہیں کا ہیں رو گیا اس طرح
 جس کی مردانہ سماعت تو وہ ہو گیا یا باش بہر ممکن نہیں اور اگر ممکن ہے تو جملہ انبیاء کو کرام کیلئے بھی ممکن ہونا چاہیے
 اور یہ کہ جسے نزدیک بھی غیر جائز ہے پس حضرت مسیح کے جسد بار و جہیز زمین دفن ہوا جسے برواری مخصوص
 کس نے کیا ہے اور یوں تو جسم الارواح کا خروج بھی محال عقل و خلاف وقانون قدرت کے خلاف شاہد کو خلاف
 اور آیت قرآنی و فرمان الہی کے خلاف ہے بصورت ثانیہ اگر دفن نہیں کیا گیا تو یہ کیا ہوا آپ تو کہنے والی
 ہیں کہ وہ ہر زندہ ہو کر آسمان پر چڑھ گئی میں پوچھتا ہوں کہ اس جسد میں کوئی روح ڈال کی اگر کوئی روح
 ڈال کر کی تو یہ سوال ہوگا کہ ہر مردہ کو جسے اور جسد کو ہر روح بنائی کیا قدرت تھی جس سے وہ موت کا استحباب
 اور حق تو یہ ہے کہ اس کی مریدہ یا یا ایضا النفس المطمئنة ارجی الخ ایک واقعہ میں
 عبادی و اہل علی حنفی کی رو سے خروج کو بعد ہر روح کا جسد کی طرف ہو کر نازل اور وہاں رہنا
 آسمان یا سماں کی طرف مع الجسد اور جانا محال ہے ترجمہ آیت یہ ہے اسی روح آرام تھی یافتہ اپنے رب کی
 طرف لوٹ وہ جسم و راضی اور تو اس سے راضی اور سیرت نندون میں متخل ہوا اور میری جنت و آرام سے
 مقام میں جا داخل ہوا اگر کوئی کہ دوسری روح اس میں لفع کی گئی تو ہم پوچھتے ہیں کہ اس روح میں کیا چیز
 ہوئی نہیں اور ہر جسم پوچھتے ہیں کہ کسی روح ایسی جسد کی لاین ہی اس کے لیے جسم و روحی ارواح میں کیا
 روح کی استفادہ ہے ابھی معلوم ہو چکا ہے کہ ایسی مہر ارواح قربت الہی و جنت خلد میں جہاں الہی
 بہن و میں جا رہی ہیں جسم پر جو کمال لفظ احیاء دلالت کرتا ہے اس آیت مذکور سے مدعا ثابت ہوا
 کہ مرئی روح مرد کمال جنت میں داخل ہو جائی و آیات و ما ہم منہا بخارجین اور ہم منہا
 خالدون کا فیصلہ ناطق ہے کہ وہ ہر کبھی ایسے باہر نہیں کو جائی پس جب بقول شما ایک آن کیلئے انکی پست
 ثابت ہوئی اور مرتے ہی داخل جنت ہوئی تو یہ کوئی مردہ یا نیکو مردہ یا نیکو دنیا میں آئے ہیں اسلئے کہ جنت خروج
 قرآنی فیصلہ کی رو سے قطعاً ناجائز ہے کما مر دہو المدعا
 بقولہ دوسرے کہ ان تکامل و ن بر موت طاری نہیں ہوئی زندہ ہی آسمان پر اڑھاٹ گئے اور بعد نزول
 دنیا میں سالہا سال بشفیع رکھ کر بعد اتمام نفرت سلام دفات با شفع الخ

وایمان الہی قبضہ یعنی لو ان احدکم دخل فی کبد جبل لہ حملتہ علیہ حتی یقبضہ
 رواہ مسلم حضرت عمر فاروق کی دعا جب حج سے لوٹے ہیں یا اللہ میں کمزور ہو گیا اور تیرے سن کو پہنچا
 میری رعایا میں پہل گئی ہے فاقبضنی الیک دیکھو مولا ملک و غیرہ اور امام بخاری کی دعا اللہم
 قد ضاقت علی الادمن بما حببت فاقبضنی الیک مشہور اور زبان زد خلایق ہے ان مقالتوں
 میں قبض موت ہے کہ معنی میں آیا ہے۔ عن ابن مسعود قال لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم قالت الکا لفضا دمننا امیر و منکم امیر الحدیث دو اہل السنائی والبولعی و
 الحاکم یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبض کے گئے تھے جب وفات پائی تو انصار نے کہا
 کہ ایک امیر ہماری طرف سے مقرر کیا جائے اور ای کہا جین ایک امیر ہماری طرف سے ان نظائر کے
 قطع نظر یہ لفظ توفی محاورہ کو دوسرا قبض روح کہ ہم مویا ناقض جیسے موت و زندہ میں دوسرے
 معنی کیلئے ہر شے متعلق نہیں ہوا اور یہ لفظ میں مقام سے زیادہ کلام پاک میں خدا پرستوں قبض روح کے
 معنی میں استعمال کیا ہے جسکا صحیح چاہی قرانی اصطلاح کو اپنی ناقص رائے کے خلاف پاکر بدل دو گرام
 تو اسکی تفسیر اور اسکی اصطلاح کو دامن سے انہو اعتقاد اور اپنے دل کو بطیب خاطر وابستہ کریں گے
 ہمیں ان محاورات قرانی اصطلاح قرانی کی مخفون سے گمان غالب ہے کہ لغت کی سرمدی اگر کراچ
 نہیں تو کل ضرور صوم و صلوة کو محاورہ کتاب الہی کے خلاف معنی نیکو لینے دل کو خوش کرے اور لغت
 والی کا ثبوت دینگے۔ اسلئے کہ ہم نے اسی ایک لفظ توفی میں انکی ایما نداری اور خشیہ اللہ کا نمونہ دیا
 یہاں لغت عرب میں صوم معنی کو بر شتر مرغ کو کہا ہے اور آتش پرست و نصاریٰ کو گھر جا کو بھی کہتی ہیں
 اب ہماری مخالفت بہائی جو اصطلاح قرانی کے مخالفین آیتہ و اسما الدین امتوا کتب علیکم الصلوات
 کے اس ترجمہ کو بہر پند کر لیتے کہ ای ایمان والو تم بر شتر مرغ کو بر کا استعمال واجب کیا گیا ہے اور اگر
 میں جانا لازم کیا گیا ہے اور صیام کسی درخت کے سایہ میں آنا اور چپ رہنا۔ اور ہوا کا ٹھہرنا۔ اور دو
 بیرون کا ہونا یہی لغت میں پایا جاتا ہے۔ اور ایک بد صورت درخت کا نام بھی ہے۔ اور صلوة بھی
 جنابین سرین و بریان بخود چترے بر تابیہ بھی آیا ہے۔ اب رہی بحث رافضی الی سر پرست
 زاید من آب بحث مقدمتہ اللہ رفع ہر ایک نظر ڈالئے جس سے اس حاشیہ زائدہ کی طلعی بخوبی گنجائش
 مرقع آلی اللہ سے مراد سوائے تقریب کے اور معنی لینا کمال احمق و البقی ہے۔ جب ہماری دلائل
 بالاسی توفی معنی موت ثابت ہوا تو اب ظاہر ہے کہ جس چیز کو قبض کیا ہے اسی کا رفع ہو گا نہ سیکہ
 موت کے ذریعہ روح کو توفیق کریں اور جسم کو آسمان پر بھیج دیں کیا عند الموت روح کا رفع ہوتا

ہے یا جسم کا مفکر۔

تو کہ تفسیر میں و غیر قومات الیہ میں پرانہ دفع الی السماء ثم یقونی بعد ذلک لکن ذلک الی الاکثر
و حکمہ بشریۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ آسمان پر اوہا ہی گئے اور اسکے بعد زمین پر اور تو کر
شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حکم کر کہ وفات پائیں گے۔

اقول ای حضرت مجیب خدا آپ کے حال پر رحم کریں کیا ظلم ہے۔ پہلے تو فی کذا اور صلاحتی قرآن کریم
میں تحریف معنوی کی جیسا اس اطمینان قلب نہوا تو تقدیم و تاخیر کر کہ تحریف لفظی کا نمونہ دکھلایا اور افسوس
و البیاض النظام کلام میں اصلاح عبارت و تقدیم و تاخیر کر کہ صحت کلام ربانی بن بیٹے۔ تقدیم و تاخیر یہی مطلب
نہ نکلا اور رفع کو ساتھ ہی موت آن کہی ہو نہ کیا دیکھنا ہو تو بجا و داؤ کہ حرف غم کا لگا دیا جس سے تراخی
کا معنی ثابت ہو جائے۔ اور اس قدر زمانہ تمتد ہو جائے کہ حضرت مسیح دو ہزار برس سے زائد آسمان پر خدا کی صفات

میں حصہ یاب ہو کر ہرگز زمین پر تشریف لا کر چالیس برس کو بعد وفات پائیں رفع الی السماء قرآن میں ہے
اور نہ کسی صحیح حدیث متفقہ مرفوعہ میں۔ پھر یہ کیا اندیشہ ہے کہ ناقل و منقول عن سبب اسی پر زور دے کہ قرآن
میں موت کو مختلف پسیرہ میں سمجھا تا ہے حدیث جدا گانہ طرز مسیح کی موت کی خبر دیتی ہے دیکھو طبری و بخاری
ما ثبت بالسنۃ وغیرہ اور معراج کی حدیث جو صحاح ستہ میں موجود ہے وہ تو حضرت مسیح کو حلقہ موتی میں شہلا

ہے حضرت یحییٰ کو ساتھ خباب مسیح بن مریم کی نشست و برخاست اور قیام اسکے بغیر نہیں کہ دونوں حضرات ایک
سی رنگ میں رنگین ہیں۔ بعد مرگ دو کو نورانی جسم ملا ہے جو کہاں بیٹھے چناب بچانہ وغیرہ حوائج کی کوئی ضرورت
نہیں پڑتی۔ اگر کہو کہ عیسیٰ بنی اللہ علیہ السلام اسی جسد غفیری کو ساتھ آسمان پر تشریف فرما ہیں۔ تو سناؤ کہ
زمرہ جسدہ الغفیری کو مردہ کی تعلق اور کبھی موانستہ اور پھر یہی تلاؤ کہ عالمی جسم اور تمام تعلقات
کے اندر محتاج کا انجام مرام موتی کی زمرہ میں بیٹھ کر کیوں کر ہو سکتا ہے۔ دو ضد کیوں کر یکجا جمع ہو سکے ہیں۔ کوئی
ہے کہ روایات صحیحہ کی رو سے ان دو بزرگوں اور کس جسم و حالات میں تفاوت میں ثابت کر سکے ہرگز نہیں۔

پس عدم تفاوت حالت اور باہم موانستہ و تعلق یہ شہادت دیتی ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں اور
بعد مرگ انہیں نورانی جسم ملا ہے۔ اسی کو تو موتی کی جماعت میں تشریف فرما ہیں مگر یہ حضرات میں کہ جیسے
علیہ السلام کو آسمان پر چڑھائی بغیر زمین نہیں لیتو۔ بات تو یہ ہے کہ انکو ہر طرح سے اعداء مذہب نصاریٰ متحرکوں
خاطر سے۔ ایسے انکو خدا کی زندگی و اقبال لازم ال کی دعا کوئی بھی نہ کرے کہ زمین شریعت محمدیہ پر حکم کرنا شروع
ہے اکی حیات جہانی و زول من السماء پر جب موت قوی دلائل اور انکی مضبوط ڈوریاں جہانی
حیات کو بکھر ٹوڑے ہیں جس سے کسی طرح حل و حل ممکن نہیں تو زول من السماء مگر بعد شریعت محمدیہ

الغافل سے عدم و شود بسبب خیر خدا خواهد۔ غیر اہد دکان شیشہ گر رنگ است۔

قولہ یہاں اگر وفات بمعنی موت ہو ہی تو یہ روز قیامت کا مکالمہ ہے۔

اقول ہم اسکا جواب بڑی وضاحت کے ساتھ خاتمہ میں کہنے والے ہیں۔ مخاطب ناظرین تہذیبی و دیر صبر فرمایاں
محجب صغیر (۳۳) میں اقبل کو کلام کا اعادہ کیا ہے جسکا جواب ہم ادا کر چکے ہیں۔

قولہ صفحہ ۳۴ وفات بمعنی خواب خود قرآن عظیم میں موجود ہے۔

اقول ہمیں کہ نکاح ہی ہم تو بار بار یہی کہتے ہیں کہ نوحی بمعنی فیض روح ہوتا ہے جو جیسے موت میں یا یا
ہو جیسے زندہ میں الحاصل نہیں ہے ایک حقیقت ہے المنام خفیف الموت النوام استقام الموت مشہور

مقولہ عربیہ محجب صغیر میں معنی فتنہ کا سرگزشتاں نہیں ہوا اگر ہی تو تشریف لائی اور اس آیت کا ترجمہ
فرمائی یا عیسیٰ انی متوفیک و اذکک الی ای عیسیٰ میں نہجک سولائی والاہول اور عزت و دیو لا

ہول۔ یا زعم فاسد عجیب در نہجک اپنی طرف ادھانوالاہول کیا حضرت عیسیٰ اس وعدہ الہی کے پہلے
کبھی سوچ کر تھے یا نہیں اگر سوچ کر تھے تو یہ وعدہ جس کے کہ لا یعنی اور اگر کبھی نہیں ارام لینے کا اتفاق

نہیں ہوا تھا تو خدا تعالیٰ برخلاف جملہ عالم انہیں ساری تکلیف میں رکھا و ہونہ موم اور یہ ہی فرمایا کہ یہ وعدہ
کب پورا ہو گا زمین میں یا آسمان میں یا نزل میں السماء کو بعد ہر یہی بتلائی کہ جب حالت خواب میں خداوند عالم

نے انکی روح کو اپنے قبضہ میں لیا تو جسم کا رخ کیا نہ کر تصور ہو سکتا ہی کیا کہی آئے دیکھا ہو کہ حالت زندہ میں جس قدر غرضی
ہی روح کو ساتھ غائب ہو جایا کرتا ہے اور بستر خواب پر بڑھتے ہیں رہتا ہے جیسے کہ غیب میں تو روح کو قبض کرے اور

جسم کو ادھار آسمان پر لیجائی اور اس میری عجیب محبت آیت وعدہ کو آیت الیقار کے ساتھ ربط دیکر ترجمہ ہی خط ادھار و وہ
ہمیں یا عیسیٰ انی متوفیک فلما توفیتی کنت انت الذی قبض علیہم۔ ای عیسیٰ میں نہجک سولائی والاہول۔

انعامی وعدہ میں حضرت مسیح بن مریم فرماتی ہیں کہ ای رجب تو نے مجھے سلا دیا تو تو ہی میری قوم کا محافظ تھا۔ کیا اس آیت
میں دو نو حضرت کے باری باری پہرہ و خواہ تو قوم کی گرائی کر نکا ذکر ہے کہ جب عیسیٰ سو گلیں خدا کی گرائی کی باری آد

اور جب گلوں میں تو خود ہی گراں لگا ہے۔ تو تعالیٰ عنہ ہفتاد لکھ آدمی میں حضرت کے ساتھ تین وعدہ الہی
کا ذکر کیا ہے اور وعدہ رابعہ کا نام کہ نہیں لیا سر سر خیانت ہے۔ چوتھا وعدہ جو فوقیت مسیح علی الکفار ہی اسے خدا

تک کیا ہے کہ اس کی ایک سخت ضرب لگاؤ اعتقاد کو جو در بڑتی ہے اور انشاء اللہ غایتہ میں اسکی نشر سچ انگلی۔
قولہ۔ اگر انکی آیت ہی ہوں کہ میں نہیں موت و دہنگا اور بعد موت تمہاری روح کو آسمان پر ادھار لوں گا تو ہاں

سوا اسکو کہ ادھار میں موت کا پیغام دیا گیا اور کوئی بشارت تازہ ہے۔
اقول۔ ہمارے مولوی صاحب کو یہی دہن ہے کہ عیسیٰ ہی صاحب کسی طرح آسمان پر پہلے جائیں۔ انہیں بار بار یہی

کہ مرقع الی اللہ کا معنی آسمان پر جانیکا نہیں ہوا اور مزید قلیم کیلئے ایک مقدمہ جدا گانہ لکھا گیا مگر ہماری حضرت
ہیں کہ وہی سنع الی السیادہ ہی نزول من السماء کا وظیفہ در زبان ہے۔ عجیب کے اصل واقعہ درکت ہے البقیہ سے
چونکہ بڑی خبری ہر اسکی سید و محل تکمیل ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام فوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ میں وہی
نبی مسیح موجود ہوں جسکی تمہیں انظار ہے۔ علماء و یہود و انبیاء نے اسکو پہلے آسمان سے اتر کر
اسی ایک تودہ نہیں آیا میر تم کیونکر مسیح موجود ہو سکتے ہو حضرت روح اللہ نے کہا کہ آیا تو انکیا وہ بھی نہ کرے گا مگر ایسا
ہوئی مولوی بڑی بڑی اور کہا کہ یہ نوریت کا حرف ہوا میں صاف لکھا ہے کہ ایلیا آسمان سے اٹھ گیا اور یحنا تو نہ کر گیا اگر
میرا ہوا ہوں پس ہوں اتفاق کیا کہ اس علی حرف نوریت کو سولی دیدی جائے جس سے اسکی بنی ہوئی کا دعویٰ بھی غلط
ہو جائیگا اسلئے کہ نوریت کا حکم ہے کہ چوٹا بنی سولی پر لٹکتا ہے اور جو صلیبت پر لٹکا یا جاوے وہ لغتی ہوتا ہے لہذا حضرت یحنا
نے یہ منصوبہ باندھ کر قیصر روم کی حد التے بکھر دیا تو سولی پر چڑھ کر ایک حکم کھلوا یا اور معاذ اللہ مسیح کو لغتی موت سے انکر لگتی
روح کو خدا امتحان کیا دیکھا کہ میں مرد دنیا کا ہم ارادہ کر لیا تب حضرت مسیح فرمایا باری میں گریہ و زاری شروع کی
اور اعلیٰ علیٰ علیہا نصبتا لی مگر حضرت علیؑ اپنی طرف جذبہ کر لیا اعلیٰ دعا مقبول ہوئی اور خدا سے صلیبت
سے بڑی کر کشمیر میں ہو گیا اور بیان ایکسوس برس (۱۲) کی عمر کا رہنے لگی موت مر مر فروع الی اللہ و مقرب ہارگا
ہوئی پس ترجمہ اس آیت کا یوں ہوا کہ ای عیسیٰ مت کہہ میں ہرگز تجھ کو صلیبت موت و لغتی فوسے نہ مارو گایہ کا فرنگی اپنی
مراد میں کامیاب ہو گیا مگر تجھ کو صلیبت موت دیکر تیرے بلند کردگا اور تجھ اس الزام سے پاک کر دگا اور قیامت تک
تیرے تعین کو تیرے مکتب پر موجود ہر غالب کر دگا تمام ہوا تر عبادتہ کا۔ فرما ہو حضرت اب بھی تسلی ہوئی یا نہیں یہ بھی
کوئی عمدہ بشارت تانہ ہے یا نہیں اگر بیان اس سے مراد رفع درجات و رفع روحانی نہیں ہے رفع جسم مراد ہو تو فرما کر
ہو دیوں کہ الزام کا جواب قرآن میں کہاں آدکس جگہ ہے یا در کہو کہ صرف ہودی مولویوں کو ناپاک مصوبوں کو رفع
کیلئے رفع و تہذیب خدا تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو واسطے قرآن میں استعمال فرمایا ورنہ تمام اہل اسلام کو نزدیک
تمام انبیا مرقع الی اللہ طر و مزی ہیں یا ہمیں حضرت مسیح کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔

الزام لطیف

مجھے نے آیت ذیل پر استدلال کر کر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مومنوں کی روح آسمان پر بلند ہوتی ہے و دیگر صریح
ان الذین لڈلوا یا یا مٹا و اہم تکر و اعینا لا یفزع لهم بلو انا للسماء و ترجمہ عجیب۔ یغیب من
لوگون ہمارے آئینہ چلائی اور انکو لکھا اذکی کو نہ کہو لو جائیگے دروازے آسمان کو تو کا فر کی روح آسمان پر نہ
جاتی لہذا بیان حضرت مجیب تسلیم کر لیا کہ جسم غفری کا صعود اور اسکا رفع محال عقل ہے جسکی تو ہم کے ہوتے
ہو صرف رفع روح کو قال ہو کر۔ اور فقیر پاک ہوا اور ترجمہ حسب آعجب یہ ہوا کہ ای عیسیٰ کہیں تیری

روح کو قبض کر نیوالا ہون اور تیری روح کو آسمان مدارج پر بلند کر نیوالا ہون اس پہلی آیت کے ساتھ
 است پر کم قالوا لی کی تلاوت کی گئی تو اور تقویت پیدا ہو جاتی ہے اگر آپ پیٹ دوسری پر آجائیں اور آیتہ باب الحث
 سے رفع جسم الی السما مراد لین تو اس کے قطع نظر کر کے الی اللہ القرب ورفعت درجات یعنی میں قطعی آج آپ پر واجب ہو گا
 کہ تمام مومن کو احسا دے گی آسمان پر جائیگا اعتقاد کہ میں اور آئندہ ان کے لیے ہی ناخون تک زور لگائیں احتمال ہے
 کہ کوئی ان کے گناہ کا نڈھ کا پیرا ہو کہ وہ آدم میں آسپنے۔ بڑی تعجب کی جگہ اور بڑی حیرت کا مقام ہے کہ جس آیت میں ہما
 کا لفظ بصرحت موجود ہے وہاں رفع جسم متع ہوا اور رفع روح کا معنی کیا جائے اور وہاں لفظ سمار زور دے دو ہاں جسم
 کے رفع الی السما کو جائز کہا جائے لطف یہ ہے کہ جو یہ ہے جواب کا اقتراح بعد مسمیہ اور قبل جملہ اس کے
 کہ ہمارا تہمتا یا اور اپنی پہلے قلم سے اپنا اور امر حق کا ثبوت دیا ہے۔ رع ابن کار از تو اور مردان چین کنند
 قوله صریح ہے کہ خلاصہ یہ ہے کہ کوئی نبی نبوت سے منزول ہوا اور نہ اعتقاد یہ ضرور ہے سب اللہ کے نبی ہیں اور
 ہمیشہ میں گوارہ ضرور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نبی ہیں اور ہمیشہ امتی میں گوارہ نبی ہونے میں اندیشہ نہیں
 کوئی منافات نہیں اور نہیں جانتا کہ ایک ہی روح اللہ پر موقوف نہیں ابراہیم خلیل اللہ دوسری اسم اللہ ولوح محمد
 و آدم صلی اللہ و تمام انبیاء اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب ہمارے نبی اگر مہدی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہیں اس
 دعوی پر حدیث کو کان موسیٰ جاکما و معہ الاشیاء اور آیتہ اذا اخذ اللہ حیاتی انہلین لما اتینکم من
 کتاب و حکمتہ تم جاہ کہ رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتضرنہ الا بآئہ پر تمسک کیا ہے۔ اور
 اپنے مخالفوں کو براہیگا کہ ہاں اور اس سے دلالت پر براہی ناز کیا ہے۔

اقول وباللہ التوفیق اگر اعتقاد ہے میں مہدین سابقین کو خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ کو امتی تسلیم کر لین تو
 یہ حکایت ذیل پیش آتی ہیں۔ مشکل اول یہ سب بظاہر ہے کہ امتی وہی کہلا سکتا ہے کہ جو ہر حالت میں انبی علی نبی
 کا تابع رہے کیسے طرح کلیات و جزئیات میں سر مو فرق کرے کیا محارز ہو یہ تعریف ہر حادق الی ہی اگر انبیاء کرام
 کو ہر محسوس ہر محسوس ہر محسوس نہیں مغرور کرو۔ کیونکہ ایک ہی نبوت تعریفی دوسری نبوت کو من کا لہو
 تابع ہو نہیں سکتی اور ایسا روشن رہے اگر ہر خادمی کا جو اگر دن پر نہیں ادا ہوا مگر محمد دین ضرور فرق ہو ایک
 ملک تابع قوم میں ضرور فرق ہو نبی صاحب شریعت اور امتی میں ضرور فرق ہے یہ دونوں خدا میں ایک جابج ہو
 نہیں سکتے کیونکہ یہ نبی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائی میں مجھ کو لو سب نبی پر فرق محبت و نفی میں جنت
 الثبوت علم و لو ایک تہہ کہ میں کہی تھے مناجی کہ ابوبکر عمر عثمان علی و دیگر صحابہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے
 کے ہی اس کے انشاء ہوا ہے ہر نبی نہیں۔ احسن وہی ساری کہ یہ امتی ہیں اور وہ نبی کیا نہیں یا نہیں کہ شب
 معراج میں جب رسول اکرم حضرت موسیٰ کو اگر گئے تو موسیٰ نبی و دیگر فرما گئے کہ اس طرح کی امتی ہر نبی کے

بزرگ ہر شے میں داخل ہوگی۔ ویکھو مجموعہ منہ نساوی وغیرہ۔ بعد عقل ایک لمحہ کے لیے درکرسکتی ہے کہ اتنی تلخ اپنے
 بنی جنوں کو کثرت کردہ گردیدار درکرسکتی ہے۔ اس کے اپنے امت کو مغائر بتلائے۔ حاشا وکلا۔ مشکل دوم
 تا بعداری و اطاعت کیلئے شرط ہے کہ خادم و مخدوم ہم عصر ہوں یا زمانہ مخدوم سابق ہو یہ کسی اطاعت کے خلاف
 کا زمانہ ہی عدم میں ہوا و خادم دوچار ہزار بلکہ چھ ہزار برس پہلے اپنا دور عمر گزار کر چلے گیا۔ مشکل سوم
 کیا امتی کو ایسی فہم کتاب بھی دی جاسکتی ہے کہ اپنے ساری مطالب کا حل اسی کو ملے اور ایک ذرہ برابر اپنی بنی
 مقبوعہ کو احکام کا مخدع نہ ہو۔ سرگزشتیں۔ بہرہ کی کتاب تو ریت بنی مقبوعہ کے پہلو کیون نازل ہوئی۔ مشکل چہارم
 جو کتاب اتنی تلخ کوئی بنی مقبوعہ کی کتاب سے اکثر باتوں میں معارض ایک چیز اپنی عمل کرتا ہوا سکا بنی اس کے
 خلاف میں کیا یہ عہدہ روشن ہو گیا اس پر مخالفت و امتی ماخوذ نہوگا۔ مشکل پنجم۔ بنی کی کتاب امتی کی کتاب کی
 تلخ کیوں ہونا چاہیے۔ جب برگزیدہ امتی اپنی بنی کے نقش قدم پر چلتا تھا۔ مشکل ششم۔ حیرت ہے
 کہ اتنی تلخ کو بھی رسول خدا کہتا ہوا اول اپنے بیٹا کو ہی اسی صفحہ یاد کرنا کر کیا ہم ایسے سحر رسول کو گستاخ
 کہہ سکتے ہیں اور مذہب ہے کہ وہ امتی اپنے بنی کی آمد کی بشارت دیتا ہے نہیں معلوم اپنے بنی کے آمد کر سکتا ہے
 احکام کی تعمیل کیونکر کرتا ہوگا۔ خود کر اس آیتہ واذ قال عیسیٰ بن مریم یا بنی اسرائیل الی رسول اللہ
 الیکم مصداقاً لما بین یدی من التوراة و میثاقاً بربہ رسول یتاتی من بعدی اسمعہ احمد یاد کرد
 جب عیسیٰ بن مریم نے کہا ای بنی اسرائیل میں رسول خدا ہو کر تمہارے پاس آیا ہوں اور توریت کا مصداق
 ہوں اور ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں کہ میرے بعد ایک اسکا نام احمد ہے۔ اس آیتہ میں ایک بات اور
 غور طلب ہے کہ حضرت عیسیٰ نے ایک اپنی برابر امتی کو کتاب توریت کا ذکر کیا ہے اور اسکی تصدیق کی مگر حیرت کا مفعول
 ہے کہ اپنے بنی کی آمد کو ذکر کے ساتھ اسکی کتاب کا ذکر کیا اور نہ اسکی تصدیق کی چونکہ لئے اشد ضروری
 اور ان کے ایمانیات میں داخل تھا۔ مشکل ہفتم۔ قال اللہ تعالیٰ لا نفرق بین احد من رسلہ یعنی ہم رسولوں میں سے
 کسی ایک کے درمیان فرق نہیں کرتے ہیں سب کو یکساں خدا کو فرستادہ و اعتقاد کرتے ہیں۔ اس آیتہ میں دو
 باتیں پائی گئیں۔ ایک تو خدا کی سبکو رسول و بنی قرار دیا دوسرے عدم تفریق جنم کا ارشاد فرمایا حالانکہ امتی
 و بنی میں تفاوت میں چاہئے مساوات کیسی۔ مشکل ہشتم۔ قرآن کو ہر اس شہادت کہی انکار نہوگا
 کہ جتنے مصلین پہلے گزری ہیں۔ یہوں نے اپنے قوم کو ہر ہدایت دی وہ صرف یہی تھی کہ انی رسول اللہ فرستادہ
 ہیں فرستادہ خدا ہوں میرے ساتھ ہو لو کسی ایک کے ہی منہ سے یہ نہیں نکلا کہ میں فلاں کا اتی ہوں۔ اور
 ساری باتوں میں خاتم الانبیاء کا محض تلخ اور ان کے احکام کا منقاد۔ پس کیا آپ ان حضرات پر اخصاف و شہادت
 و عدم انظار امر حق کا جرم لگا سکتے ہیں۔ اعوذ باللہ من ہذا العقیدۃ۔ مشکل نہم جب خداوند

آئے انچی تمام رسولوں وغیرہ کو مقدس و مطہر کر بزرگ خطاب سے یاد فرماتا ہے تو کسی مجال ہو کہ انہیں
 مطہر و امتی بنانے کی جرات کر سکے قال اللہ تعالیٰ وما ارسلنا من رسول الا لمطہر باذن اللہ
 یعنی ہم نے تمام رسولوں کو مطہر بنا کر بھیجا ہے۔ حصر میں یہاں اشارہ ہے کہ ہماری مرسلان کسی وقت کسی کے
 مطہر ہو نہیں سکتے۔ ہر ایک نبی اپنے زمانہ کا مستقل نبی صاحب شرف و عیبت ہے۔ جی غور کریں کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کو بعد جتنے ایسا گزری ہیں سب پر تو یہ حکم کی تعمیل واجب تھی مگر بایں ہمہ کسی نبی نے حضرت موسیٰ
 کو اپنا نبی اور اپنی ذات کو محض انکا امتی قرار نہیں دیا۔ اور نہ موسیٰ علیہ السلام نے اسدہ نبیوں کو اپنا امتی
 فرمایا پس جو نبی سب میںوں کو پیچھے تشریف لا دیا اور اسکی کتاب بھی سب کتابوں کو پیچھے اتاری خیر لکھو کہ
 اس کے احکام پر ہمارا عمل کا موقع نکلا ہوا اور نہ انہیں اس کا علم ہو تو وہ کچھ اس طرح اگلے کا نبی اور اگلے کو
 کیونکر اسکا امتی قرار پاسکتے ہیں۔ مشکل دہم قرآن کے پڑھنے والوں سے بوشیہ نہیں ہو کہ ایمان کا لفظ کئی
 مقام پر بھی سمجھئے اور ماننے کے معنی میں آیا ہے جس سے کس طرح اس کے معنی کو امتی نہیں کہہ سکتے۔ ہم فی الحال
 ایک ایسی آیت پیش کرتے ہیں جو لازم و اسکا تخصیص کیلئے کافی دانی ہے قال اللہ تعالیٰ امن المؤمنون
 صا انزل اللہ من ربه والمؤمنون كل امن بالله وملائکته وکتابه وورسله الا یمسحوا
 رسول اللہ اور صلہ مسلمان قرآن کو ماننا اور اسکی تصدیق کر دینا۔ اور نیز یہ پیغمبر محمد (صلعم) و
 تمام مسلمان اللہ پر اور اسکی تمام فرشتوں پر اور اس کے تمام کتابوں پر اور اس کے اگلے تمام رسولوں پر ایمان
 لائے ہیں یعنی ان سبکی تصدیق کر دینا اور انکو برحق اور سچ سمجھتے ہیں ہمارا اس دعویٰ کا ثبوت کتاب محمد
 کی اس آیت سے بھی بخوبی مل سکتا ہے قل لا تعبدوا الا الله قد تعبدوا من دونه من قبل فاعبدوا الله فربکم
 الا یمسحوا یعنی اے پیغمبر ان منافقوں سے کہہ دو کہ جو تیرے عز و کرم سے ترش ہوئے ہرگز تمہاری باتوں کی تصدیق نہ کریں
 اور سچ نہ مانیں کیونکہ اللہ کو تمہاری اجاری کو اطلاع دیدی ہے مجھ صاحب ذرا ایمان ابنا کر مجھ کے
 دیکھئے۔ یہیں یقین ہے کہ آپ اس وقت کو کو ذمہ چھپائے پہرے تھے۔ چونکہ اس آیت ہذا میں مثال آیت میں مثال
 ایمان کا لفظ درج ہے جو دعویٰ اس لئے ہمارے مجھ صاحب کو بالضرور ہی ماننا پڑے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم مہبط وحی و صاحب قرآن پر ایمان لائی ہیں اور اس کے امتی ہیں اور وہ ارگونی ہیں جس سے فضیلت
 شی من نقسہ لازم آتی ہے اور نبی و امتی ایک ہی شخص قرار پاتا ہے جو بہت محض ننو دیہودہ خیال ہے جو غیر
 قطعاً بخیر شمار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی امتی اور فرشتوں کے امتی اور فرشتے ان کے نبی اور نیز
 تمام انبیاء کرام کے امتی اور ساری انبیاء کے نبی قرار پاتے ہیں۔ آیتہ منافق کی رد کے آیت تمام انبیاء
 کو محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء کا امتی بخیرال غام تسلیم کیا اور یہ آیت باعقاد و شاکس کے برعکس قوی و بخیر

ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام گزشتہ نبیوں کا امتی ہونے کی وجہ سے صاحب مہین اسس
 جیساں کا مطلب سمجھاؤ کہ زید عمرو کا مخدوم ہے اور عمرو ہی زید کا مخدوم ہے زید عمرو کا امتی اور
 جملہ امور میں محفل اسکا تابع ہوا اور نیز عمر ہی زید کا امتی اور جملہ امور میں محفل اسکا تابع ہوا اور زید عمرو کا
 بنی اور نیز عمر زید کا بنی مینو اما لوضاحت و توجہ روا اور اس آیت سے بعراحت حسب کی محبت بھی معلوم
 ہوا کہ جملہ مسلمان محمد رسول اللہ کو امتی ہیں اور فرشتوں کی بھی امتی ہیں اور تمام انبیاء و صالحین کے بھی
 امتی ہیں اور میں کل الوجوہ فرشتوں اور نبیوں کو منقاد اور ہیں اور نیز امتی ہونے میں رسول خدا علیہ
 التخیہ والثناء کساد کی ترتیب میں ایسا عاقبت اندیش عجیب در فابریلو سیجے نہیں معلوم کہ یہ ذلت
 پر ذلت الزام پر الزام جو تیرے فائدہ حال ہو رہی ہیں کسوجہ سے ہے امر حق کو کتمان اور امام اخر الزمان سے
 یہی مخالفت کا نتیجہ ہے۔ توبہ کرو نہ تیرا ایمان کا انجام بخیر نظر نہیں آتا قلک عشرہ کا ملکہ اب مناسب
 معلوم ہوتا ہے کہ آیت یشاق کا اصلی ترجمہ کر دیا ہو اور اس کے بعد حدیث مذکور بالا کا مطلب بیان کیا جائے
 جس سے ناظرین کو شک نہیں حاصل ہوا اور عجیب ہی فائدہ اٹھایا ترجمہ آیت یاد کرو واسطے کہ جب خدا کی نبیوں سے
 عہد لیا کہ میں نے تم کو کتاب حکمت عنایت کی جو پر جب تمہاری پاس کوئی رسول آجائے اور تمہاری کتابوں کی تصدیق
 کرے اور انکو برحق سمجھے تو کبھی چاہو کہ ضرور اس کے نبوت کو مانو اور اسکی تصدیق کرو اور اسو برحق مانو اور ہر طرح سے
 اسکی مدد کرو آئندہ بھی کو ماننے اور اسکی نصرت کی تاکہ اس شرط اور اس قید پر کہ انہو الایمانی ناصر ذکی کتاب تصدیق
 ہوا میں بہرہ نہ معلوم ہوتا ہے کہ جو نامہ کسی اپنے اس کے نبیوں کی کتابوں کو نہیں ماننا اور کسی عفت کا اور ان میں کرتا
 بخلاف سچے مدعی کے کہ جو حدیث میں بہت غالب ہے ہی ہوا اور سارے گزشتہ نبیوں اور انکی کتابوں کی تصدیق کر کے
 انہی سچائی اور راست بازی کو لوگوں کے دلوں میں جا کر دیتا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت موسیٰ و حضرت ہارون
 نبوت کو مانا اور ہر دینی امور میں انکا ساتھ دیا اور دونوں کو حکم حسب ارشاد باری تعالیٰ فرعون کی دعوت کیلئے لے کر
 حضرت خلیل اللہ فریوط علیہ السلام کے حالات کو طے کرانے میں ہوا و گار ہے ہوا و حضرت شعیب نے حضرت
 موسیٰ کی چھٹی عانت کی سبب پر ظاہر ہے غرض یہ ہوا کہ اہل اللہ ایمان اپنے انہو کو ہمیشہ پورا کرتے آئے ہیں ما و
 اگر انہو سے رسول سحر و اتمام الایمان سے سید و مولیٰ مراد ہیں تو یہ ترجمہ کرنا پڑے گا کہ اگر بالفرض ہمارے
 برگزیدہ رسول ہی اخر الزمان تمہاری وقت میں آجائیں تو تم پر ضرور ہے کہ انکی تصدیق کرو اور انکو رسول حق
 مانو اور حق الامکان ضرور انکی مدد کرو اس ارشاد سے جواب لے لیا کہ یہ منشا معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیاء و خاتم
 کے دلوں میں عظمت و خاتم محمدی کا سکھ جادے تاکہ ہمیشہ وہ برگزیدہ جماعت اسے اپنے اوقات میں نبی
 اقی لقب محمد عربی خاتم المرسلین کا تذکرہ امتیوں سے کر رہیں اور اسی وجہ تمام کتب مقدسہ سابقہ میں

ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرہ و بشارت کثرت موجود ہیں۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین ابی
یوم الدین اور حدیث لو کان موعی احیاً ما وصدہ اکلاً انبیاء کا یہ مطلب ہے کہ میں وہ عظیم الشان
رسول ہوں کہ اگر بالفرض موسیٰ جیسے صاحب نوریت اس وقت زندہ رہتے تو انکو بھی میری بے پروی ضرور کرنی
پڑتی۔ یہاں یہ بات بدیع اور وجود موسیٰ فرضی ہے حقیقی طور پر نہیں ہے۔ اس حدیث کا ہر رنگ ہم معنی ایک لہجہ اور حدیث
وہ یہ ہے کہ لو کان فیہا بعدی لکان عمر من احتطاب۔ اگر میری بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ جس طرح
حدیث اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال عظمت پر دلیل ہے ایسی ہی حدیث دوم بھی حضرت فرعون
سے علوم مرتب پر ایک قوی قرینہ ہے۔ خاتم الانبیاء کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نبی ہونا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام
کا انحضرت کے بعد مدت زمان کو پار کیا متبع ہونا فرض کو طور پر یہ یہ حقیقی طور پر یہ اگر حدیث اول میں ابتداء حقیقی مراد
لیا جائے تو حدیث دوم میں بھی جو اسکا ہر رنگ ہے بالفرد و نبوت حقیقی یعنی بزرگی اور اس وقت ایک سخت اعتراض اور
ادراک بلکہ اسناد و پیش ہوگا اور وہ یہ کہ العباد ذالہ باللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فاروق سے
بدرجہ کم رتبہ نہیں دیتے اور حضرت عمر خاتم الانبیاء مانے جائیں تو نہ اخلاف اور اگر باین سہمہ انکو حقیقی اتباع پر
اقرار اور باعقاد شہادت اس حدیث کی ردی حضرت موسیٰ نبی محمد عربیؐ خدا الہی امی کو مع دامتی میں تو نہ تھا
عشرہ کے قطع نظر یہ کہ نوزندہ ہو کر آنا چاہی تھا اب انہیں آنا چاہئے۔ نہ محال جداً۔ یہ کسی حقیقی اتباع ہے
کہ متبع تو ابھی دنیا میں پیدا ہی نہیں ہوا اور کچھ اپنا فرمان و دستور العمل شائع نہیں کیا۔ تابع ہو ہی
ان کو خیالی طور پر متبع کی حیثیت کا کفار کی تعمیل کر کے جلد یا ہد اشقی عجیب و افسوسناک ہے۔ ای عجیب
صاحبان دلائل عشرہ اور اسکا فوہ کا جواب اپنے والد محقق صاحب پوچھ کر دیجو جسکی تحقیق پر اہل
فخر ہے۔

قوله۔ کیوں قرآن کا نام لینے والو کیا یہ آیتیں (آیات منافیہ) قرآن میں نہ تھیں۔

اقول۔ کیوں قرآن کا نام لینے والو یہ آیات کا لفظ قرآن میں احد من دسلہ وما ادرسلنا
من رسول الا لیطاع باذن اللہ آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون
کل آمن باللہ وکتابہ وکتابہ وکتابہ وغیرہ قرآن میں نہ تھیں یا نہیں ہیں اگر میں تو ہمارا
راوی پر ہر جگہ تھارے کو دفع کر دے اور تو یہ کہ وہ نہ سخت مشکلات کا سامنا ہے۔

قوله کیا اللہ عزوجل نے اس سخت تاکید سے ساتھ نبیائے مرسلیں صلعم سے محمد رسول اللہ صلعم پر ایمان لایا
عہد نہ لیا۔

اقول۔ کہ بقول شہنا محمد رسول اللہ کو تمام انبیاء اور تمام ملائکہ پر ایمان لانا اس کے یہاں رسول و نبوت

ہنیں ہوا۔ ضرور ہوا۔ توبہ کرو۔

قوله کیا اس عہد سوا دن سبکو محمد رسول اللہ کا امتی نہ بنا دیا۔

اقول کیا اس صریح نص سے نرم فاسد حامد محمد رسول اللہ تم تمام انبیاء تکہ تمام ملائکہ بلکہ اپنے نقش تشریف کو امتی نہ بننے ضرور بننے توبہ کرو۔

قوله کیا اس عہد ملتے وقت انہوں نے نبوت سے استغفایا۔

بقول کیا محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم بقول شما انبرایمان لا کر اور امتی تکرر نبوت سے استغفایا۔ توبہ کرو۔

قوله کیا اللہ غریب جل انہیں معزول کر کے امتی کر دیا۔

اقول جب بقول شما امتی نہ بنا دیا۔ تو معزول ہی کر دیا کیونکہ عنزل عن النبوت سب کو کوئی بنی امتی نہیں ہوتا بنی ذاتی باہم متفاد ہیں۔ آپ ہی تو نبیوں کو امتی بناؤ میں میری حیثیت نظر آتی ہیں کہ تو اس کو تخت نصرت سے اس نادان و آیتہ شفاق کی رسول و لفظ سے تخصیصاً محمد رسول اللہ مراد لیا جو حالانکہ وہاں تقیم و اوجہ ہے کہ وہاں خاتم الانبیاء کو مراد لیں جن حقیقت حضرت بعد انبیاء محال علیہ ہو اور شاہدہ و خلافت جو ان کو فرضی طور پر دی ہیں تو ایک دوسرے تقیم جو کر زمین کوئی استعمال لازم نہیں آتا اور واقعات صحیح ہی اسی کو مؤید مبنی تخصیص و فرضی پر زور دینا پہلی و نادانی نہیں تو اور کیا ہے۔ یاد رہے کہ یہاں ہماری مراد نبوت سے متعلق نبوت و رد قبل کی ہے

قوله ای سیفہواوس محمد عظیم پر حضرت روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اتے اور باوصف نبوت و رسالت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امتی و نامزدین ہو کر رہے۔

اقول ای نادان حامد رضا خدا بھونیک مجھ دو اس قدر کیوں خلکو کرنا ہر اور حد سے کمین بڑھتا ہو گیا بنی خود بار الہی سے مطلع کا خطاب پایا ہوا کہیں امتی و مطیع بن سکتا ہے جب نبیال خاتم رسالوں کی امتی ہو گا اور کیا ہی اور تائید و نصرت کا ذمہ لیا ہو تو اول ابوالشہر حضرت آدم کو دنیا میں دوبارہ اگر الیقہ محمد کرنا ضروری تھا مگر انہوں نے نہیں کیا۔ حضرت نوح بھی پہول گئے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو بھی ایجا قرار کا ہے کہ خیال ہا حضرت اسمعیل خلی ہفت قرآن شریف میں صادق الوداعی ہے واللہ تعالیٰ انہیں صادق الوداعی لقب سے یاد کرتا ہے انکو بھی نہ انجو عہد کا خیال نہ تھا اور نہ انجو کمال لقب کا موسیٰ علیہ السلام نے بھی انجو عہد کی کچھ ہی پروانہ کی ابائی مغری تھا کہ یہ فاضل خدا تیرے اصول کو ردی ہے میں یا جو صادق الوداعی میں یا کا ذمہ تیرے نزدیک ایک حضرت عیسیٰ ہی انجو وعدہ و عہد کرے اور پھر میں اور باقی حیرت۔ گو میں نے میں (حسب کا نبوت پہلے لکھا) مگر پھر تیرے علم میں وہ ایک ہی صادق الوداعی میں اسلئے کہ جو کچھ کہ اسات پر چڑھ کر ای روح کو ملے ضرور بعد ضرور عقرب نزول فرمائے۔ ای مرد خدا ایسے کندہ عقیدہ کو لیکر خدا سے

کے سامنے تو کیونکر منہ دکھلا سکیگا تو بہ کر۔ اور قرآن کو تدبیر سے پڑھو اور صراطِ مستقیم کی دعا مانگا کر اللہ تعالیٰ
الصرائط المستقیمہ میں بہت کمبار۔

تو ان الملائکہ لتضع اجھنبا الطالب العلم۔

انول فرشتوں کا اہوازوں کو بھانا طالب علم دین مسافر کیلئے بہت صحیح حدیث اپنے ظاہری معنی پرستعمل ہے یا نہیں
اگر ہو تو اسکا ثبوت پکڑو نہ ہو کہ کون باپوش انسان تصور کر سکتا ہو کہ جب طالب علم دینی علم کیلئے سفر کرتا ہو تو فرشتے
اپنے بازوؤں کو اس کے پاؤں کو پیچھے بچھا دیتے ہیں تاکہ وہ انہیں چلا کر رہے یہ ایک استعارہ ہے کہ طالب حق کیلئے نصرت
الہی نازل ہوتی ہے فرشتے اسکی امداد میں پہنچ جاتے ہیں۔ پس یاد رکھو یہی استعارہ اور یہی اشارہ مسیح کے
دو فرشتوں کی نسبت کہ نصرت الہی اسکی شامل حال رہیگی اور فرشتے اسکی امداد کیلئے مامور رہیں گے اور مستعد رہیں گے
گو اسکی طرف کبھی پہنچ جائیگی اگر دیکھو ہو نو دیکھو کہ کہاں عوب و شام افریقہ اسام کلکتہ اور شہر مدرا س جلد آباد
منہ وستان اور کہاں قادیان کس طرح ان شہروں کی استعداد دل کچھ ہو کر چلا آتے ہیں۔ آپ لوگوں نے
تو ناخون تک زور لگایا کہ اس سلسلہ کو شادالین اور اس جماعت کے شیرازے کو فخر کر دین مگر جلد رآب
لوگوں نے اس باب میں معنی کی اسی قدر خدا تعالیٰ نے اپنے قدرت کاملہ کا ظہور فرمایا اور اس جماعت کو ترقی بخشنا
اور اس سلسلہ حقہ کو مسلسل کر کے چلا کر یہ سلسلہ اسی کو ماتہ کا قائم کیا ہو اگرچہ اسکی تعداد لاکھوں کو فریب
کل تم دیکھو کہ اسکی گہر و در و در کسی ہے اور کسی ترقی کو زینہ پر چڑھتی جاتی ہے تمہیں نہیں معلوم کہ یہ طاعون کیلئے
نازل ہوئی ہے اس سلسلہ کو کڑواؤ اور مخالفوں کو گھسانے کے پورے ساز و سامان کو ماتہ آلی ہے واللہ ذو
الفصل العظیم۔ مجھے اپنے دلائل آیت بشارت و حدیث نوکان موسیٰ کو قوت پر بڑا فخر کیا ہے مگر جب ہمارا
اس تحریر کو دیکھا اگر ہمیں حیا کا مادہ باقی ہے تو ذمی علموں کے سامنے رخ نمائی گو اسکی حیا اور اسکی غیرت
ایمانی سرگز جازت نہ دی۔ وزیر مجھے باین خیال کہ میں سائل کو جواب سے سیکدوش ہو گیا ہوں اور
حیات مسیح کو پڑھو محمد پیار میں بیان کر کے مبرات حاصل کر لی ہے۔ اسے صفحہ ۷۷ سے صفحہ ۷۸ تک پڑھی
تم شہ کیا ہو اور ناز سے چلتا شروع کر دیا ہے اور پھر اپنے قہقہہ کو دوہرا دوہرا کر عوام کو خوش کرنا چاہا ہے
اسلئے ہم اس فضول قہقہہ بانوں کا جواب ترکی بہ ترکی دیتے کو ناپسند اور ناقابل کو دلائل قہقہے ٹانگ سا
ہر کو مجھے گرجدن میں پٹناتے پر سندرہ بن اور تیر حکم بہ حق حاصل ہے کہ اسکی درشت زبانی پر جواب
ترکی بہ ترکی دین اور الصام الوہابی علی اصراف القادیانی کو جواب میں اس رسالہ کا نام مشتاقانہ
علی ہفتات حامد رضا رکھیں۔ مگر ہمارا کام امر حق کا اظہار اور اسکی تبلیغ ہے اسلئے ہم نے اسکا نام
القول الشجیب فی رد حامد الشجیب رکھا۔

خاتمہ

اب ہمیں فرمیں جو کہ رائل کونٹ فی جواب دیگر منسل مقصود تک پہنچا دین و ما تو فی اکتالہ
 واضح ہو کہ جیسقدر لاکل ہم فرمایا جواب میں درج رسالہ کے میں ایک خط کہ غالب کو اسے سہرا کی فانی
 میں کہ پہر ہی خضر اخذیات قرانی پیش کر دیں جس سے وفات مسیح بن مریم علیہ السلام و طہ کا ثبوت کامل ہو
 اور مخالف کو دم زدن کی مجال نہ ہو۔

۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے دوسرا محمد اکابر رسول قد خلت من قبلہ الرسل ا فان مات او قتل انقلبتم
 علی اعقابکم یعنی محمد تو صرف ایک رسول ہیں انکو پہلے کو تمام رسول مگر اگر یہ مر جائیں یا قتل کر دی جائیں تو
 ای لوگو کیا تم اسلام میں سے میرے لوگ یہ ہدایت و وفات مسیح میں صریح اللہ لالت ہوا سنے کہ تمام مرسلین جن میں یقیناً
 عیسیٰ علیہ السلام داخل ہیں انکے مرئی خبر دیتے ہیں اور موت و قتل کا لفظ اس بات کا قرینہ ہے کہ قد خلت یعنی
 قد مات کو یہ خدا تعالیٰ نے اس آیت کو اسد لالائش فرمایا ہے کہ کوئی انسان کیسا ہی رستہ کا کیوں نہ ہو
 ایک دن اس کو مرنے والا ہے اسی ہمارے پیغمبر کو دیکھو کہ یہ بھی ایک رسول ہوا اسکو بھی ایک روز مرنے والا تھا کیونکہ اس کے پیچھے
 تمام رسول مگر اگر حضرت مسیح کو اس حکم سے باہر کیا جائے تو یہ اسد لال تحت جرح کا محل ہوگا اور اسی موضوع کے
 پورے کر دینے کو خدا تعالیٰ نے الرسل کا لفظ فرمایا تاکہ کوئی فرد اس حکم سے باہر نہ رہے چاہے اسی آیت کو حضرت ابو بکر رضی
 تعالیٰ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی کہ جبکہ حضرت عمر حبیبی صحابی تلوار لے کر بھی گئے تھے کہ جو شخص
 رسول اللہ خاتم الانبیاء کی موت کا قاتل ہو تو اسکو سر کو بدن سے جدا کر ڈالوں گا پھر کرب صحابہ پر ثابت کر دیا کہ جس طرح
 تمام انکے انبیا وفات پا چکے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انکو برابر علت فرمائی ہے تمام صحابہ یا پیغمبر ہو گئے ان میں سے
 ایک بھی یہ نہ کہا کہ اسی ابو بکر آج یہ استدلال قابل جرح ہوا سنے کہ مسیح بن مریم ایک توحید بن بلکہ علیہ
 بن عرفی فرمایا اس ذات کی قسم کہ جسکے قیفہ میں میری جان ہے کہ اس واقعہ پر جو ردہ میرے گیتا ابو بکر کی اس قدر
 بالکل مختلف ہو گیا اور ہم خوش ہو پوز سماں پس صحابہ کرام کا جس چیز پر ملو اجماع ہوا وہ وفات مسیح کا سلسلہ ہے وہو
 بخاری شریف و دیگر کتب احادیث کو میر۔

۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے وما جعلنا البشر من قبلک الخلد احان مت فہم الخالدون یعنی ای پیغمبر
 تمہارے پہلے کسی بشر کو زندہ نہیں کہا اگر تم مر جاؤ تو کیا یہ تمہاری مخالفین موت مسیح بن مریم کو اس لئے کافی نظر آئے گی
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے کو تمام بشر خواہ وہ بھی ہوں یا دلی سب مگر ایک کے بھی بقا دوام نہیں ہے یا بخیر
 انہی جو جہنم ہرگز کذب کا احتمال ہیں جب حضرت مسیح بشر بن اور فرد ہیں تو اب انکو مر جائے میں کیا شک ہے قطعی
 ہے کہ جہنم خدا کی خبر دی بس نہیں ہوا اور کیا تمہارا دل تھراں شریف کے اس جو بخیر ہو اطمینان نہیں کہ زندہ اور زندہ رہے

ہیں مسیح علیہ السلام کو مانند خضر علیا اس کو موت کی ہی صحیح خبر دینی ہو گی کہ یہ دونوں حضرات ہی تو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
ہیں ان کے انسان ہیں۔

(۳) فرمایا اللہ تعالیٰ ما کان محمد ابداً احد من دجالکم وکما حق وصول اللہ وخاتم النبیین یعنی بہ محمد تم میں سے
کسی کو یا نبی ہیں مگر اللہ کے پہلے ہو چکے اور تمام نبیوں کو خاتم ہیں ان کے بعد کوئی نبی صاحب شریعت دنیا میں نہیں آئے گا یہ بات
سب پر ظاہر ہے کہ نبی بھی مغرول نہیں ہوتا اور وحی رسالت بھی اس سے قطع نہیں ہوتی پس مسیح کا نزول دو حال سے ہو سکتا
ہے یا تو ہنوز سے مغرول ہو کر آئیں گے اور محض اتنی بکر میں گئے یا انہی رسالت لیکر آئیں گے پہلی صورت بہ پایہ بال ہر جگہ
اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے کہ نبی ہنوز سے مغرول نہیں ہوتا اور جو اس کے خلاف اعتقاد رکھے وہ کافر اور بدعتیہ و مصادیقا
ہے وصول الہی کا کبطاعی باذات اللہ اور باذاتہ کا تحقق میں احدیت سے وصلہ ہر جگہ جہالت میں اور دوسری
صورت یعنی ان کا نبوت تشریف لیکر تشریف لانا کسی گناہ سے پاک ہے۔ کیونکہ خاتم المرسلین کو بعد ایک کو لو العزم کی کہ وجود کو
تسلیم کرنا ہر چاہی ساری باتیں سچی ہوں یا خدوی تمام کی انجام دہی بذریعہ وحی ہر جگہ سچی لیا کرتا ہی پس حضرت مسیح
علیہ السلام کی رسالت و نبوت جو ان کو لازم غیر مفارقی ہوا درحقیقت نزول وحی تشریف خدوی پڑھو ہو۔ اب ان کو دنیا میں
آئیے روکتی ہو جس سے یہ نبی نہ چکا کہ وہ مر چکے ہیں۔

(۴) فرمایا اللہ تعالیٰ فی وجہی علیہم جسد اکلیا کلون الطعام یعنی جسے کسی ایک بدن کو بھی ایسا نہیں بنایا کہ کھانا
نہ کھاتا ہو اسی ستمرہ قانون کے سبب ہم اور ہمارے بزرگ و اراکین علیہ السلام ہیں کہ حضرت آدم سے لیکر حضرت خاتم تک کے سب اس
کھانا کے اندر محتاج ہوئے اور اللہ تعالیٰ ان کو اس عام اصول کو زیادہ تو مسیح کرنے کی غرض سے تبارک الدین خدا والی
جماعت کو بھی اس آگے کا حاجت مند ہونا فرما دیا ہے کہ یہ فرمایا دے اوصلا فلک من المرسلین انما
انضم لیا کلون الطعام ویشون فی الاھوائ یعنی ای بے غیر تمہارے پہلے کہ جتنے رسول گذرے ہیں ان کے سب
کھانا کھا کر گزرے اور بار بار دن میں چلا ہوا کرتے ہیں جب حضرت مسیح انسان ہیں اور مرسلوں میں ان کا شمار ہوا اور اس کا
یہ عقیدہ ہے کہ آسمان پر اسی جسم خالی کو کھانا کھا کر اوجھٹے ہوئے اور ان کا اندر محتاج ہو لیکر تشریف فرما ہیں تو تبارک و تعالیٰ
اس طرح ان میں دینیوی غذا میں اس کی ہوا اور غذا کو ہم بشر کے سبب کیونکہ زندہ رہ سکتے ہیں۔ کیا خدا تعالیٰ کو ان کی خاطر
انہی عام قانون سے کو بدل دیا ہو کہ بدل دیا ہو تو دلیل قرآنی پیش کرو ورنہ یہ دو آیتیں الزام لیتے ان کو گمراہ ہیں
(۵) فرمایا اللہ تعالیٰ وکم فی الاھل من مستقر ومتاع الی حیین یعنی ای آدم سے زمین تمہارے رہنے کے لیے
ہے اور تمہاری موت تک کی ساری متاع اور تمام اسباب معیشت اسی میں ہیں۔ پس جب حضرت مسیح ابن آدم پہلے
کے سبب ان کی بود و باش کا تمام بھی زمین ہوا اور ان کو موت تک کے ساری اسباب معیشت میں ہوا ہیں۔ تو انہیں مستقر
کو ترک کرنا تھا تو انہی کے خلاف ورزی ہوا ورنہ یہ ان کے لیے رہنے کے خلاف اور نیز خدا تعالیٰ کو وعدہ خلاف ہوا اور

جب حصار شاد الہی انسان کی زندگی کو ماری سب اس زمین میں ہمہ کے لئے ہیں تو آسمان پر بکواس زمینی استیسا
کیونکہ متع ہو سکے ہونگے جگہ بغیر یہ جبہ غمزدگی کی طرح قائم نہیں رہ سکتا۔ پس جیسا کہ مستقر اور انکے ساری باب
زندگی زمین ہی میں قرار پایا تو پھر معبود الہی انہما کے کائنات سرسبز غلہ اور محفل لغو ہے۔

(۶) فرمایا اللہ تعالیٰ (فیضا تصحیوان و فیضا غموتون و متعاضحون) ای فرزند آدم تم اسی زمین میں زندگی
ا بسر کرو، در اسی میں مرز و مرہر اسی کو دیکھو جو دیکھو۔ یہ سب سب اس سر زمین پر وعدہ ہے جیسا خلاف ہرگز ممکن نہیں۔
ہر گاہ کہ ابی وعدہ الہی تمام انسانوں کی زندگی اور موت اسی زمین میں ہوگی اور شہر و وزی مشاہدہ ہوگی۔
دیکھو۔ تو جناب سچ علیہ السلام کیونکر خلاف وعدہ و مرضی الہی اپنی عمر و زندگی کے دور میں کہ جو ہر گز اور کہیں پوچھے
کر سکتے ہیں مگر کہہ سکتے ہیں تو اس پر دلائل قرآنی پیش ہونی چاہیے و نیز یہ آیت حضرت اور میں کوفات و عدم معبود الہی
کیلئے ایک یہ مان طبعی ہر زندگی و موت کے واسطے جب زمین محفوظ و برہنہ و موعود و زول بحمدہ الغفری کا خیال تھا
محال ہے۔

(۷) الم یخجل الالاعن کفانا احیاء و احوافا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا ہم نے زمین کو زندان اور درد کی
لے کافی نہیں بنایا یا غریب یا غریب کسی صاف اور واضح دلیل ہے کہ یہ زمین زندوں کو آرام و سائش کیلئے
اور دیکھ و صبر کے دور کرنے کے لئے کافی ہے اور یہ دیکھ کہ یہی زمین اس کے لئے جو اس آیت میں ہمارے
مخالف کا جبرج کر دہ موجود ہے جو کہا کہ تو میں کہہ ہو دیوں کی زیادتی کو دیکھ کر خدا تعالیٰ یقینی السلام کو انسان پر دیکھ
خدا تعالیٰ انکرو میں فرماتا ہے ای نادا کو کیا ہماری زمین میں کسی کو بچانے کے لئے بس نہیں ہے جس میں انکو آسمان پر
لیجا کر مومن بنائی کی ضرورت پڑی پھر انہر دعویٰ کو ثبوت میں اپنی جب خاتم الانبیا کو اسی زمین کو غار ثور میں بچا
زمین کو کفایت ہوئی کی شہادت دی۔ اور آسمان تو درکنہ سچو مامین دو چار روز تک ادبنا کر کہا۔ تاکہ انہر وعدہ
میں تخلف لازم نہ آوے جب ساری نیوں کے سردار اور تمام مملوک و مملوک محمد مصطفیٰ کو کفار کا ایذا دی اور قتل کو مقصود
پر ہی آسمان پر نہ اوسا یا اس کی کیا ان اللہ لا یخلف للعدا دی کا فرمان ہے تو حضرت مسیح کو معبود الہی اس پر مبنی کیونکر یقین
آوے کیا ہمارا واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ تھا کہ اس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے مقرر ہے۔

(۸) فرمایا اللہ تعالیٰ (واوصانی بالصلوة والکو اذما دمت حیاً) تو الہی۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام فرمائی ہیں
کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں جب تک زندہ رہوں نماز پڑھا کروں اور زکوٰۃ دیا کروں اور اپنی مال کو سانس نہ کر لوں
لیکن کروں۔ اب اگر حضرت مسیح بن مریم آسمان پر زندہ ہیں تو زکوٰۃ لکھو دینے ہونگا اور زکوٰۃ کی عادت کس کو کرے جو کہ کیا
کوئی یہودی جماعت آسمان پر قائم ہو سارا اپنی والدہ صدیقہ کو سانس نہ کر لوں کیا تو بس یہی کہ انکو جدائی سے نہ در
میں گرفتار کر کے آپ آسمان پر جا بیٹھے۔ پھر یہی بتلاؤ کہ بی بی مریم کی زندگی تک حضرت مسیح آسمان پر رہ کر

اس طرح خدمت والدہ کی ہوئی کیونکہ یہ بات صاف کہہ رہی ہے کہ ماں کی خدمت اور لڑکے جانتے نیک سلاطین
حضرت مسیح بر احویات باقی اور فرض تھی ماسوائے کسی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب باتیں انکی زندگی دنیاوی
نہیں بلکہ بعد مرگ تمام انسان اور تمام اندیا کر آم کہ گناہیہ بھی احکام الہی تعمیل کی سبکدوش ہیں۔ اگرچہ استدلال
دلائل اثبات دعا کے لئے بس ہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ حضرت مجدد ربانی مسیح موعود و مہدی مسعود اہم تاوانی
کے رسالہ اچھا زاحی کی کچھ عبارت نقل کر دوں جس سے طالب حق کو پوری بصیرت حاصل ہو و ہر مذہب و جمہور اس تکذیب کا کچھ
سچ ہی نہیں کہہ سکتا کہ وہ حق ہے علیہ السلام کو ہی کذاب قرار دیتے ہیں تو اگر بھی کذاب کہیں تو انہیں کیا انوس کرنا چاہیے
کہونکہ وہ کچھ نہیں کہہ سکتا کہ اس سوال پر کہ کیا تو یہی کہتا ہے کہ سچے اور میری ماں کو خدا کر کے بنا کر دیسی جو ہر شے بولائی تھی
ایسا جواب دیکھ کہ اس طرح جو ہر شے کہتا ہے کہ انبیوں کو کہا کہ جب تک میں اپنی امت میں تھا تو اپنے گواہ تھا اور جب تو نے وفات پائی
تو ہر تو انکار قیامت ہر کچھ کہتا ہے کہ میرے چچا کی ہوا اور ظاہر ہے کہ اس شخص کی زیادہ کون کذاب ہو سکتا ہے جو قیامت کے دن جب
عدالت کے تحت پر خدا ہی سے گناہ کے سامنے چھوڑ دیا گیا اس سے یہ نہ کہوںی اور جو ہر شے ہو گا کہ وہ شخص جو قیامت کے دو مارے پر
دنیا میں آگیا اور چالیس ہزار سال میں رہا اور نصاریٰ کو ساتھ لڑائیاں کر گئے اور ملیں کو توڑ دیا اور خنجر بریں کو
قل کر لیا اور تمام نصاریٰ کو مسلمان کر دیا وہی قیامت کو ان تمام واقعات سے انکار کر کے کہے گا کہ مجھے نہیں کہ میرے
بھائی ہوا اور اس طرح خدا کو ساتھ چھوڑ دیا اور ظاہر کرے گا کہ مجھے اس وقت سے نصاریٰ کی حالت اور ان کے مذہب سے
کچھ بھی نہیں جانتے تو تو نے مجھ کو وفات دیدی و کہہ سکتا ہے کہ جو ہر شے جو دیر خدا کو ساتھ اس طرح حضرت مسیح کے گناہ
ٹھہر کر ہیں یا نہیں قرآن شریف کہہ لیا کہ تو نے کھینچی کو آخر تک چھوڑا اور ہر کہہ کہ کیا معنی علیہ السلام
کو کہ کذاب قرار دیا یا نہیں۔

مگر اس پر کیا انوس کریں کیونکہ آپ لوگوں کو نزدیک تر خدا ہی کا دے خدا تعالیٰ کی فیصلی علیہ السلام کی وفات
آیتہ قلنا تو یقینی میں صاف طور پر بیان کر دی اور شہر کے حضرت می کا یہ عذر پیش کر دیا کہ میری وفات کے بعد
یہ لوگ بگڑے ہیں پس خدا اس پر ہمارے کہ اگر حضرت می فوت ہیں ہو تو عیسیٰ ہی ان تک نہیں بگڑے کہ عیسیٰ یوں کا
راہ درست پر نہ صرف انکی حیات تک ہی وابستہ رہا لگتا تھا اور عیسیٰ یوں کی خلافت کی علامت حضرت عیسیٰ کی وفات
پس اٹھائی گئی تھی اب کہو اس صورت میں آپ کے نزدیک خدا کیونکر چاہہاں ہو سکتا ہے جبکہ باوجود نہیں کیا گیا۔
اور ایسا ہی آیت ماحمداً ایاکادمول قد خلقت من قبلہ الزمئل من سب نبیوں کی
وفات ایک شرک لفظ میں جو خلقت ہے خدائی ظاہر کی تھی اور حضرت عیسیٰ کیلئے کوئی خاص لفظ
استعمال نہیں فرمایا تھا یہ ہی لغو و بے لگتہ آپ لوگوں کو نزدیک خدا کا ایک جو ہر شے میری آیتہ ہی سے
پڑھنے سے حضرت ابوبکر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ثابت کی تھی ابو بکر کی ہی یہ مطلق خوب تھی

کہ ہا و جو دیکھی آسمان پر زندہ بیٹھا ہے جبرہ لوگوں کے سامنے ہے ایتھ پڑھا ہے کہ کس امت کی سلی دنیا ہو گیا اسکو
معلوم نہیں کہ عیسیٰ تو زندہ آسمان پر بیٹھا ہے اور ہر دو بارہ آنگا اور چالیس برس رہی گا عیسیٰ کی وہ عمر اور
افضل الرسل کی یہ عمر خلقت کا اقصیٰ حد تھی۔

اور صحابہ بھی خوب سمجھ کر آدمی ہو جو اس آیت کے من و ماسکت ہو گو اگر کسی نے ابوبکر کو جواب نہ دیا
کہ حضرت آپ کی عیسیٰ آیت پر ہر پڑھیں جو آدمی ہیں حسرت دلائی ہے عیسیٰ تو آسمان پر زندہ اور ہر پڑھیں والا اور
ہمارا سارا نبی ہمیشہ کوئے جسے جدا کر عیسیٰ اس قانون قدرہ کی باہر اور ہزار بار میں کی عمر دنیا والا اور ہر پڑھیں
آئینہ لا جو ہمارے نبی کو نہایت کیون عطا ہوئی اور صحیح تو یہ ہے کہ ابوبکر نے اللہ عزہ اور تمام صحابہ کے لئے اس وقت
تمام حاضر و غائب میں ایک ہی غائب نہ تھا اس آیت کو یہی معنی سمجھے تھے کہ تمام انبیاء فوت ہو چکے ہیں اور
معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ ایک دم کچھ صحابہ کو بھی درایت عطا نہیں تھی عیسیٰ تو ان کو قوال نہ کر جو آدمی زندہ رہتے تھے
بلکہ یہ خیال تھا کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہے جیسا کہ ابوسہرہ جو نبی تھا اور دایت اچھی نہیں رکھتا تھا لیکن جب حضرت
ابوبکر نے جگر خدا کو ظم قرآن عطا کیا تھا یہاں آیت پر بھی توسل تھا یہی نبوت صحیح انبیاء ثابت ہوئی اور وہ اس
آیت بہت خوش ہوئے اور انکا وہ مددہ جو انکے پیارے کی موت کا انکے لیے تھا جاتا رہا اور دینہ کی گولان
کو چون میں یہ آیت پر بھی یہی قرآنی تقریب پر حسنات بن ثابت نے مرثیہ کی یاد پر انکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی جدائی میں یہ شعر بھی بنا ہے۔

كُنْتَ الْمَوَدَّةَ لَنَا ظِلُّكَ ۖ نَعْبِيْ عَلَيْكَ الْمَنَاطِلُ
مَنْ مَّعَا بَعْدَكَ لَكُنْ مَتَّ ۖ قَلْبِكَ كُنْتَ احْذَرْنَا

یعنی تو ہی صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھوں کی بلی تھی میں تو تیری جدائی کا اندھا ہو گیا۔ اب جہاں ہے
میرے عیسیٰ ہو یا نبی۔ مجھے تو تیری ہی موت کا دھڑکا تھا۔ یعنی تیرے جگہ سے ساتھ رہنے کے لیے کہ دو سرے تمام
نبی مر گئے ہیں کچھ الکی پر دہانہ۔ مصرعہ

عجب تھا عشق اس دل میں محبت ہو تو ایسی ہو

ہر آب لوگ خدا تعالیٰ کو اسطر جہ جو تا قرآن تیری میں کہ خدا کو کہتا ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد عیسیٰ اور اسو سلی مان
کو بھٹکا ایک ٹیکہ پر جگہ دی جس میں صاف پانی بہتا تھا یعنی جسے جاری نہ ہو بہت آرام کی جگہ تھی اور جنت
تھی جیسا کہ قرآن ہوا اَوَيْتُمْ سَمَاءَ اِلٰی رَوْحَةٍ ذَاتِ قَوَارٍ وَمُعَيَّنٌ بِفَرْحَةٍ وَاقِعٌ صَلْبِ
بعد جو ایک ٹیکہ بہت تھی عیسیٰ اور اسکی مان کو ایک بڑے ٹیکہ پر جگہ دی جو بڑے آرام کی جگہ اور پانی تھا
خوشگوار تھا یعنی خطہ کثیر آب اگر آپ لوگوں کو عربی سے کچھ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ آدمی کا لفظ اسی

تسمیت قرآن

وَأَنذَرْتُكُمْ لِيَوْمِ الْحِسْرِ

سورة

سورة الحج و ترک مردار و خیر

CHUCKLE 1930

علی ہوت حب الکریمی

۱۹۰۲

تصنیف جناب الکریم وارث الدین ضامن کمال فنی شفا خانہ سیکان

کے برابر و باہتمام کترین سیدال الدین گھایل ڈیٹر اخبار آفتاب

وکن رطیع عطاء الرحمن مونت و ویدہ اس مطبعہ گزیدہ